

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_232132**

UNIVERSAL  
LIBRARY









یاد شریف جا محمد الیہ تعالیٰ سلیم برادر اور دوزخ پازند

محمد علی شاہ

# در دہائی در دہائی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل  
صاحب دل فیوض میں نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ  
رباعیات میں

نکا منظوم ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موحّد کامل عالیجناب  
علی الاقصاب جگر دہاری پر شاہی راجہ محبوب نواز دنت بہادر التخلیق بانی  
در سرشتہ دار جمیعت باقاعدہ و بیقاہرہ و شرف باو چرخانہ و خانہ سامی سرکار عالی

— (منشور ہے) —

میں

راجہ نرنگ علی بہادر خلیفہ اکبر راجہ صاحب جوہر و مغفور

منظوم  
سردار پریس حویلی قدیم جیڈ آباد



# در دِ بانی در دِ سانی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل  
ساجد فیوض میں نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے  
— رُباعیات میں —

جنکا منظوم ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مُصنّفہ خود موجد کامل عالمِ جناب  
سُلی الاقباں جہ گرد ہاری پرشاد منشی جہ محبوب نواز دُست بہادر المتخلص بآبِ قی  
صدر سرشتہ دار جمیعت باقاعدہ و بیقاعدہ و شرف بادِ چرخانہ و خانسامانی سرکار عالی  
— (نمایا ہے) —

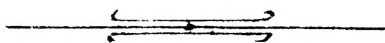
میرتب

۱۴۲۲ھ راجہ نرنکھراج بہادر خلف اکبر راجہ صاحبِ حرم و مغفور  
مطبوعہ  
سردار پریس حویلی قدیم حیدرآباد



# فہرستِ مبینِ ردِ باقی و درِ دساتی

تعداد	نامِ مصنف	صفحہ
۱	تھیںہ	۱
۲	سونخمی راجہ گردہاری پرشاد محبوب نواز دنت باقی	۱۱
۳	کلامِ عالیجناب باقی بکینٹھ باشی نظم و نثر و معرفت	۴۱
۴	رباعیا خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ مع ترجمہ منظومہ حضرت باقی مرحوم	۶۹
۵	رباعیات مصنفہ راجہ باقی بکینٹھ باشی	۱۲۸







شهباز راهبردی پشاد محبوب نواز دولت بھادری





# تمہید

— (۰۰۰) —

رباعی حضرت میر درد علیہ الرحمۃ

در شکوہ نیت سیست کفران ست این  
خود را نشاختی چه عرفان ست این

گر دعویٰ ہستی ست بہتان ست این  
اے حضرت! انسان تجیر نخبام

موت اور زیت کا سوال نہایت نازک اور اہم ہے۔ اس کے سمجھنے سے اپنی ذات کی خبر ملتی ہے۔ اور اس خوشخبری کے حصول سے خیالات کی حالت بدل جاتی ہے۔ انسان کا دل ایک ایسا پلٹا کھاتا ہے کہ جس کے بعد پیر کوئی سوال حل طلب نہیں رہتا۔ اس سلسلہ کی لاپرواہی دنیا و مافیہا سے بیخبر رکھتی ہے۔ اور عذاب و ثواب خوف و خطر ادائی فرائض کی کوتاہی ایسی ناخوشی کا موجب ہے۔ البتہ اس کے متعلق وہ دوسری روحانی حالت ضرور قابلِ تعظیم ہے جو انتہائی مزاج کہی جاسکتی ہے اور جو شاذ و دلدادگانِ خدا کو نصیب ہوا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ یدیشتر سے جن کا نام دہرم راج بھی تھا اور جن کا ذکر خیر مہابھارت میں جا بجا ملتا ہے یہ پوچھا گیا تھا کہ کونسی چیز دنیا میں عجیب و غریب ہے تو اس کیلئے زمانہ مہاراجہ نے یہ جواب دیا کہ انسان موت کے متعدد مسامحات دیکھتا ہے اور متاثر ہو کر بہی فراموش ہو جاتا ہے۔

یہی ایک عجیب بات ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی عجوبہ نہیں، مگر ایسے شخص کی جس نے دنیا اور اس کے میدان کارزار میں قدم رکھا ہے بغیر اس سوال کے سوچے سمجھے آنکھیں نہیں کھلتیں کیا دنیوی امور کی ادائیگی اور کیا دینی فرائض کی سربراہی سب اس نازک مسئلہ کی معلومات کے نامکمل انسان چاہے لاکھ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ وہ اس دریا کا تیراک ہے اور نہزار طرح سے اپنی تحریر و تقریر یا جدوجہد ظاہری سمجھتا ہے کہ اُس نے اس رمز کو پا لیا ہے جو منشا و زندگی ہے۔ ہرگز عرصہ دراز تک اس راز کو پردہ خفا میں نہیں رکھ سکتا۔ ہر ایسا کام جو انسانی راستی اور راست بازی و فراست سے میرا ہونا پیش ہوگا اور ہوگا اور نام و شہرت کی خواہش روڑے اٹکائے گی۔ اور آخر کار اس کا یہ انجام ہوگا کہ سب لا حاصل ثابت ہوگی اور سب تدبیریں بے سود۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیکڑوں کام آغاز ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں اور شاندار طریق سے ان کا افتتاح ہوتا رہتا ہے۔ لیکن آج اکثر ان میں سے نابوہین نام و نشان تک نہیں ملتا۔ ان کے وجوہ نیستی کی تحقیقات کیجائے تو صرف اسی ایک نتیجہ پر پھونچ سکتے ہیں کہ نامکمل زندگی۔ خواہش نام و فہرت اور عدم موجودگی صداقت نے ایسے کاموں کو ملیا میٹ کر دیا اور آج وہ جامہ نیستی میں روپوش ہیں۔ امیر مویا غریب دانا ہوتا نادان جب تک اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے وہ کسی کام کے لائق نہیں رہتا نہ اس کا کوئی کام بار آور ہو سکتا ہے۔ صرف سمجھ لینا یا کسی چیز کا ظاہری علم رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ عمل کرنا ظاہر و باطن میں صفائی اور یکجہی پیدا کرنا نہایت لازمی اور ضروری ہے۔ یہ ایک مسئلہ بات ہے کہ پاک اور اعلیٰ زندگی ہی دوسروں کی

فلاح کر سکتی ہے اور ایک مقدس علی زندگی ہزاروں زندگیوں کو  
راہ راست پر لا سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خود نہ سنبھلے دوسروں کو  
کیا سنبھالے گا۔ جو خود نہ عمل کرے کسی اور سے کیا عمل کی توقع رکھ سکتا ہے  
جس دل میں خود درد نہ ہو وہ کسی اور کے درد کو کیا جانے۔

ہر کسے ناصح برائی دیگران	ناصر خود یافتہ کم درجہاں
دردِ بسل کو غیر کیا جانے	عالی جو کہ گھائل کبھی ہوا ہی نہو

کسی کو یہ کہنے کا ہرگز استحقاق نہیں ہے کہ دنیا ایسے شخصیتوں سے  
خالی ہے جو ان معاملات کے راز و ان کہے جاسکتے ہیں یا جنہوں  
نے اپنے فرائض زندگی کی تکمیل میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ بغیر  
اعمال نیک اور صفائی قلب بے غرضانہ خلق کی خدمت و شوار ہے  
اور اس کے لیے بزرگان دین کی صحبت یا معلم روحانی کی ضرورت  
ہے۔ قلب کی صفائی اور عملی زندگی کے بغیر دینی اور دنیوی فرائض  
میں کوئی سرخرو نہ ہو سکا۔ نہ اہل دنیا نے ایسے شخص کی عزت کی۔ جس نے  
اس جگہ آنے جانے کے سلسلہ کو غور سے دیکھا کہ خود کو جانا اور پہچانا  
وہی کامل ہوا اور اوسے نے دنیا میں ایسے کام کئے جو آج تک بیکڑوں  
ہزاروں برسوں کے بعد بھی بالکل ایسے ہی تازہ ہیں جیسے کہ اوائل میں  
تھے۔ اب تک ان کا نیک نام نہایت عزت و محبت سے لیا جاتا ہے  
جنہوں نے جیتے جی خلق خدا کی بے مثل خدمت کی۔ اور مرنے کے بعد بھی

نادر تصانیف رہنمائی شائقین اور طالبین کے لئے چھوڑ گئے۔ وہ  
 بے شک زندہ رہیں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے ان کا کلام  
 ان کی دائمی زندگی ہے اور ایسا پیش قیمتی خزانہ ہے کہ جو باوجود مصائب  
 کبھی نہیں گھٹتا اور نہ اس میں کوئی کمی ہوتی۔ ان کا بے نظیر کام  
 نصائح و ہدایت کی صورت میں اب بھی ہر وقت دستگیری کرتا ہے۔  
 اور متلاشی دین و دنیا کو رہبری کا کام دیر ہا ہے۔ مبارک ہیں ایسے  
 بزرگ جنہوں نے احسان عام کیا ہے۔ اور مبارک ہے وہ قوم اور  
 سرزمین جہاں ایسے متبرک اور مبارک شخصیں پیدا ہو کر اپنے وجود  
 مسعود کی غیر موجودگی کے باوجود دیگر ہزار ہا مخلوق خدا کے حق میں  
 کار آمد اور مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ صفائی باطن کے حاصل کرنے  
 میں کسی تخصیص کا دخل نہیں ہے نہ یہ کسی خاص مذہب و ملت کا  
 ورثہ ہو۔ قدرت سب کے لئے یکساں رحیم و کریم ہے۔ اُس کے میزان  
 عدل میں کبھی کسی کے ساتھ سختی یا رعایت ہیجان نہیں ہوتی اور نہ کوئی  
 متعسف یہ کہنے کا مجاز ہے کہ وہ مالک حقیقی کسی پر زیادہ رحم کرم کرتا ہے  
 اور کسی پر کم۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو اس کی بیہ ریا اور بے غرضانہ  
 خدمت کرے وہ اس کا پیارا ہے۔ اور جو اس کی مخلوق اور بندوں  
 سے بے تعصب محبت اور الفت برادرانہ کا برتاؤ کرے وہی اس کا  
 لاڈلا ہے۔ اس مسئلہ میں زیادہ طوالت دیکر میں اپنی محدود و پانچیر  
 معلومات سے تفصیل اوقات نہیں کرنا چاہتا۔ میرا مطلب اُن بندگان  
 خدا سے ہے جو عامل و کامل تھے اور خدمت خلق کی ادائیگی کے اہل  
 اور قابل مانے گئے۔ چنانچہ ان میں سے میں دو کامل شخصیتوں کا ذکر

آپ کے روبرو کرنا چاہتا ہوں۔ جن کو یہ سعادت دارین حاصل تھی میری مراد اس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے ہے کہ جس کے پرمغز تصانیف اور صفائی قلب کا نمونہ اس کتاب میں پیش ہوگا۔ اور دوسرے بزرگ میر سے محترم و واجب التعظیم والد بزرگوار راجہ گردہار می پرشاد محبوب نواز و منت باقی جن کے مشاغل زندگی کا اندازہ اسی کتاب سے ہو سکتا ہے۔ میں نے اس تمہید میں جس مسئلہ کے تحت ذکر کیا ہے وہ ایسے مقبول اور خدارسیدہ بزرگوں سے متعلق ہے کہ جن کا کلام اپنے صوفیانہ اور ستانہ حالات کا اظہار کر رہا ہے اور محبت و خلوص سے پُریشہ والے کے لئے بے ریا و بے تعصب ذخیرہ معلومات مہیا کر سکتا ہے۔ صاحب اول الذکر کا مختصر حال میں ناظرین کتب کی دلچسپی و معلومات کے لئے کتاب تاریخ شعرا موسومہ آبجیات مصنفہ محمد حسین صاحب آزاد پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور سے اقتباس کرتا ہوا پیش کرتا ہوں اور راقم کے واجب التعظیم والد بزرگوار کے مختصر مگر ضروری حالات زندگی بھی اسی کتاب میں مندرج کئے گئے ہیں۔

حضرت خواجہ میر درد و خواجہ محمد ناصر عند کیب کے فرزند تھے۔ نالہ عند کیب ابھی تک مقبول عام و اہل دل حضرات کے لئے وحدہ اور تصوف کا جام بنا ہوا ہے۔

خواجہ میر درد دہلی میں رہتے تھے اور سلسلہ پیری و مریدی کے باعث خاص وقت رکھتے تھے۔ بڑے صوفی منش متوکل مستغنی المزاج تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ شاہ عالم کو سخت جواب دیا تھا۔

تغزیت آمیز فقرے سننے کے یہ مناسب معلوم ہوا کہ میں سابق خیال  
 کی تکمیل میں وقت کا بجا مصرف کروں۔ خدا نے مجھ میں صبر و شکر کی توفیق  
 دی ہے اور میں رنج و راحت سے متاثر ہونا فہم کا قصور سمجھتا ہوں۔  
 اس لئے میں تصنیف کی تکمیل میں روزانہ تاخیر کا تین چار گھنٹہ وقف  
 کر دے اور میرا وقت ان کلاموں کے دیکھنے اور جمع کرنے میں بہت  
 اچھا گذرا۔ مجھے ہندی فارسی اور اردو شاعری سے بہت دلچسپی ہے  
 اور میں خصوصاً صوفیانہ کلام کا ہمیشہ شائق رہا ہوں۔ میرا ناقص  
 خیال ہے کہ ایک کامل اور صاحبِ دل شاعر کی تصنیف چاہے کسی زبان  
 میں ہو نہایت دلکش اور موثر ہوتی ہے اور اس کی خوبی لغاتِ مطاب  
 کا اندازہ اور اس کی بلند خیالی اور اعلیٰ مضامین کا توازن اور لطف  
 وہی شخص پاسکتا ہے جو اُس زبان کا ماہر ہو۔ اور اس کے مذاق  
 فہم کے موافق شاعر کے خیالات کا مقصد واضح ہو سکے۔  
 اس کتاب میں سب سے پہلے والد مرحوم کی سوانح عمری اور اسکے  
 بعد وہ تحریرِ ہدیہ ناظرین ہوگی جو والد مرحوم کی جدتِ طبع اور زور  
 قلم کا نمونہ ہے۔ اور جس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی  
 تصنیف کا معائنہ اور اُس کے نسبتِ پُرورد خیالات کا اظہار  
 فرمایا گیا ہے۔ والد مرحوم اکثر فارسی کلام فرمایا کرتے تھے اور  
 اُس کے فاضل بھی تھے۔ اُر دو بہت کم کہتے تھے اور وہ بھی محض  
 مذاقِ طبع اور خاص احباب کی خاطر۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی مصنف  
 علم الکتاب کو دیکھنے کے بعد آپ نے صوفیانہ کلام ہونے کی  
 وجہ رباعیات میں ترجمہ فرمایا ہے جو بحثہ پیش کیا جاتا ہے۔ امین

ناظرین صرف مضامین اور مطالب کی خوبی پر نظر رکھیں۔ محاورات و بندشش و غیرہ پر نہیں۔ کیونکہ یہ زبان اُن کے لئے اُس وقت مروجہ نہ تھی۔ آپ نے اس کتاب کی جو تاریخ ختم رباعیات پر فرمائی ہے اُس میں اس طرح ذکر فرماتے ہیں۔ ۵

انکی جو رباعیات فارسی میں تھیں اردو میں کیا گو کہ نہ تھی مشاقی  
البتہ اسکے بعد جو فارسی رباعیات خود کی مصنفہ میں وہ ضرور نظر ثانی و شوق ملاحظہ فرمائیں  
حضرت خواجہ صاحب کا کلام نہایت واضح اور عام فہم ہے اور اسکے  
دیکھنے سے اس بات کا پورا علم ہوتا ہے کہ آپ کس پایہ کے صاحب کشف  
درگ تھے۔ آپ کا کلام باموقع و محل ہوتا ہے اور اپنا اثر کئے بغیر  
نہیں رہتا۔ اگرچہ چیکہ اندونون فارسی کا رواج بمقابلہ سابق بہت کم  
ہو گیا ہے تاہم ابھی وہ زمانہ بہت دور ہے۔ جبکہ قدردانان کلام  
فارسی نہیں یا فارسی کلام نظروں سے غائب ہو جائے۔ میں نے  
اس وجہ سے اس تصنیف کے طبع کرانے کی خاص جرات کی ہے  
اعلیٰ حضرت حضور پر نور تہذیب کا عالی مقامی مدہم عالی

کہ ہمارے بادشاہ ذبیحہ  
ہزار کا اللہ ہر ہائیس نواب میر عثمان علیخان بہادر خود کو کن دام اللہ دولتہ  
عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام اور سرپرستی سے علوم مشرقیہ کے جسم  
تازہ جان ڈال دی ہے اور خود قادر و حامی کلام فارسی میں اور والی  
ملک معانی نیز امرائے ملک میں فاضل اجل عالیجناب راجایان  
مہاراجہ سرکشن پرشاد بدین السلطنہ بہادر سابق مدارالمہام شیکار سرکار عالی  
جیہ خوش قسمتی سے قدردانان اور واقفان حضرت بانی مرحوم میں

موجود ہیں جن سے فارسی - اردو اور ہندی شاعری کو بجا ناز ہے -  
 علاوہ ازیں بعض ایسے معزز اور قدیم غنایت فرما اصحاب موجود ہیں  
 جو شائق کلام فارسی ہیں اور جن کو اب تک اس ناچیز کے والد متوفی کے  
 کلام اور ان کی خوبیوں کی یاد نازہ ہے -

مجھے کتب مصنف خواجہ میر درد و حالات وغیرہ کی فراہم کرنے اور  
 اس کتاب کے متعلق قیمتی مشورہ دینے میں میرے والد کے قابل دوست  
 عالم باعلیٰ عالیجناب مولانا مولوی عبد الجبار خان صاحب آصفی سیر نظم  
 محکمہ صدر المہامی صرف خاص مبارک نے یحیٰ داد فرمائی و نیز جناب  
 ہمنمت راؤ صاحب تنہم ہاتک راؤ صاحب جاگیر دار نے نہ صرف دقتاً  
 وقتاً زحمت دہی کو قبول فرمایا بلکہ اس کے متعلق پرتجزہ مشورہ دیکر علم و سنجیدگی  
 ثبوت دیا - میں اصحاب موصوف الصدرا کا تہ دل سے مشکور ہوں -  
 میری یہ استدعا بیجا نہ ہوگی کہ عجلت میں کوئی سہولت یا سہولت دیکر  
 توبہ کرم اصلاح فرما کر مجھے مشکور فرمایا جائے -

میں اپنے اس تمہیدی مضمون کو ختم کرتا ہوا متمنی ہوں کہ معزز ناظرین  
 کی تفریح طبع اور علمی شوق پورا کرنے کے لئے یہ کتاب مفید ثابت ہو اور  
 میری یہ ناچیز خدمت کسی حد تک مقبول ہو کر رہے - فقط

خادم ملک

نرسنگہ راج



# مختصر سوانح عمری عالی خان راجہ محبوب نواز ونٹ جو باقی

## حالات ابتدائی و خاندانی

ساقی نہ بھی مگر ہے جام باقی  
زندہ جاوید ہے کلام باقی

ہے میکہ دیرین نام باقی  
عالی نہ مئے گام بھی نام باقی

راجہ گردھاری پرشاہ بنی راجہ محبوب نواز ونٹ التخلص باقی بتاریخ  
غزوہ رجب ۱۲۴۲ ہجری بمقام حید آباد دکن تولد ہوئے۔ آپ رائے  
نرہری پرشاہ صاحب کے فرزند اکبر تھے۔ آپ نے حالات خاندانی  
اور خدمات کا مختصر تذکرہ اسی کتاب میں فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں حیات  
باقی منظوم مہضہ رائے دوار کا پرشاہ صاحب افغانی میں آپ ہی کے حالات  
تذکرہ ہے۔ اس لئے یہاں تحریر کرنا غیر ضروری سمجھا گیا۔ آپ کے جد اعلیٰ  
رائے دولت رائے بیکندہ باشی حضرت نواب آصفیہ نظام الملک کے  
ہمراہ اورنگ آباد آئے اور تاقیام شاہی وہیں رہ کر پیر حیدر آباد تشریف  
لائے۔ آپ کے جد رائے راجا رام صاحب ستونی ۱۱۹۸ھ میں  
محلہ صینی علم میں مکان خرید کر کے تعمیر عمارت ذاتی کی بنا ڈالی تھی۔ آپ کے  
خاندان میں سب صاحب خطابات اور مناصب تھے۔ اور علم شاعری  
اور تصوف کا مذاق وراثتاً چلا آ رہا تھا۔ آپ کے والد رائے نرہری شاہ  
علم سنکرت میں اتنا کافی اور معقول دخل رکھتے تھے کہ بسہولت و آسانی  
کفنگو فرما سکتے تھے۔ عالم ہی نہ تھے بلکہ عامل بھی تھے۔ آپ کے والد  
راجہ نرہری پرشاہ جو نے معروف و مستند کتاب سنکرت جو یوگ و ششٹ

(جو معرفت میں بیظیر کتاب ہے) نظم ہندی میں ترجمہ فرمایا تھا۔ اور  
 پنڈتان بنارس سے تحقیق اور تصدیق کے بعد بعض آٹھ دس ہزار  
 روپیہ یہ کتاب عام میں مفت تقسیم کرائی گئی تھی بلکہ انہری پرشاد مرحوم کے  
 تصانیف سے نہری مال مجموعہ پنجن ہائے متعدد و نہری گیان ایدیش  
 وغیرہ میں صاحب مدوح نے انتقال کے پندرہ سال قبل گوشہ نشینی  
 اختیار کر لی تھی۔ اور عمل شغل روحانی میں بالکل مصروف رہتے تھے۔  
 اور اپنے فرزند اکبر راجہ گردھاری پرشاد کو جلد کاروبار سرکاری اور  
 خانگی تفویض فرما کر بے فکری حاصل کی اور بقیہ عمر یاد ابھی میں گزاری  
 آپ کا انتقال بتاریخ ۴ صفر ۱۳۹۷ء ہوا۔

## حالات تعلیم خانہ آبادی وغیرہ

راجہ گردھاری پرشاد صاحب مرحوم کے چودہ بھائی بہن تھے۔  
 آپ کی ایک رباعی مصنفہ مندرجہ ذیل اس کی وضاحت کرتی ہے۔

### رباعی

از جمع برادران مجبذ من باقی  
 نقد این عمر شد مہم خرج عبث  
 مشرکہ یکم ز چار دہ تن باقی  
 باقی باقیست ہجور و دشمن باقی

آپ نے حضرت محمد علی صاحب عاشق سے فارسی تعلیم پائی تھی  
 جو فی الحقیقت سچے عاشق خدا تھے۔ آپ کو شاعری فارسی میں بھی حضرت

عاشق صاحب قبلہ اور اردو میں حضرت فیض صاحب قبلہ سے ملنے تھا۔ آپ عرس اول الذکر استاد کا بڑی شان اور عقیدت سے فرمایا کرتے تھے جو ابھی تک ہوتا ہے۔ آپ کی ایک رباعی میں آپ نے استاد کی شان میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

### رباعی

عاشق استاد کامل باقی شد از مصقلہ ذکر و تربیت فسر	زان مایہ عشق حاصل باقی شد آئینہ معرفت دل باقی شد
---	---

آپ ذہین تھے کم عمری ہی میں فارغ التحصیل ہو چکے تھے البتہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مطالعہ اور عالموں کی صحبت کے باعث ابتدا سے شعور و سخن کا بہت شوق تھا۔ اور تصنیف و تالیف میں کم عمری ہی سے منہمک رہے تھے۔ آپ کی تعلیمی زندگی کے حالات کافی ہمدست ہوسکے اس لئے زیادہ صراحت نہ کی گئی۔

آپ کی شادی اول بھر چودہ سال ۱۲۵۸ھ میں ہوئی۔ اکثر آپ کی اولاد زینہ زندہ نہ رہتی تھی۔ چنانچہ منجملہ (۶) چھ لڑکے اور لڑکیوں کے جو محل اول سے تھے صرف رائے کشپور شاہ صاحب گڑھ صدر محاسبی سرکار عالی اور ایک دختر جو رائے رام پر شاہ صاحب کو منسوب تھیں، یادگاروں سے رہے تھے۔ آپ کے پہلے محل انتقال ۱۲۹۱ھ ہجری میں ہوا تھا۔ اور آپ کی دوسری شادی عالیجناب راجا یان راجہ مہاراجہ نرنیدریشکار بہادر کے بے حد اصرار و خاص توجہ

عنایات کے باعث رائے بنی دہر صاحب فرزند رائے عالم چند  
 بکینٹہ باشی معتمد پیشکاری کے صاحبزادی خورد سے قرار پائی جو راقم  
 کی والدہ ماجدہ ہیں۔ مہاراجہ مہدو ج بکینٹہ باشی نے رسم سنگنی باغ  
 کیشوگری میں یہ نفس نفیس تشریف فرما ہو کر انجام دلوائی۔ آپ کو  
 موجودگی اولاد کی وجہ شادی کرنے سے قطعی انکار تھا۔ مگر اس  
 اصرار و تقرر نے مجبور کر دیا۔ اس کے بعد ہی آپ نے بوجہ مختاری  
 کار و بار خانہ داری رقی اخراجات کی ادائیگی و عدم گنجائش کا عذر فرمایا  
 مگر علیحباب نواب تراب علیخان سرسالا رجبک مختار الملک بہادر  
 اولے نے حکماً شادی کی تاکید فرمائی اور بقایا تنخواہ تعدادی  
 بارہ ہزار روپے کرانظام شادی میں صرف کرنے کا خاص حکم صادر  
 فرمایا۔ اب تو آپ اسی سال حسب نثار والدہ خود شادی کرنے پر  
 مجبور ہوئے۔ اس شادی میں علیحباب نواب مدارالمہام و مہاراجہ  
 پیشکار بہادر سرکار عالی نے شرکت فرما کر رونق و وبال لائی تھی۔ اس  
 کے بعد آپ کو پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تولد ہوئیں۔ جن میں  
 یہ راقم اور عزیز محبوب راج صاحب موجود ہیں۔ اور اناث سے  
 تین دختر ہیں۔ آپ کے جوان نیک نخت اور صاحب اقبال صاحبزادے  
 رائے کیشو پرشاد صاحب عین عنفوان شباب میں تبارجہ ر  
 محرم ۱۳۵۵ ہجری بروز لنگر مبارک ہاتھی سے گرجا انتقال کر گئے۔  
 اور شدید دماغی ضرب کے باعث بجا قبر ہو سکے۔ آپ کو ہمیشہ اولاد کا  
 غم رہا۔ اور اکثر حادثات کے موقع پر آپ کو مایوسانہ  
 یقین ہوتا تھا۔ کہ آپ لا ولد رہیں گے۔ کیونکہ بعض موقعوں پر اولاد کو

کوئی زندہ باقی نہ رہتا تھا۔

## حالات ملازمت ترقی مدارج

آپ کے تعلیم پانے کے بعد ایک اہم کام آپ کے ہاتھوں انجام پایا جو آپ کی بیدار مغزی اور شہرت کا باعث ہوا۔ کام یہ تھا کہ عالیجناب نواب رونق علیخان شاہ یار الدولہ شاہ یار الملک بہادر کی فوج نے حضرت نواب غفران منزل علیہ الرحمۃ کے حکم کے باوجود بھی اپنے رجوعات نہ کی تھی۔ سو اوروں پیا دگان دکھنی بالکل اناوہ خدمتگاری نواب صاحب موصوف نہ تھے اور اس وجہ سے راجہ شہنشاہ کے ذریعہ تقیم تنخواہ کا حکم شاہی صادر ہو چکا تھا۔ راجہ گردہار می پرشاد کے خاص کوششوں اور ایصال تنخواہ بقایا کی ذمہ داری کے سبب فوج نے سراطعت خم کی۔ اور یہ اہم کام باسانی طے ہو گیا اس کے صلہ میں نواب صاحب مغزبات خود رائے نرہری پرشاد صاحب کے گھر تشریف لا کر راجہ گردہار می پرشاد کو اپنے بیان کی سرشتہ داری فوج پر دپانہ صد روپیہ ماہانہ ۱۲۶۷ھ امرامقرر فرمایا۔ بیان بہت عزت و نیکنامی سے آپ نے خدمت انجام دی۔ اور حسن اتفاق سے محفل شعرو سخن اور سکار وغیرہ گرم رہتی تھیں۔ کیونکہ نواب صاحب مدوح خود ان مشاغل کے شایق تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی آپ کا تعلق خدمات سرکاری سے ہوا۔ آپ کو خدمات سرکاری آبائی اپنے والد کے حسب انتشار اور باعث ضعیفی والد

انجام دینی پڑیں۔ آپ کی جدت اور موزونیت طبع پر نواب مختار الملک بھٹا  
 اولے کی بالفائدہ اور دور اندیشانہ نظر پڑی اور آپ کا انتخاب  
 کر کے آپ کے ذمہ فوج باقاعدہ کی ترتیب کا اہم کام سپرد فرمایا۔  
 آپ نے نہایت استقلال جانفشانی اور عرق ریزی سے اس نظم  
 و نسق میں ذمہ دارانہ حصہ لیا۔ اور افواج باقاعدہ کی اس <sup>تعداد</sup> ~~تعداد~~  
 میں آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی جس کے اخراجات بیس لاکھ روپے  
 سالانہ مقرر تھے۔ اس کی تفصیلی حالت اور تاریخ ہی ایک تفصیلی  
 نظم میں تحریر فرمائی ہے جو سدرجہ کنوز التواریخ ہے۔  
 سال استادش کو فوج و عبا باقاعدہ

۱۲۷۹ھ

اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے صلہ میں صدر سررشتہ داری  
 فوج باقاعدہ کے عہدہ جلیلہ سے معوا ہوا اور تحریر سررشتہ داری  
 سر فرازی فرمائی گئی۔ اس کے بعد بعض جمعداران عروب کے  
 مظالم و سختیان باعث خلل انتظام ریاست ہونے لگیں۔  
 اس کے اسناد کی غرض سے نواب مختار الملک بہادر اولے نے  
 ایک باقاعدہ جمعیت عروب قائم فرمانا چاہی۔ اس اہم کام کے  
 انعام کے لیے ہی آپ ہی کا انتخاب فرمایا گیا اور آپ کو ہر طرح  
 سوزن سمجھا گیا۔ اس کام میں آپ کو بہت زحماتیں اٹھانی پڑیں۔  
 اور سخت مقابلے کرنے پڑے۔ بعض اوقات مخالفین کی  
 جانب سے آپ کی جان کو خطرہ پہونچانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔  
 اور حملے کئے گئے تھے۔ آپ نے استقلال اور بہمت کو ہاتھ سے

جانے نہ دیا اور مفوضہ کام انجام دے کر ہی رہے۔ چنانچہ آپ کی  
کوششوں سے ۱۲۸۸ھ میں جمعیت نظام محبوب کا قیام ہوا۔ اور ان  
نمایان کاموں کی وقعت و قدر فرما کر اس کی سررشتہ داری بھی سرفراز  
ہوئی۔ آپ نے اس فوج کی تفصیلی کیفیت کنزالتواریخ میں درج  
فرمائی ہے۔ جس سے استاد کی دو تاریخیں اخذ کر کے ہدیہ ناظرین  
کیجاتی ہیں۔ ع فوج سلطان نظام محبوب - (۲۶) عیدم البدل داب فوج نظامی  
۱۲۸۸ ہجری ۱۲۸۸ ہجری

ان کے علاوہ کارخانہ بنادیتی موسومہ صنایع و کمن کارخانہ پٹا خوار و ساز کی  
کارخانہ چرمی اور کاغذ سازی وغیرہ کا قیام آپ کے خاص جدت پسند  
طبیعت کا نتیجہ تھا۔ اول الذکر کارخانہ سے بنادیتی و نیز جملہ سامان اسلحہ  
بطریق احسن تیار ہو کر پسند عام ہوا۔ افواج و پولیس اضلاع وغیرہ میں  
ان کی بیس ہزار تک سربراہی ہوا کرتی تھی۔ بجز کارخانہ کوٹھ یار و دھپا  
ابھی تک بارود تیار ہوتی ہے دیگر کارخانہ جات باقی نہیں ہیں۔ مہوم  
کی زندگی ہی میں بعض بوجہ عدم ضرورت توڑ دی گئے۔ اور چند بعد میں کچھ جات  
داما گنڈم و مٹرمیاں آپ ہی کے زیر نگرانی و انتظام تھے۔ آپ نے  
ان کو رسالہ جات سرکاری کے لئے محفوظ فرمایا تھا۔ اس طرح سرکاری  
ہزاروں لاکھوں روپیے کی بچت ہوئی۔ آپ کے بلحاظ خدمت آبائی  
جلہ تقاریب سرکاری سے تعلق تھا۔ چنانچہ ہر تقریب کے انصرام  
میں آپ ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور حسب منشاء خداوند نعمت  
انجام دیا کرتے تھے۔ آپ اکثر کارہائے سرکاری کے باعث  
عیدم الفرصت رہتے تھے۔ آپ حسب الحکم نواب سالار جنگ بہادر اور ان کے

اتالیق اور مقرب شاہی ہوئے تھے۔ اور سیاق کے بعض نازک اور اہم عملیات حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کے ملاحظہ میں بغرض و قنیت پیش فرماتے تھے۔ علاوہ تقاریب سالانہ کے جو تقاریب آپ نے انجام دین تھیں ان میں تسمیہ خوانی مبارک اور رسم علی بند حضرت مرحوم تہیں جو ۱۲۸۶ھ بمطابق ۱۸۶۹ء ہجری و ۱۳۰۱ھ بمطابق ۱۸۸۴ء میں انصرام پائیں۔ یہ نہایت شاندار اور اولوالعزم تقاریب تھیں جن میں تمام ملازمین و رعایا کے ملک کو شرکت فیضی اظہار مسرت اور شادمانی کا موقع ملا۔ آپ کے زمانہ کارگزاری میں شادی نواب سرآسمانجاہ مرحوم و شادی نواب سروقارالامرا مغفور و شادی نواب آصف یا درالملک مرحوم و عالیجناب نواب خورشید الملک بہادر ۱۲۹۶ھ بمطابق ۱۸۷۹ء ہجری

انصرام پائی۔ جن کی تاریخیں درج کر دی گئی ہیں۔ آپ کو بلحاظ تعلق باورچیانہ مبارک و سربراہی ہریانیاں و اسٹاٹ سرکاری ہر سفر میں ہمراہی کا شرف حاصل رہا ہے۔ سفر دہلی و کلکتہ و کلکتہ کے شریف اورنگ آباد و راجپور وغیرہ میں آپ ہی کا انتظام تھا۔

۱۳۰۰ھ ہجری -

اور بلحاظ پروگرام ایسا انتظام ہوتا تھا کہ اوقات معینہ مقررہ پر بلا شک و پوری سربراہی ہوتی تھی۔ آپ کے کام ہمیشہ مقبول شاہی رہے ہیں اور عام نظروں میں پسندیدہ۔ ہر کار مرحوم و مغفور نے براجم خوانہ آپ کو پیغمبر و مکمل ۱۳۱۰ھ ہجری میں ہمراہ سواری مبارک چلنے کا حکم صادر فرمایا اور اسپیشل خاص میں ایک ڈبہ دے کر عزت افزائی



فرمانی۔ آپ پر سرکاری اعتماد کلی تھا۔ چنانچہ اکثر موقع پر حکم شاہی قرار دیا اور سوم کا تقصیف حضرت بیک صاحب قبلہ مرحوم سے آپ حاضر ہو کر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو عالیجناب نواب مختار الملک بہادر اول نے اپنے اور عالیجناب نواب شمس الامرا امیر کبیر کے درمیان معاملات ریاست میں حسب تحریک نواب شمس الامرا بہادر بغیر مقرر فرمایا تھا۔ آپ نے ہر چند اس نازک کام کی ذمہ داری دینی نہ چاہی۔ مگر نواب صاحب مدوح نے آپ ہی کو اہل و موزون سمجھ کر یہ کام تفویض فرمایا۔ چنانچہ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ ہجری سے آپ نے اس کام کو بائین بہین دو سال تک انجام دیا۔ اور ایسا۔ البطل اتحاد ہر دو امراء سلطنت میں قائم رہا کہ کبھی کوئی سوئے مزاجی کا موقع نہ آیا۔ آپ بزمانہ نواب مختار الملک اول کے روزانہ باریابی کا شرف حاصل کرتے تھے اور اکثر مہام سلطنت کا بالمشاذ ارشاد پر تصفیہ و عمل ہوتا تھا۔ آپ حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ہر ضروری اور مفید ملک معاملہ پیش فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ہوقہ جلوس تقریب سرکاری کسی شریر النفس شخص نے آپ پر پتھر پھینک کر سر میں ضرب پہنچائی۔ اور بہت خون نکلا۔ مراحم شامانہ و عنایات خسروانہ کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ بغور اطلاع بعد و رعایت نامہ مصدرہ ۹ ذیحجہ ۱۳۰۰ھ مزاج پر سی فرما کر اعزاز بخشا گیا۔ دوسرے عنایت نامہ میں یاد فرمائی ہوئی تھی ہر دو کے نقول سے ہویدا ہوگا۔

نقل فرمان مبارک مزینہ ۹ ذیحجہ ۱۳۰۰ھ

گردہاری پرشاد۔

مین نے سنا کہ تمہارے کو کسی نے چھ مارا اور تمہارے سر میں  
چوٹ آئی۔ اب تمہارا درد سر کیا ہے۔

شرح دستخط مبارک

اعلیٰ حضرت غفران مکان

نقل۔ فرمان مبارک ..... بیب المرحب ۱۳۰۲ ہجری۔

گردہ ماری پرشاد

سہارے سے کچھ کام ہے۔ بجز وہ کہتے اس خط کے دیوڑھی پہ  
حاضر رہو۔

شرح دستخط مبارک

اعلیٰ حضرت غفران مکان

ایک دفعہ بوقت ادخال رقم خاصہ بتقریب شادی نبی خود براجم  
خروانہ پذیرائی فرمائی گئی اور تاریخ ۱۳۰۲ ہجری ۱۳۰۲ ہجری ۱۳۰۲ ہجری ۱۳۰۲ ہجری  
مصاحبین کی یاد فرمائی مفتخر و مغز فرمایا گیا۔ حکم اجرا شدہ حسب ذیل تھا۔  
وہ حکم حضور است کہ تاریخ چہارم شوال روز شنبہ حاضر شدہ در ضیافت  
گزارانیدہ گردہ ماری پرشاد و شریک شوند۔

وَقَدْ فَوْقًا مَعْدُو فَرَايِن بَعْمَن كَار سِرْكَارِي وَغَيْر سِرْكَارِي صَادِر  
ہوتے رہے ہیں۔ جس سے ناچیز مقصود خدمات کی پسندیدگی اور  
قبولیت ظاہر ہو سکتی ہے۔ آپ کی سرکاری کاروباری زندگی کی  
ابتداء عالیجناب نواب سالار جنگ خٹا الملک اول نے بھمت افزائی  
قدر فرمائی اور وہی اس خاندان کے باعث ترقی تھے۔ آپ کی زندگی کا

انتہائے عروج اور آخری زمانہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کی  
 قدما پروری و ذرہ نوازی کے طفیل میں بجزت و آبرو گذرا۔ آپ  
 ہمیشہ کار سرکاری میں خیر خواہانہ اور بیباکانہ معروضہ پیش فرمانے  
 کی جرات رکھتے تھے۔ آپ کو سرکاری خیر خواہی کے مقابلہ میں  
 اپنے معتبوب ہونے کا کبھی خوف نہیں رہتا تھا۔ آپ کے تفویض  
 خاص سرکار کے درازی عمر و غیرہ کے لئے برہمنوں کا تقرر اور رتویہ  
 و خیرات وغیرہ کا کام تہاجس کا باطلاع و منظوری آپ انصہرام  
 فرماتے۔ دربار ہائے انگریزی۔ صاحب عالی شان بہادر نواب  
 وائسرائے بہادر اور دیگر گورنران وغیرہ میں آپ سربراہی بائبل  
 اور عطر دان کی خدمت انجام دیا کرتے تھے جو بطفیل تفضلات  
 اب تک جاری و برقرار ہے۔ مقربان شاہی میں آپ کی جرات  
 کسی سے کسی حالت میں کم نہ تھی۔ آپ کو اکثر مدار المہمان وقت  
 امرا یان و معززین سلطنت کے اکثر اشادات خانگی پر بالمشافہ  
 پیشی حضور پر نور میں معروضہ کرنا پڑتا اور عموماً امور تذکرہ میں آپ  
 کے معروضوں کو شرف قبولیت عطا ہوتا تھا۔ شادی کے بعد  
 تمامی امرا یان اور معززین سلطنت کو سر پیچ کی سرفرازی ہو قہ و با  
 مغلائی آپ ہی کے ذریعہ ہوتی تھی۔ آپ نے کبھی کسی کی حق تلفی  
 یا شکوہ و شکایت میں حصہ نہیں لیا بلکہ متعدد موقعوں پر استیازی  
 اور صاف گوئی سے سفارشیں فرمائیں۔ اکثر غریباور میگھوں کے  
 معاملات اور حالات کو شکذا رسمع ہایوں فرماتے رہے جن میں  
 اکثر کام آسانی ملے ہوتے تھے۔ آپ کی نشست کا مکان خلوت مبارک میں تھا۔

اور یہ زمانہ تقاریب اور یاد فرمائی رات دن وہیں قیام رکھنا  
 پڑھتا تھا۔ اکثر بمقام سرورنگرو کوہ مولای زمانہ نہضت افزوی سرکار  
 آپ کی یاد فرمائی ہوتی تھی۔ اور آپ کی وہاں حاضری رہتی تھی انہی بہت  
 کی خاطر آپ نے ان مقامات پر مکانات بنوائے اور خرید فرمائے  
 تھے۔ آپ کو ۱۳۱۰ ہجری میں بوقت دربار حکمرانی راجہ بہادری کا  
 خطاب معہ لوازمہ سرفراز ہوا۔ ۲۹ رجادی الاول ۱۳۱۰ ہجری کو  
 بر بناء تحریک نواب عماد السلطنت دارالہمام وقت پیشی سرکار سے  
 نوبت روشن چوکی اور عماری کی سرفرازی ہوئی۔ ۷ رجادی الاول  
 ۱۳۱۲ ہجری دربار جشن سالگرہ مبارک محبوب نواز و نت کے بیش بھا  
 خطاب سے آپ نے غزو و قار پایا۔

## تذکرہ تصانیف و مشاغل علمی

آپ باوجود عدیم الفرقتی مصروفیت کاروبار سرکاری اور فرمائے متعدد  
 تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اکثر اساتذہ  
 و علامہ وقت آپ کے کلام کو بہت پسند فرماتے تھے۔ رجب چلال ضا  
 تمکین اور مولانا مولوی آغاسید علی شوستری طوبی سناد الملک و مولانا  
 حضرت عباس رفعت بہوپالی مرحوم و مغفور نے آپ کے کلام پر  
 تقریریں تحریر فرمائی تھیں۔ رباعیات بابرکات پیرایہ عروض وغیرہ میں  
 یہ موجود ہے۔ خود حضرت اقدس جہان پناہی و عالیجناب نواب  
 مختار الملک اولے و نواب عماد السلطنت بہادر و عالیجناب راجا جان راجہ

بہارِ جہ زہد بہارِ دہ عالمی جناب جہارِ جہ سرکش پرشاد بہارِ عین السلطنت  
 پیشکار و سابق دارالمہام سرکار عالی و دیگر عمائدین اور امرائے  
 سلطنت آپ کے کلام کو نظر پسندیدگی و وقت سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔  
 آپ کا کلام تصوف معرفت سے پر ہوتا تھا۔ مصنفین اونچے اور  
 نازک ہونے کے علاوہ رنگین و نفیس اور دلکش ہونے کے باعث  
 بعض تصانیف ایران تک گئے ہیں اور اکثر ممالک ہندوستان میں تقسیم  
 ہوئے ہیں۔ آپ کے جلد تصانیف (۳۰) تیس ہیں جن میں سے  
 فارسی نظم کے (۲۰) ہیں اور فارسی نثر میں (۳) تین ہیں اردو کلام مختصر ہے  
 اور ان میں ہی نظم و نثر کے تین (۳) تصانیف ہیں۔ ہندی زبان  
 بجا کہا میں (۴) تصانیف ہیں۔ آپ کے تصانیف کا اسمواری تذکرہ  
 حسب ذیل ہے۔ کتب مصنفہ فارسی نظم یہ ہیں (۱) پریا یہ عروض  
 (۲) یادگار باقی یعنی دیوان غزلیات فارسی (۳) تصانیف باقی (۴)  
 بہارِ عام (۵) مثنوی صنائع بدائع (۶) پرشاد نامہ (۷) تنہیات باقی  
 (۸) ضرب الامثال (۹) مکتوبات منظومہ (۱۰) زمزمہ باقی۔  
 (۱۱) بہارِ گوت شریف (۱۲) رامائن سیما مولفہ حضرت باقی (۱۳)  
 رباعیات بابرکات (۱۴) رباعیات مناجات بارانِ رحمت۔  
 (۱۵) باقی نامہ (۱۶) باغِ رزاق (۱۷) مثنوی شمع منور (۱۸)  
 نشات باقی (۱۹) کنوز التواریخ (۲۰) کلام متفرقات۔ کتب فارسی  
 (۲۱) افضل التصحیح لغت (۲۲) توشہ عاقبت یعنی سفرنامہ طبع شدہ  
 (۲۳) بہارِ بارت نامکمل غیر طبع شدہ۔ تصانیف اردو و نظم نثر (۲۴)  
 بقائے باقی دیوان اردو (۲۵) تحقیقات سیاق باقی (۲۶) تہی جزر

سوانح عمری سوامی بہا سکرنند سرسوتی - تصانیف بہا کہا (۲۷)  
 تیرتہ مال مجبوعہ سچن پائے بہا کہا - (۲۸) شہوپران - (۲۹)  
 کیشوپران (۳۰) بہا گوت سار - تصانیف نمبر ۲۲ و ۲۳ طبع  
 نہو سکین - اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سفرنامہ انتقال تک مرحلت تکمیل  
 پاتا رہا - یہ ضخیم کتاب ہے نمبر (۲۳) یہی مکمل نہو سکلی مجدد اشبارہ پر  
 مہا بہارت کے صرف دو پر ختم ہونے پائے تھے کہ آپکا انتقال  
 ہو گیا - آپ کا متفرق کلام فارسی اردو اور بہا کہا میں بہت ہے  
 جو قصائد - غزلیات اور غرائض منظومہ کی شکل میں منضبط ہے اور  
 زیر ترتیب ہے - آپ فی البدیہ فرمانے کے بہت عادی تھے  
 عموماً بوقت حضور و حاضر باشی ہر وقت دربار یا پیشی سرکار کوئی  
 مصرع زبان مبارک سے فرمایا جاتا - اور آپ اُسی وقت مصرع  
 ثانی عرض کر دیا کرتے - چنانچہ ایک موقع پر حضرت غفران مکان  
 علیہ الرحمۃ نے پیشی میں حاضر ہوتے ہی یہ مصرع آپ سے ارشاد  
 فرمایا کہ اس پر مصرع اگلے کہو - میر محبوب علیجان کو نہیں جانتے کیا -  
 مرحوم نے فی البدیہ یہ مصرع موزون کر کے عرض کیا ع

میر محبوب علیجان کو نہیں جانتے کیا

پوچھتے کیا ہو کہ صف ہو تخلص کسکا

حضرت جہان پناہی نے سن کو بے حد اظہار مسرت و خوشنودی  
 فرمایا اور اس مصرع کو اپنی غزل میں شریک کر نیکا اعزاز بخشا -  
 سفر اور رنگ آبادین اپنے مختلف موقعوں پر حسب حال جو اشعار

حرفی البدیہ فرمائے تھے اور جس سے حضرت پیر و مرشد اور نواب سالار جنگؒ  
منظوظ ہوئے تھے وہ درج کئے جاتے ہیں۔

## اشعار فی البدیہ متعلقہ سفر و رنگ آباد

نظم کا کھیت مینے دیکھا آج ز شاخ تاک چوانگور شہ بہت کشید دعوت شاہ بہ مختار مبارک باشد	اور کیا ہو ترقی مانی فتاد خوشہ پردین بہ بیچہ خورشید میز درخانہ سالار مبارک باشد
--	---

اکثر رسومات اور تقاریب کے موقع پر اور کوف خوف وغیرہ کے اوقات  
میں حصول منظور و احکام کے لیے منظمہ عرائض پیش فرمایا کرتے  
تھے۔ آپ کی خط و کتابت شاعری میں اکثر ہند کے اہل علم و فضل سے  
رہا کرتی تھی۔ چنانچہ مولوی سید صدیق حسین خان صاحب نواب  
ملک بہوپال۔ مولانا مولوی حضرت عباس صاحب رفعت و راجہ  
درگا پرشاہ صاحب تہہ۔ راجہ صاحب سمدیلہ رائے جوگمل کشور صاحب  
سیراب بہوپال۔ رائے دوار کا پرشاہ صاحب اتقی ملک الشعراء  
لکھنوی۔ رائے رام سہائے صاحب تمنا اور رائے کامتا پرشاہ صاحب  
وانا مالک اخبار کا سیتہ پیکاری وغیرہ سے عموماً نظم میں خط و کتابت  
رہتی تھی اور ہمیشہ سلسلہ اتحاد و ارتباط تازہ رہتا تھا۔ آپ نے  
رائے جے پرکاش لال صاحب کے۔ سی۔ ای۔ ای۔ دیوان  
ریاست ڈمراون کی دعوت میں بموقع کاہستہ کانفرنس ۱۳۱۲ھ

فارسی میں قصیدہ فرمایا تھا اور اسی طرح دہلی اور کلکتہ کے سفر میں اپنے  
مشاعرہ کے لیے دو دو غزلین تصنیف فرمائیں۔ چند اشعار مشاعرہ  
کلکتہ اور تحفہ دربار دہلی ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

### اشعار غزل مشاعرہ کلکتہ

و چند اشعار نمونہ لطیفہ دربار دہلی مصنفہ حضرت باقی

کوئین بر شیندم شہنشاہ شد شہنشاہ یورپ شدن شکل است شہنشاہ راج بخشی سزا ست در آن وقت این نام بانامی است	دلم زین حقیقت نہ آگاہ شد اگر پیر ہذا ست بے حال است ز شاہان اگر باج گیر دوا ست و گرنہ فقط لفظ بے معنی است
---	---

### غزل دیگر

ہست محراب حرم ابروئے تو منت جیاز رضوان کے کشم اہل بقا و دولت اے حبیب در حساب وین و آتش شمار	کعبہ ارباب ایمان کوئے تو مہت فردوس پرین چون کوئے تو سلسلہ جنیان شد از گیسوئے تو باقی زار ست یک ہندوئے تو
--	---

باز گو باقی غزل گشتند شاد  
اہل کلکتہ ز گفت و گوئے تو

ان مقامات پر آپ کے کلام کی بہت قدر و مانگ ہوئی۔ بلکہ میں یہی



پہلے فارسی شاعری بہت ہو کرتے تھے۔ بالخصوص بارہ درعی علیچنا  
 سرمہ راجہ بہادر میں آپ شریک ہوئے اور غزل فرمایا کرتے تھے  
 اور باوجود کثرت کا آپ کا سلسلہ تصانیف کبھی نہیں رکا۔  
 روز صبح چار بجے سے سات بجے تک یہی تصنیف و تالیف کا مشغلہ  
 رہا کرتا تھا۔ اور شب میں بھی اکثر آپ کی بعض تصنیفیں اس قدر مقبول  
 ہوئیں کہ معتقدین و شائقین اب تک ان کو روزانہ پائے یعنی ورد  
 کے لئے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی مشہور پران  
 اور بھاگوٹ سار بربان ہا کہا بہت مرغوب ہوئے۔ فارسی کلام میں  
 رباعیات یا برکات یعنی نود و نہ نام اسماء الہی اور باغ رزاق جس  
 میں ہر خوردنی و ضروری اشیا کے خواص اذروئے اصول حکمت  
 نظم میں بیان ہوئے ہیں۔ بہت پسندیدہ اور کار آمد ثابت ہوئی ہیں  
 اپنے اپنے زمانہ میں لائق شہر کو پیشگاہ سرکار میں پیش کرنے سے کبھی  
 اجازت نہیں فرمایا۔ بلکہ پیشقدمی فرمائی۔ چنانچہ بلی ہندوستان حضرت  
 داغ صاحب و مولانا حضرت عباس رفعت و ملک الشعراء آدوا کا پرشاد  
 افق و رائے رام سہا کے صاحب ثناء و رائے گبولال صناتاب  
 لکھتے وغیرہ وغیرہ کو آپ نے پیشگاہ اعلیٰ حضرت میں پیش فرما کر ان کے  
 کلام اور تصانیف کے اظہار کا موقع دیا۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی سے  
 ان حضرات کو جیہ سر بیج و خلعت سے قدردانی اور سرفرازی فرمائی گئی۔  
 اور صاحب اول الذکر کو ملازمت سرکاری اور استاد دی کا فخر نصیب ہوا۔  
 آپ ہر موقع اور محل پر تواریخ و نظمیں تحریر فرماتے تھے بعض کنوز التواریخ میں  
 موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر عمارات فلک ناجہان نما وغیرہ وغیرہ کی

و پیدائش اور شادی وغیرہ کی تاریخیں بھی آپ کی کہی ہوئی ہیں۔ آپ نے  
انتشارائے چنلال صاحب جید مثنوی عالم و فاضل جو آپ کے ہی قرابت میں تھے  
طبع کروائی شہنشاہ انگلیر کے مشہور شاعر لاج کی رائے کو آپ نے ہی رُو طبع  
ہونا کر سبک بین پہنچایا۔ اپنے انتقال کے ایک دو مہینہ قبل برباد علما  
ایک رباعی فرمائی تھی جو درج ذیل کیجاتی ہے۔ تتمہ متفرق کلام کسی وقت  
ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

### رباعی

از درد مفاصل نہایت دل شاد  
بے دردی باعث فراموشی بہت  
زین دردمر نام خدا آید یاد  
گر درد دہد خدا بکن شکر زیاد

### تذکرہ کارہائے خیر

آپ کے ہاتھوں نہایت بڑے اور اعلیٰ مذہبی کام انجام پائے  
اور اسی طرح خیراتی کام بھی جن کا نام و نشان ابھی تک باقی ہے اور  
لفظ باقی کے قیام تک باقی رہے گا۔ دیول چند رائے گٹھ عرف  
کیشو گیری کو آپ نے حسب الحکم و اجازت نواب سالار جنگ بہادر  
مدارالہمام وقت ۱۲۷۵ھ ہجری میں اپنے زیر انتظام و نگرانی لیا  
اور اپنی ذات سے لکھو کپہار و پیہ عرف کر کے اس غیر آباد مقام کو  
آباد فرمایا۔ باو لیات و باغات ذاتی تیار کئے۔ اور اکثر

عمارات عالیشان کی تیاری فرمائی۔ اس موضع کو محصور فرمایا۔  
 دیگر چودہ پندرہ دیولات ہی تعمیر کرائے۔ آپ کو اولاد کے پیانے  
 ضائع ہونے سے اُن قدیم افتادہ دیولات کا دلی شوق ہو گیا تھا  
 جو دیران اور کس میرسی کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ  
 آپ نے زمینات قوی اپنے نام سے بتقریب حاصل کر کے کیشوپیٹ  
 عرف کیشوگیری یا چندرائن گٹھ کو آباد فرمایا۔ دیگر معزین و امرایان  
 سے آمدنی زمینات و بیویہ محاصلی مقرر فرمائے۔ آپ نے اس دیولکی  
 پوجا پاٹ موقوف شدہ کو از سر نو جاری کر کے جاترا کا آغاز  
 فرمایا۔ اور پوجا جاری کو جو کہ رہزنی اور ڈاکہ وغیرہ سے از بس تنگ تھا  
 اور جس نے آئندہ کے لیے کاروبار میں عدم مداخلت کا اقرار نامہ  
 دیدیا تھا بلو اگر مکانات بصرہ ذاتی تیار کراوے اور اقامت و  
 حفاظت کا انتظام فرمایا۔ ان کی مسدود شدہ تنخواہیں جاری  
 کرائیں اور بے حد سلوک کر کے دوسروں سے بھی سلوک کرایا۔  
 اور پھر وہ ذریعہ آپ نے اختیار فرمایا جس سے آبادی و ترقی  
 دیول میں کوئی کمی نہ ہو۔ جاترا بڑی شان سے آغاز کی۔ اور اس  
 دیول کے لیے جملہ آمدنی و اخراجات بشمول آمدنی رقم نذر ذاتی خود  
 چہ ہزار چار سو روپے مخصوص فرمائے جس میں ذاتی تین ہزار دو سو روپے  
 اور بقیہ رقم دیگر امرائے عطیہ اراضیات اور مقاطعہ جات دیول  
 وغیرہ کی شامل ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنی ذات سے چودہ ہزار  
 روپے اس دیول کے لئے نذر کئے جس میں دو مقاطعہ ابھی تک  
 محاصلی ایک ہزار سے زائد سالانہ کی ہیں اور انکی آمدنی دیول کے لئے

مخصوص ہے۔ اب بھی یہ جاترا خاص بلدہ کی جاتراؤن میں ممتاز  
اور اسی جاترا سے نمائش مصنوعات ملکی کا آغاز ہوا ہے۔ اس طرح  
آپ نے دیول بالونت عرف پٹشک شلا واقع اناگوئدی کے  
اختادہ و پچراغ دیول کو ۱۳۰۳ھ ہجری میں تیار کرایا اور اس کیلئے  
بہ نفس نفیس پیر کر چندہ فراہم کیا اور متعدد مغزین اور ساہوکاروں کے  
سالیانے بھی مقرر کر کے جن میں بعض ابھی تک جاری ہیں۔  
دیول دامانگڈم بھی جو بوجہ ضبطی معاش بالکل ہی ناقص حاکمین تھا  
آپ نے اپنی نگرانی اور اہتمام میں لیکر ۱۲۸۷ھ ہجری سے جاترا اور  
پوجا وغیرہ کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ یہ کام بھی اب تک اسی خاندان سے  
متعلق اور جاری ہے۔ یہ پُر فضا مقام وقار آباد سے تین چار  
کوس پر واقع ہے۔ اُس اطراف و اکناف میں یہ بہت پر لطف  
اور مشہور دیہاتی جاترا تہوار ہوتی ہے۔ کسے دسویں روز انجام پاتی ہے۔  
آپ نے بمقام مرزا پور عرف بندھیا چل وریا کے گنگ پر  
ایک گھاٹ بنام کیشو گھاٹ بنظر سہولت و آرام زائرین سال  
۱۳۰۳ھ ہجری میں تیار کرایا۔ اس کے قبل کوئی گھاٹ نہیں تھا۔  
آپ نے اپنے ایک مقطعہ موسونہ توپرہ خور و عرف ہری نگر میں  
باقی ساگر نامی ایک تالاب پندرہ ہزار روپے سے تیار کرایا۔  
جس سے ہزار ہا مخلوق اور جانورون کو تشنہ لبی و قلت آب سے  
نجات ملی۔ آپ نے اپنی انا پھو واپہ کے نام ایک باؤلی کندہ  
کرائی جس کا نام گنگا باؤلی ہے۔ آپ ہر سال حضرت  
حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ واقع کبوتر خانہ قدیم کا عرس و شادی

علاوہ دیگر اعراض کے اپنی ذات سے فرمایا کرتے تھے۔  
آپ ہر سال ماہ صیام میں روزہ داروں کے افطاری کا  
اہتمام فرماتے تھے۔ اور ہر بڑے مرشد کامل کے آنے پر  
ان کی تواضع خاطر داری میں ہزار ہا روپیہ صرف فرماتے تھے۔  
عموماً ہر زبان کے عالم و فاضل بھی بغیر آپ سے ملاقات کئے  
واپس نہ ہوتے تھے۔ آپ نے تلیا کروہاراج جو مرشد  
مشہور و معروف تھے ہزار ہا روپیے اور سیکڑوں من غلہ  
کی فراہمی اور چندہ سے خدمت کی اور یہ اہتمام کیا کہ صبح سے  
شام تک لوگ روز آذنا قیام کروہاراج بمقام کیشوگری <sup>الہ نگر</sup>  
حب نشاء ہاراج موصوف کھائیں۔ اسی طرح آپ کے چائین  
دو ایک بڑے کام مثل یگیہ وغیرہ ہوئے۔ آپ بلدہ کے  
دو دیولات کے متعلق مساجد کے جگڑے کے موقع پر بھی  
منجانب سرکار تصفیہ کرنے کے لئے مقرر فرمائے گئے تھے اور  
ہلکسی فساد طوالت کے ان نہی نزاعات کا خاتمہ ہو گیا۔  
بمقام جیرکل ایک کمان اور مکان سنگ بست بنرض آرام تراہین  
و معتقدین خاص طور پر تیار کیا گیا جو کثرت جاترا میں عام سہولت  
پہنچاتا۔ آپ اپنے والد رائے زہری پرشاد صاحب مرحوم  
کے نام رو دو موٹی پرایک دہم شالہ بنوا دیا جو باوجود طغیانی  
اب تک کچے قائم ہے اس کی تعمیر سے موسم بارش و گرمی میں  
جنازہ کے ساتھ آنے والوں کو بہت آرام ملا کرتا ہے۔  
اس کی تاریخ آپ کی مصنفیہ ہے۔ دار باقی زہری پرشاد  
۱۲۹۷ھ

# ملاقات بزرگان دین حلالہ سیارات

رباعی

از رہگذر دہر گزر باید کرد  
پس ماندہ راہ را خبر باید کرد

و نیا چو سرائے است سفر باید کرد  
این جائے مقام نیست اگر ابرو

آپ فقیر کامل اور بزرگان دین کے بڑے معتقد تھے۔ آپ کی خوش نصیبی سے سری مانگ پر بھوہاراج ساکن مانگ نگر مہناباد دوسری ملیا گرو ساکن اوسہ و سری برہماند سر سوتی ساکن پیڑی ضلع اورنگ آباد و جنگلی بادا ساکن بلدہ حیدر آباد و سری بہاسکرانند سر سوتی متناض کامل ساکن بنارس سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا اور سب نے عند الملاقات آپ کی ترقی دینی و دنیوی اور نجات کے لیے دلی دعا فرمائی تھی۔ جبکہ آپ کی متعدد اولاد ضائع ہو چکی اور راقم کے بچہ پانچ سال تخت علیل ہونے پر سری بہاسکرانند سر سوتی سے بنارس جا کر ملاقات فرمائی بغیر اظہار حالات سری سوامی مہاراج نے راقم کے لئے اظہار اطمینان دلایا اور فرمایا کہ اس لڑکے سے اطمینان رکھو۔ یہ ہمارے ذمہ ہے چنانچہ مشنوی شمع منور فارسی اور تہی چرتر آرو و سوانح عسری سوامی جی مدوح ہیں اس کا تقضیلی ذکر ہے اور اسی وجہ سے راقم کی رسم مکتب خوانی شادی وغیرہ بنارس ہی میں انجام پائی۔ اور آپ

بلجام عقیدتمندی ہر سال و دو سال میں بغرض ملاقات و قدیم دوستی  
 مبارج موصوف بنارس تشریف لیجاتے تھے۔ سری مانک پور بلجام  
 نے بھی آپ کو دو عمارتوں اور دو طوطے سرفراز فرمائے تھے جس کا  
 یہ نشانہ تھا کہ آپ کے اولاد کو رے دیا دگا رہیں گی۔ آپ نے  
 اکیس سفر کئے تھے۔ جو آپ کے سفر نامہ موسومہ توشہ عاقبت سر  
 مفصلاً ظاہر ہے۔ آپ کلکتہ۔ دہلی۔ اگرہ۔ متھرا۔ بندرا بن۔  
 پونہ۔ بمبئی۔ مدراس۔ بالاجی۔ سررینگ۔ شوکلپنچی۔ جگتہ جی۔  
 سندیلوڈ مراون بنارس۔ مرزا پور۔ الہ آباد۔ جبل پور۔ لکھنؤ۔  
 کانپور۔ نیم سارن۔ اجودھیا۔ گیا جی۔ امرتسر۔ لاہور۔ جوالا پھی  
 جالندہر۔ بلجام پور۔ پنڈہر پور۔ اجیر شریف۔ لشکر راج۔ جے پور۔  
 بھوپال۔ اجین۔ ملکار جن۔ نامک۔ ترنگ۔ اونکار ناتھ۔  
 مالوت۔ جی پور۔ بلارمی۔ بیدرا چل۔ دامانڈم۔ انا گونڈی  
 اور دیگر اکثر مقامات علاقہ سرکار عالی میں تشریف لیجا چکے تھے۔  
 اور ہر جگہ آپ نے خیرات و مبرات میں ایسا حصہ لیا تھا کہ  
 آج تک ان مقامات میں نام روشن ہے۔ اور لوگ نہایت  
 محبت و احسان سے یاد کرتے ہیں۔ آپ ہر جگہ بلجام قوم و ملت  
 قابل دید مقامات تبرک سے فیض حاصل فرمایا کرتے تھے۔  
 آپ بنارس بلجام مقام تبرک نور تہ تشریف لے گئے تھے۔  
 آپ کے ہمراہ ہمیشہ متعقد و اقربا و ملازمین رہتے تھے۔ اور  
 بوقت شادی راقم جو سفر آخری تھا متعدد بے غصہ و منتخب  
 اور ہر لوازمہ مثل نوبت و روشن چوکی ساتھ تھے۔ مہربانی فرمائیں

ورسومات کی ادائی جلد مقامات متبرکہ میں نہایت شاندار طریق پر کرتے رہے۔ اور آپ نے اپنے والد ماجد کا زمیری پرشاد کے نام ہارون کا سلوک و خیراتی کام کئے۔ آپ انشا اللہ میں سواری سرکار کے ساتھ جب بنارس تشریف لے گئے تھے تو آپ نے بنارس کی شان میں جو نظم تحریر فرمائی ہے اس سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

### نظم بنارس

جہانی او ساختہ راجائے بنارس  
حسرت وہ ہند است از وجہ بنارس  
تا عاشق او گشتہ ز لیجائے بنارس  
جان دادہ بہر مودہ سچائے بنارس  
اشنان ادا کرد بہ گنگائے بنارس

محبوب شاہ آمد بہ تماشائے بنارس  
آن ایسری پرشاد کہ شہو چہانت  
یوسف زوکن آمدہ با حسن و جمل  
آتش کہ ز گنگ است مگر ابجاست  
ہم راجہ نرا نذر کہ بہ ہمراہی شاہ بود

دیگر چہ کنم وصف بنارس کہ ہمیشہ  
باقی سرزمین باشد سودائے بنارس

### دیگر شاغل و مصروفیت عام

آپ نچت و نیرمین لاجواب مہارت و دخل تامہ رکھتے تھے



آپ بارہا حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ وعلیہ السلام نواب  
 سالار جنگ اولے وعلیہ السلام راجہ نذر بہادر پیکار  
 و دیگر امرا و مغزین کی خدمت میں ہندو وانی و اسلامی کھانے  
 اور مرغوب اغذیہ پکا کر داخل فرماتے تھے۔ اور آپ کی تیار کردہ  
 سب غذائیں بہت تشریف سے کھائی جاتی تھیں۔ ۲۔ عموماً  
 فرمائشوں کا سلسلہ رہتا تھا۔ آپ کو اچار اور مرہ تیار کرانیکا  
 خاص طریقہ معلوم تھا۔ بعض رسومات اور قومی شادیوں میں  
 اصلا حین فرمائشیں۔ اور غزلخوانی کے طریقہ کو جو غیر مہذب بنگیا تھا  
 دلخوش کن اور مہذب لباس پہنایا تھا۔ علم موسیقی میں کافی معلومات تھیں۔  
 آپ کے یہاں پنجاب کے ربابی ملازم تھے۔ اور بوقت فرصت  
 آپ کا کلام سنایا کرتے تھے۔ اور اپنے عزیزان خاص کے علاوہ  
 اکثر دوسرے اشخاص کی شادیاں و دیگر رسوم مذہبی مفت کرا دیتی تھیں۔  
 آپ متحمل مزاج۔ دور اندیش۔ خیر خواہ سلطنت تھے۔ آپ ہمیشہ  
 قدیم لباس جامہ نیمہ دو گلہ وغیرہ میں ملبوس رہا کرتے تھے۔  
 ایک دفعہ صاحب عالی شان بہادر نے معمولی دربار انگریزی  
 کے موقع پر آپ سے اس قدیم لباس کے متعلق یہ تسخر فرمایا تھا  
 کہ راجہ صاحب یہ ہارسی لیڈیوں کا لباس ہے۔ آپ کیوں  
 پہنتے ہیں۔ آپ نے اُس وقت یہ پر جستہ جواب دیا کہ صاحب یہ  
 لیڈیوں کا لباس نہیں ہے بلکہ آپ کے مرشد اور رہنمائے دین  
 پادری صاحبوں کا لباس ہے۔ جس کی ہر وقت تعظیم ہونی ضروری  
 و لازمی ہے۔ اسی طرح کے متعدد واقعات ہیں جو بخوف طوالت

قلم انداز کر دئے گئے۔ آپ جہاں نوازا اور قوم ملک کے  
 قدامی تھے۔ آپ نے ہمیشہ قومی کاموں میں پیشقدمی کی ہے  
 آپ راسخ الاعتقاد پابند مذہب اور طریق قدیم تھے۔ آپ  
 بے نقص ہمدردانہ اور بے ریا انسانی دل اپنے پہلو میں  
 رکھتے تھے۔ آپ ہر قوم و ملت میں خدائی شان و جلوہ دیکھتے تھے  
 اور ہر ایک کے دکھ و درد سے فوراً متاثر ہو کر ان کا کام اپنی  
 ہاتھ میں لے لیا کرتے تھے۔ آپ کامل تجربہ کے بعد ماتحتین پر  
 پورا بھروسہ فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھ کوئی برائی کرے تو  
 اس کے تخریب کے درپے نہیں رہتے تھے۔ آپ اپنے  
 مالک کے جیسے سچے معتقد و وفادار تھے اسی طرح اپنے والد  
 استاد و مرشد کی ذات میں پوری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے  
 اپنے والد رائے زہری پر شاد کی شان میں ایک قصیدہ  
 لکھا تھا جو اپنے ڈھنگ کا نرالا اور اظہار عقیدت کا  
 سچا فوٹو ہے۔ منو شا شعراؤں و دوم اور آخری درج ذیل ہیں۔

### اشعار در ملح والد ماجد

زہری پر شاد صفا والد والا می من  
 نیست در عالم بجز ذالک و دوگر ۰۰  
 منظر ہر صمد من مالک ملجا می من  
 والی من ہادی مہر شد و موی من

فارغ از خیر و شر دنیا و دین گردیدہ ام  
 در رضا با دوست باقی دین بن دنیا می من

آپ نے ہتیار کے استعمال اور بیوٹ وغیرہ کے کمال کو بطریق خاص  
 حاصل فرمایا تھا۔ آپ اپنے ہونہار سعادتمند جوان فرزند  
 رائے کیشو پرشاد و دیگر اولاد کے وفات پر نہایت صبر و شکیبائی  
 کام لیا۔ اور مثل دیگر دنیا داروں کے مغلوب الم نہ ہوئے۔ آپ نے  
 اپنے چار برادر زادوں کو چھوٹے بھائی کے انتقال کے بعد  
 اپنے ذریعہ تعلیم و نگرانی رکھا۔ اور ان سب کی شادی مثل اپنے  
 فرزند کے اعلیٰ پیمانہ پر کی تھی۔ آپ ایسے شہ خرچ تھے کہ راقم کی  
 شادی میں کثیر رقم صرف فرمائی۔ آپ نے مہاراجہ کاشی نریش  
 و مہاراجہ اہمی و راجہ صاحب شدیلہ کی دعوت کی تھی۔ اور برمانہ  
 شادی و بموقعہ سفر ہر اہی سرکار بنارس لکھنؤ و ہلی کلکتہ ہویال  
 میں جملہ اصحاب برادری اور قوم کی ہزار ہا کی تعداد میں بے تکلف  
 دعوت کی تھی۔ آپ جو وقت بیمار ہوئے اور دردِ پا سے لاجائز  
 ایک ویرماہ تک حاضری دیوڑھی سے معذور رہے۔ اسی زمانہ میں  
 حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ نے حسینی محل واسٹور سے  
 ہوتے ہوئے آپ کی نسبت دریافت فرمایا اور آپ نے  
 سجاوٹ علالت آگے بڑھکر شاہی استقبال کا فخر حاصل کیا۔  
 سواری حضور پر نور آپ کے غریب خانہ پر نہضت افروز ہوئی  
 اور نہایت بشاشت و فرحت سے نذرین قبول کر کے گھنٹہ  
 دیڑھ گھنٹہ قیام پذیر رہی۔ آپ پر خاص عنایات شاہی کا ثبوت  
 اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ کے فرزند راقم کے  
 چھوٹے بھائی رائے محبوب راج صاحب عمر تین سالہ کو جن کا نام خاص

سرفراز کرد و نام زد شاہی ہے۔) گودین اٹھا کر اغراز بخشا۔ آپ نے سواری مبارک کی نہفت افزیزی کے متعلق جو نظم فرمائی اسکا مصرعہ تاریخ یہ ہے۔ تو باقی بے تکلف گو سواری نظام آمد۔  
۱۳ ۱۴ ہجری

آپ نے دختر و نواسیوں کی شادی کے لیے اوزنگ آباد و مدراس وغیرہ سے خاندان طلب فرما کر ان کی پوری کفالت فرمائی تھی۔ آپ کو ہمیشہ وسعت برادری و توسیع تعلقات اور مراسم کا خیال رہتا تھا۔ آپ نے تعلیم غریبان کے لیے ٹیکل مدرسہ چندا سائڈ مقرر کر کے اہتمام تعلیم باقاعدہ فرمایا تھا۔ آپ نے فرض زندگی میں کوئی ضروری فرض تکمیل طلب نہ کیا تھا۔ آپ اکثر دوستوں سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے مالک کے سامنے اس دنیا سے کوچ کرنا نصیب ہو۔ اور یہی آپ کی آخری آرز و تہی جو خدا تعالیٰ نے پوری کی۔ آپ کو اکثر احباب بصلہ کارگزاری حصول جاگیر کجانب توجہ دلاتے رہے۔ آپ نے ہمیشہ یہ کہہ کر انکار فرمایا کہ جس روز سرکار سے میں اپنی ذاتا کے لئے کوئی درخواست کروں۔ اس روز سے میری زبان اور دل میں کسی اور کے لئے عرض و معروض کرنے کی طاقت نہ رہے گی اور میں خدمت خلق سے محروم رہ جاؤں گا۔ میں اس قیمتی خدمت کے مقابلہ میں اپنے نفع و نقصان کی پرواہ نہیں کرتا۔ آپ کی سفارش پر ایک معزز عہدہ وار سرکار عالی نے باوصف وعدہ ایفاء فرمایا تھا۔ آپ نے بہت عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد آخری مرتبہ جو یاودہی کی وہ آپ کے مصنف

ذیل کے شر سے ظاہر ہوگی جو آپ کے صاف گوئی کی دلیل ہے۔ ۵  
 یہیں ہر کام قیامت میں تم کو کم نہیں خدا نہیں ہو پیر نہیں امام نہیں  
 آپ زود نویس تھو اور خوشنویسی میں بھی خوب دخل تھا اکثر قطعات آپ کے  
 قلمی اور مصنفہ موجود ہیں جو طبع شدنی ہیں۔

## حالات وفات

آپ کو جمع مفاصل کا لگاؤ ہو گیا تھا۔ آپ کی علالت ۳۲ محرم ۱۳۱۲ء بخار سے آغاز ہوئی  
 اور بڑھ کر نقاہت اور دوسری کمزوریوں کا سبب مرض قرار پایا۔ افسر لاطبا حکیم  
 محب حسین فیض جنگ کا علاج تھا۔ آپ کے عزیزوں اور دوستوں نے تبدیل علاج کے لیے  
 بیجا مہار کیا۔ آپ نے ایک زمانہ اور اپنی غم پر قائم رہی جس سے آپ کا استقلال اور خدایہ  
 ہر وسوسہ و آخرین تکلیف ہے۔ آپ کی صحت یوں آفیا بگڑتی گئی اور دو کچھ فائدہ ہوا  
 اور آخر ۳۲ صفر ۱۳۱۲ء بحری روزہ شنبہ تہہ ایکادشی (جو خاص مبارک دن ہے منوچہ)  
 آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ نے پندرہ روز قبل سے غذا اور پانی کا استعمال مطلقاً ترک فرما دیا تھا  
 از رو کھانا نہ منو دیا ایک طرح کا روزہ (انشن برت) ہوئی جو خاص غلہ کو کھین کھاتے ہیں  
 آپ کے زمانہ علالت میں منجانب حکم سرکار نواب محبوب یا جنگ ناظم المملکت نے فیض عیادت  
 تشریف لاکھے۔ اور عالیجناب جالیان راجہ تھاراجہ سرشن پشاد بہاؤ یلین سلطنتیہ شہکار  
 و سابق دارالمہار سرکار عالی نے قدم خیر فرما کر عیادت فرمائی تھی۔ عالیجناب مہاراجہ محمد علی  
 اپنے فرمایا کہ میں بغیری اور تسکین قلب کے ساتھ جارہا ہوں۔ میری علالت غیر موجودی  
 اور خرابی صحت قابل فکر نہیں ہے۔ عالیجناب راجہ راجمان راجہ شیو راج دھوت  
 آصفی و عالیجناب مہاراج راجہ مریم نوبہر آصف نواز و نت بیکنہ باشی دیگر معززین و  
 ملاقاتی اصحاب نے بھی تشریف آوری سے اظہار محبت و ہمدردی فرمایا۔ انتقال کے بعد

راجہ سری پرشاد آپ کے برادر زادہ نے آخرت باقی نامی ایک کتاب شایع فرمائی۔  
 جس میں نامور شعرا نے آپ کے وفات کی تاریخیں کہی ہیں۔ بعد وفات بسواہ کارگذاری  
 و جان بخشی و بجا طقدا پروری و ذرہ نوازی جملہ خدمات راقم کے نام بہ دور  
 فرمان سبارک بجال فرمائی گئیں۔ اور پندرہ روز کے اندر رسم پریشاد فرمائی پھر بحال مبارک  
 برآمدی کا شالہ سفید فرز کیا گیا۔ اسی طرح علاقہ دیوانی و پیشکاری سے بھی حسب عادت قدیم  
 عمل فرمایا گیا۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ ہزار ماعلوق تھی اور بعد حکم و اجازت سرکار جنازہ ٹھا  
 خیر خیرات کا معقول اتہام تھا اور لوازمات اعزازی ہمارے جنازہ تھے۔ اس خیریت علم  
 اور ہمد روز مارنے جوقت آنکھ میں بند کین۔ ہزاروں دوست احباب شناسا اور عام  
 پبلک بتاب و مضطرب ہو گئے اور آج تک یہی باوجود انقضاء اٹھائیس سال  
 جب کبھی آپ کا ذکر خیر آجاتا ہے تو نہایت خلوص و محبت سے آپ یاد کی جاتے ہیں  
 خصوصاً مشکل اور اہم کاموں کے انعام و انجام وہی مستعدی و حافر جوانی آپ کی یاد کو زیور  
 بوجہ قلت و قسٹ و خوف طوالت بضرر مملو مات و دلچسپی مغزناظرین و شایقین  
 چند صفحات میں اپنے محرز و مشتم والد مرحوم و مغفور کے مختصر واقعات پیش کرتے ہیں۔  
 میں اس میں مبالغہ اور عقیدت کو کام نہیں لیا ہوں بلکہ والد مرحوم کے یادداشتوں اقتباس کیا ہوں  
 آئندہ بشرط فرصت و زندگی آپ کا متفرق کلام فارسی و اردو وغیرہ بھی طبع ہو سکیگا۔  
 جو ایک بہتر ذخیرہ تاریخی ہو گا اور باعث تفریح و دلچسپی بھی۔ فقط

نرسنگھ لاج

## هُوَ الْبَاقِي

═══════ (۰۰۰) ═══════

## کلام حضرت باقی

بسم الله الرحمن الرحيم گوئی  
مفتاح گنج را ز ایمان گرجوئی

باقی نام ذو الجلال لم یزل ولا یرالمیت که ابد الابد باقیست و ابتدای  
ابتدایش و انتهای انتهایش کسی را معلوم نیست - باقی فانی یارای حمد او نمیدارد و  
بعضی اشعار مرغل باقی نامه و ختم آن می نگارند -

## غزل باقی نامه

همه فانیست جهان یا باقی اے غم عشق فانی الله کن دل و جان تاج توان فت عشق شد ز معشوق ظهور عاشق	هست یک ذات تو الا باقی غیر ازین نیست تمنای باقی مافده این تن تنها باقی نام مجنونت ز سیلاب باقی
---	---

یار با تو نشود باقی یار  
واری این حرص و هوس تا باقی

## غزل خاتمہ باقی نامہ

بہم عالم فناست اے باقی بہم تن خایم چو نے باقی از دوئی در گذر بہم اوسیم رفت بہرام گور ہم در گور	نیست موجود غیرے باقی نیست خیرا تھو انی وے باقی نیست دریا بغیر وے باقی نام کیمخروست کے باقی
---	---

## غیر حق کل من علیا فان باقیا نیست ہیچ شے باقی

باقی ثانی لاثانی ذات بابرکات محبوب ربانی معشوق یزدانی است کہ از ہمہ  
 آدم بمصدق لولاک لما خلقت الافلاک پیش از آفرینش موجود بود۔ و نیز بعد از انسانی  
 و نیا و ما فیہا بر و قیامت شفاعت جمیع عاصیان پر معصیت خواہد نمود۔  
 لغت اور اچکونہ سرایم بر این غزل نعتیہ کہ مشہور جہان و مقبول صاحبان  
 ایمان و ابقان است اکتفا می نمایم۔ مولانا غلام امام شہید اکثر در مجالس  
 مولدہ۔ ازین غزل را قمر آغاز بیان می ساخت و عالی را بوجدی انداخت۔

## غزل نعتیہ

ترا اول بہ اخفا آفریدند پس از ذات خدا اول خدا را	ازان پس دین دنیا آفریدند حالت ام خود آرا آفریدند
---	---



نخستین شان و قدر عرصه دادند  
 ظهور عالم بالا ز پس گشت  
 وجودت پیش آدم بود موجود  
 قد و خد تو را پیرایه دادند  
 ز عکس خنده دندان نهایت  
 دور خسار ترا گلگونه دادند  
 دو گیسوئے ترا پر بیج کردند  
 لب جان بخش تو اول بشه خلق  
 ز خویت قطره در بحر بردند  
 ز رویت صبیح عید خلق کردند  
 بر لب کعبه ابروی خوش کردند  
 نشانه سرمه مازاغ محتاج  
 جالت بهر عالم حسن یوسف  
 سواد کس دام از خال تو کردند  
 نهال قامتت را سایه انست  
 بجاست آفرین جان آفرین کرد  
 ز بهر امتان بیکس فرار  
 مبارک آفرینش را که چون تو  
 خدایت رحمة اللعالمین گفت  
 سراپای تو را دخت چه سازم

از آن عرش معلی آفریدند  
 نخست آن قد بالا آفریدند  
 تنه را پیش حوا آفریدند  
 و آن فردوس طوبی آفریدند  
 بهم عقد ثریا آفریدند  
 از آن شمس و قمر آفریدند  
 از آن ثقبان موسی آفریدند  
 سپس روح سیما آفریدند  
 ز بحر نوح دریا آفریدند  
 ز مویت شام یلدا آفریدند  
 برائے سجده ما آفریدند  
 که چشمان تو سهلا آفریدند  
 فقط بهر زیجا آفریدند  
 بدل مازان سویدا آفریدند  
 ترا به مثل و همتا آفریدند  
 ترا تا جان جانها آفریدند  
 ترا ما و ادعجا آفریدند  
 شفیع روز فردا آفریدند  
 بر کس رحم فرما آفریدند  
 که از نورت سراپا آفریدند

مرا باقی زبهر و صلیف آن گل  
بزرگ مرغ گویا آفریدند

باقی لقب ظاہری و تخلص شاعری این فانی ابنیاد گرد ہاری پرشاد است  
کہ پدرش رائے زبهری پرشاد بن رائے سوامی پرشاد بن رائے راجا رام  
سوفیت کہ خدمت استیفارسی و شش کارخانہ جات سرکار کہ از سہشت ارثا  
تعلق داشت تا حال باقیست۔ واضح باد کہ این ہر سہ تن اجداد من مخزن مفت  
اساسی و معدن گوہر حقیقت شناسی بودند۔ از تصانیف کتب ویدانت نہ ہی  
مشہر جہان و شنی دوران گشتند۔ ابن پیچیان را نیز اللہ تعالیٰ بد آن پایہ رسان  
واکثر کلام مرا بزبان فارسی ہندی بہا کا وارو و سوسر زو گردیدہ و تا بہشت  
دایران برسانی تقدیر رسیدہ مقبول گرداند۔

### غزل

زبان شعلہ وادی ایمن کن زبانم را  
بنیسان سخن پُر در نما و رنج دہانم را  
روحان جسم نظم و شعر کن طبع روانم را  
ز دل چشم نہانم را ز سر عین عیانم را

آہی جلوہ طور معانی وہ بیانم را  
لبم را معدن یا قوت رنگین معانی کن  
تن بے مایہ ام را پُر کن از جان سخندان  
چہ در ظاہر چہ در باطن برو خوشتر و اکن

خاک گردان بہ تجوی نام بے نشان خود  
نشانے تا بود باقی وجود تا تو انہم را

باقی ہر چیز فانی است در دوسے کہ باقیست فانی نیست چون تمنای مطالعہ رسا

نالہ درد و آہ سرود حضرت خواجہ میر درد کہ فقط نام شنودم و گاہے ندیدہ بودم  
 در دل داشتم اتفاقاً بجہت تلاش این رسالہ ہائے ناوردہ بہ مخزن معرفت  
 مولانا عباس رفت بہ شہر جہوپال کہ مجید اہل فضائل و کمالت بزنگاشتم  
 الحمد للہ کہ ازان جانچ رسالہ کہ حواس خمسہ کا لبد عرفان بودند ہمدست شدند  
 کیفیت آن ازین دردنامہ منظومہ کہ در شکریہ این ہایا بطور رسیدار سال  
 یافتہ بود پیدا است و مذاق و اشتیاق باقی ازان ہویدا است۔

### رقعہ منظومہ

مولوی عباس عالی انتساب  
 نالہ آمد ز سوز عند لیب  
 شکل زرگس جلد تن حیران شدم  
 جان فدایرتالہ ولد و ز او  
 از نظر گلگشت کردم چند بار  
 آہ سرود حسرت افزا ساختم  
 آہ سرودے بر کشیدم و خواش  
 بدایم دادی ز جان کروم قبول  
 نوزایمان شمع محفل یافتہم  
 از تو ممنونم درین داری سنج  
 آہ سرودے گرم بے اندازہ شد  
 شمع محفل از تو گشتہ با فروغ

اے جناب رفعت رفعت مآب  
 تا بہ باغ خاطر این خوش نصیب  
 گل گل از گلبنانگ او نالان شدم  
 رشک بردم بر نوائے سوز او  
 در چندین باغ بسیط پر بہار  
 دیدہ واکردم تماشا ساختم  
 نالہ وردے کہ میکردم تلاش  
 نالہ پُر سوز دیگر شد حصول  
 درد دل چون مرہم دل یافتہم  
 خواستم و نوش حاصل گشتہ پنج  
 نالہ درد او تو پُر آوازہ شد  
 درد دل آرام جان شد بے دروغ

<p>از دکن تا کشور چین و خطا آفرین برائے خوب نیک من. آفرین بر شاه و عہدت آفرین آفرین بر بہت آن قدردان آفرین بر دولت و اقبال باد آفرین بر این کتاب لاجواب آفرین بر شد رشک صبح شام ورد صد ستایش از دل جان میکنم من فراموش نکردم زمینہار</p>	<p>ز پر طبع از تو شد این چار را ساختی مشہور بر تحریک من آفرین بر سی جہدت آفرین آفرین بر بیگم شاہ جہان آفرین بر ملک بھوپال باد آفرین بر خوشنویس این کتاب آفرین شد از تو زندہ نام ورد صد ہزار ان شکر احسان میکنم در جواب اردویشد معذور دار</p>
--	--

ورد دل باقی عقیدت باقیست  
یار باقی ہست و صحبت باقیست

باقی را چون رسالہ نالہ درد و آہ سرو و درود دل و شمع محفل ماورائے  
نالہ عندلیب بدست رسید آنچنان شعلہ نالہ درد و شرارہ آہ سرو از درود دل  
سر بر کشید کہ شمع محفل حضاگر دید و آنقدر فیضان مطالعہ آن چہار رسالہ  
عرفان استعداد اشتاہ آگاہی ہم رسانید کہ بتوید این رسالہ و در باقی  
و در و ساقی کہ درودیت از سائیکین درد و جرعہ ایت از ساغر ان ساقی  
معرفت یکتا فرو جرات نمود بہ ذلکہ مبالغہ و ستر خوان آن مہربان بزم توحید  
و جرعہ کشی و پیانہ پیائے مضطرب آن ساقی و حید بخود شدہ ابواب کشف  
بر و دل غفلت خود بر کشود و ہر نگ نالہ عندلیب و چہستان دکن غلغلہ عجیب

انداخت ازین دور باعی حالیه راز منربلند ساخت۔

### رباعی

درد و باقی که جرعه ساقی ماست  
درد وے که به نیمانه درد و دوست  
مستی افزائے بزم عشاقی ماست  
باقی از بهر فرحت باقی ماست

### رباعی دوم

این درد که باقی ست و درد باقیست  
درد یس ز نیمانه درد آن درد  
مستی افزای بزم عشاقی ست  
باقی از بهر امتشاط باقیست

باقی باد فرخنده بنیاد حیدر آباد که به یاور سی تقدیر قسمت خدا داد اتفاق  
مولد و منشائے اضعاف العباد گرد و داری پرشاد باقی درین سرزمین مینویسوا  
افتاد۔ به فضل به برکت و شرکت نام مبارک حیدر کرار محمود بلاد است و شرک  
روم و بنگراد نام سلطنت اسلامیہ درین زمانہ پرفتق و فساد درین دیار  
باقیست و پیر و شش گاه ہر قسم نام و عباد کہ مراد از زومی و زنگی و پارسی و  
فرنگی و عرب و عراقیست۔ چہ میدانی کہ حامی و حارس این شہر نادر الدہر کسیت  
و باعث ابقائے امن و سلامتی ریاست چیست آگاہ شو آگاہ شو بہر جادہ  
بد اعتقاد و مرو کہ چار سوئے اطراف و کناف این دیار اولیائے کبار مکملان  
اخبار ہجون اشرف العارفین حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ و  
جناب حق بین و حق جو شاہ راجو صاحب دام برکت و یوسف مصر علم الیقین  
یوسف صاحب شریف صاحب منیف نور اللہ مرقدہ رضیائے شمع و شمع

حسین شاه ولی صاحب قبله طایب مسجد نبیره حصار برد و کردی و چهار  
کردی این بلده بزرگترین به افضل الرحمین آسوده اند که کاشیش تخت گاه  
نظام و باعث امن امان کار و بار اهل اسلام از ان هویدا است -

### غزل

<p>حیدر آباد کن بیشک مقام اولیا است نظاره گویند و نطق ارکان دولت میکنند از محفل حیاتیم دورتر زلزل چیست باک نام ز محبوب سلطان از بر آید خبر نیست آن شد آصف لقب غم زخوف و ثمنان تمغه خلعی که از شاه عنایت شد عطا حیدر آباد است پیش آ باد از دیگر ملایر دفع گشته ساقیانده ریشخ و خمار</p>	<p>شهر یار و بجان دل غلام اولیا است در حقیقت انتاق و نظام اولیا است تا که در اطراف و کنافش قیام اولیا است خطبه و هم سکه اینجا بنام او ایست تا سر آمد اوزیر جام او ایست بر همه اعلام آصف ز اهتتام او ایست تا که باقی اعتقاد و اخترم او ایست خسرو ما جبره نوشن و دو جام او ایست</p>
--	---

از چه باقی مینائی فکر شهر و شهر یار  
خوف باقی نیست و حفظ دوام اولیا است

باقی فانی تو عجب مرد نادانی که با وجود خدا وانی خود را بنده پشت تور سلطانی و خانه  
سلاطین تکفل جهان بانی می شماری و به هوس نوبت و عاری و خطاب خدا  
سرکاری خیال اطاعت گزاری خدا و حقیقی نمی داری اگر سرپاس به کار مالک  
مجاز مصروف می باشی پاسه خود را مشغول و مالوف یاد آبی دارد اگر تمام روز و روز

ساموری مانی دے یا لحظہ روئے توجہ بہ بارگاہِ کار ساز بے نیاز بیار۔

## غزل

<p>ہاں بدینا خیال وین ہم دار پس پس و پیش چیت ممکن بہت آفرینش تمام گوازتست شادمانی بہ عالم فانی</p>	<p>حفظ آن کن لحاظ این ہم دار پیش بینی غم پسین ہم دار یاد آفاق آفرین ہم دار دردا و درد دل حزن ہم دار</p>
--	---

در مکانِ جہان کہ می مانی  
باقیا خاطر مکین ہم دار

باقی سراسر فانی سرت دادند کہ در نماز پنجگانہ بہ بارگاہِ یگانہ سجدہ شکر  
نمای۔ نہ کہ از سر تختہ بہ دستار رنگین آرائی و بہ کلاہ زرین  
وتاج مرصع سرخشم و تکلف بر آسمان تکبر فرسائی چہمت دادند کہ  
مشاہدہ جمال وحدت و تماشاے قدرت سازی نہ کہ نگاہ بد و نظر  
حسد بر چہرہ پرو گیان عفت و عصمت و خوب رویان نیکو صورت بہ نیت  
فاسد اندازی گوشش ہوشدادند کہ پند بزرگان نیکائیں دو عطا محققان دین  
مبین بہ عقیدت و اثنی بشنوی نہ کہ بہ شکایت انبائے روزگار کشائی  
و بہ سماعت، افسانہ فاسق درد ہی زیانت دادند کہ شکر نعمت ہائے  
نامتناہی و وظیفہ اسمائے الہی کہ اہی نہ کہ ہمہ وقت بہ تلخ گوئی و شام  
دراز فانی اقام ہدیان سراسر افزائی دست دادند کہ بہ اعانت و شکر

در ماندگان صغیر به شجاعت و سخاوت پیش آئی نه که از دست جبر و زور  
زیردستان کمزور را پیا پیانده قوت آزمائی نمائی پایت دادند که بر جاده زیارت  
متبرکه درگاه اولیا و انبیا از ره صواب شتابی نه که به پامالی موران و لکد  
کوبی کوران مورد عذاب شوی و انتقام آن یابی - افسوس هزار افسوس  
که برخلاف شیوه انسانی قدر عطاء خلقت نقد کر مناجسانی نفاختی  
و وجود مسعود خود را باین اعمال ناجمود و نابود نموده در گتم عدم انداختی -

### رباعی مولف

خود را انسان باین عمل میدانی از هستی تو نیستی افضل باشد	حاشاک الله بدتر از حیوانی گشتی تو ز دست خویش باقی فانی
--	---

باقی از مذہبم هیچ میرس و از مشرک تشریحی مجود و رجاده استدراک ملت  
که بمقتاد و و راه پر پیچ و درو ز نهار میوه بند ویم مگر سنگ دست نشاندہ خود  
نام خدا نهاده مشرکی نمی گنم - مسلمانم اما خاص مسجد را خانه خدا تصور ساخته برین  
افتاده سرب سنگ نمی زنم - بت من در تبحر من راست نه در معبد برهن -  
نماز گاهم در طاق دل است نه در کعبه آب و گل -

### شعر

سپارک حاجیان را بعد از قطع منتر لہا	من از راه صفا کردم طواف کعبه دلہا
-------------------------------------	-----------------------------------

قشقہ صندل ز نهار پیشانی نمی کشم که در دوزخ ازان می زاید داغ سجدہ را بر گز بر چہیم خود



جائے ہی وہم کہ تیرہ روی می افزاید۔

شعر

بند تائب و رتبه پیشانی بود      قشقه کفر من از نور مسلمانی بود

غزل

بیت

ترا ز کفر مسلمانیم چه در کار است      ازین دوست خوش آن کس نیست  
بگی ز پریش او عاست بد مورد قهر      بگی ز بخشش آمرزش گنه کار است  
مرا ز جنت و دوزخ امید نیست      قصا ش هر چه بخواید کند که مختار است

بگی ز کمزرتش درد باقیست آرام  
اگر از مشتیش آرام در و آزار است

غزل دیگر

نہ کافر بد کشیم و نہ کافر دینیم      آزادہ عشقم نہ چنانہ چنیم  
شد قرعہ بدنامی او نقش جہنم      من کافر عشقم چه بود کار ز دینیم  
خوانی اگر م عاشق بے کینہ ہمانم      دانی اگر م بندہ دیرینہ ہمنیم  
جائے کہ بود پروگی حسن مکانم      آنجا کہ کند جلوه گری عشق مکنیم

فانی اگر م خواندہ تقید چنانم  
باقی اگر م گفت بہ تیرہ چنیم

باقی وحدت بے شرکت اور اور عالم کثرت چگونه بشهود است باید فهمید  
عکس آفتاب را هنگام نصف النهار در تمامی طرف پُر آب بے شمار جلوه نور  
منور و روشن ظاهر و نمودار است باید دید پس ظرفی را ازان ظرفها  
باید شکست و باید دانست که فقط ظرف مفقود است و تاب آفتاب بلام  
کاست بر جابجای خود موجود -

## بیت

آن شوخ طرد را بیا هست و بیا نیست	چون عکس بر آینه جدا هست جدا نیست
آن دلبر عیار با هست و بیا نیست	چون بوز کل و غنچه جدا و جدا نیست
این کون مکان غرق گرداب فضا هست	باقی همه مشتق ز فضا هست و فضا نیست

## بیت

همه او خود همه دانی این است	معنی باقی و فانی این است
-----------------------------	--------------------------

باقی دل تقدس منزل خوراک منظر انوار تجلیات یزدانی و مصدر لمعات  
نورانی از فیوض تصورات سبحانی است از گرد و غبار و سواس  
لا طائل نفسانی و خس و خاشاک باطل خواهشات شیطانی مکر و تدار و دین  
کل زمین همیشه بهار تخم مغیلان مکار - این مرات حق نما از رنگ آلود ساز  
و این الماس شفاف را در خواب غفلت میاندازد - تخته آهن از مصقله  
روکش آئینه مصفا میگردد و آئینه از آلودگی گرد و غبار سیاه  
می پذیرد -

## غزل

افسوس هست نیست کسی را ز دانی دل	سازم چه با مجاز مژگان بیان دل
---------------------------------	-------------------------------

چون آئینه صفا کن و بگر میان دل  
پیوند حرف نیست ازین رو میان دل

اے بے خبر تو صورت اصلی خویش را  
باید که دل دوپاره بداری ز دور و عشق

تا چند ضبط ناله و فریاد با قیام  
باقی نماند حوصله امتحان دل

### غزل دیگر

هم اشک جگر سوز کباب است دل ما  
هم ساقی و هم عالم آب است دل ما  
دریاب که نازک ز حجاب است دل ما  
گر خیم بطون است کثابت دل ما  
از بودن ماه حجاب است دل ما  
اے خانه ات آباد خراب است دل ما

هم قطره خون می ناب است دل ما  
هم شیشه و هم جام شراب است دل ما  
تایک نفی راست کند غرق طوفان است  
هر داغ درو نقطه اسرار الهی است  
هر چند که بے پرده نمایان شده و لدار  
از خانه بر اندازی آن خیم فنون ساز

حائے که بود جمع دل خلق بیک زلف  
باقی تو بگو و رچه حساب است دل ما

باقی دمی بخود آو خود را بشناس و اسرار رضائی را و خود بیاب و قدم بقدم این  
فراموشان بخود گذاشته بر جاده غفلت مشتتاب -

### غزل

پرده یار غار خویشی

اے زهستی غبار خویشی

<p>شد حجاب تو بود نابودست دل مصفا کن و تماشا بین دل پر داغ خویش را خون کن ذات خواهی صفات را بگذار چند با این دآن شوی مشغول از تویی و منی هزار افسوس ز سفید و سیاه کارت چیست</p>	<p>از میان نیز یار خویشتی که خود آئینه دار خویشتی که سراپا بهار خویشتی چند در اعتبار خویشتی دشمن روزگار خویشتی رهزن رگزار خویشتی که تو لیل و نهار خویشتی</p>
<p>شش جهت یک جهت خود باقی یکدست گرد و چار خویشتی</p>	
<p>باقی این هزار مانیات مختلف الا لوان که بهار انزای ویده بصیرت و این جمادات پست و بلند اقسام کو بهار که بزنگارنگی انواع سنگ سر به فلک می ساینند و این انوار شمعشان نجوم و شموس و اقمار و ثوابت و سیار که نه سپهر گردون گردان جهان و جهانیان را با این بعد بعید مستیز و مستغنی می نمایند باعث ظهور و مشهور لیل و نهار روزگار می باشند فاعل این همه کمیت باید دید و صانع این صنعت با کس عجیب و غریب که پیدایشیت باید فهمید -</p>	
<p>دیدنی نقش و نگار هارا این دانه خشک چون شجر شد</p>	<p>نگار نقاش کار هارا گل کرد چپان شمار هارا</p>

آورد که این بهار بهارها را	درباغ خان چگونگی آمد
	باقی شماره اعتباری این صورت اعتبارها را
<p>باقی این ملوک و ملوک که ملک محروسه و مقبوضه خود را ملک مورد وثیقه می نگارند و خود را مالک و وارث مملکت می شمارند از مالک الملوک بمن الملک المیم که توفی الماک من تشاء و تنزع الملک من من تشاء و نشان تنزیه نشان آگاهی نمی دارند و قتی که رحیل قلی می توکلیم ملک الموت می تواند از جمیع الماک مملوک را وادی گذارند و خود را در پیمان خاک بلکه چار و ناچار می سپارند</p>	
	غزل
<p>بر نقطه خفاست مقام و مدار ملک در ملک خویش آری چو نمودی شمار ملک بر نام شان بماند کجا اعتبار ملک باقی دوام هست خزان و بهار ملک</p>	<p>باقی نه ملک هست نه آن شهریار ملک تا چند ملک داری تو هست ای ملک دارا و کیقباد و سکندر کجا شدند زنگ زمانه نیست به یک رنگ باقی</p>
<p>باقی این شاهان مشیخت مآب و فاضلان فضیلت انتساب و واقفان مسائل شریعت و مقننان قانون عدالت که بطاهر طالب علم شریعت شده در حقیقت طالب دنیا و دولت می باشند و قتی که بیاد می تقدیر از مکر و تزویر و سعی و تدبیر بر مسند نصفت و انصاف اجلاس نموده</p>	

مٹکن می شوند با غرض ذاتی خوف منتقم حقیقی و ترس عاقل تحقیقی را بدل  
 راه نداده و در پرده قانون و دستور چنان ظلم بر مظلومان نمی افزایند فقط بر  
 اختیار باطله چهار گواه و اعتبار سوگند ہائے بی دینان روسیاه کہ قرآن شریف  
 بر سر می بردارند و تعظیم آن می انگارند ہزار ہا خلق اللہ را خواہ مخواہ  
 تباہ می سازند و نرد و غابہ عیاری می بازند و بر راسی خود می سازند و می بازند  
 و بال اعمال این بازوال سلاطین ذی اقبال حی گرد و موجب  
 استقیال روسائے با جاہ و جلال می گرد و -

ظلم ارکان باعث نقصان سلطان میشود	سقم رکنے موجب تخریب یوان می میشود
از گناہ عامی در جو رشذ غارت جہاز	شہر آبادان ز بوم خس ویران می شود

باقی ہوشدار و با ستماع حکایتی کہ مے سرایم گو شدار کہ بر یک شاخ وختے  
 ہمائے بختیار و زاغ نابکار ہر دورا قرار بود و در زیر سایہ آن صیاد  
 شایقی شکار با کمان و تیر تیز آبدار بر بستر خواب می آسود۔ آن زاغ عیار  
 بروکے صیاد مذکور غلاظت ریختہ فوراً پرواز نمود چو ازین آزار صیاد  
 بیدار شد و چشم خواب آلود بکشد و غضب موفور تیر بلابرہائے سبب تصور  
 از بدگمانی آچنان برزد کہ جانش بر بود -

آن زور کہ ساخت و رعل زار کہ شد	گل کرد گناہے کہ اود خار کہ شد
جائے انصاف نہست یا رب انصاف	تقصیر کہ ساختہ گنہگار کہ شد

باقی - اعتبار زندگی ناپائدار چیست بزرگ حباب وجود و عدم آن را

قیام و قرار سے نیست تا نفس راست نہائی غرق طوفان بلاست تا دم کشتی  
از سیلاب حوادث گرفتار چار موج نہاست و ریاب دریاب و ازین طنز  
پر گرداب بزرگ موج برکنارہ سلامتی بشتاب -

### شعر

زندگی نقش آب را ماند      ہستی صاحب را ماند

### وقف

درین بحر شکل جابستیم من      همان لحظہ مردم اگر زیستم من  
چہ را نام فانی نہاوند باقی      کہ باقی نیم عین فانیستم من

باقی - این وجود بے بود فرع را از اصل دور نمود و از عالم تنزیہ برآورد  
و در رطہ تقید انداخت و از آشنائے حقیقی ہجو رہنمودہ نا آشنا محض ساخت

ما بدر یا چو حساب افتادیم      از تعین در حجاب افتادہ ایم  
بود ما شد پرودہ معبود ما      بر رخ خود چون نقاب افتادہ ایم

باقی - باقی عمر را غنیمت بشمار امید ما طلہ یک صد سالہ مفروضی ز نہار ہزار  
اے غافل بچاہ و از ان ہر شام بر بستر راحت و آرام دراز کشیدہ کم ساقی  
و پانزدہ در ایام طفلی نزد لہو لعب از بے شعوری در بافتی همان قدر در جوش

جوانی غروی شباب خراب نمودی بعد تجربه این سی سال پس از هشتاد سال  
 لو فرضاً اگر زنده بماندی در عالم پیری صنف و ناتوانی افزودی و بمنزله  
 مرده بدست زنده بودی۔ اسے غافل نادان سواد و مواد می داری  
 حساب گیر باقی عمرت چیست افسوس هزار افسوس سرمایہ عمرت بدست  
 بیچ نیست۔

اے بیخیز خویش چو سازی شمار عمر از جمع و خرچ خویش چو مینی حساب	ظاہر شود سیاہ نہ ناپا ئدار عمر باقی بدانی حاصل نفع و فطر عمر
--	---

باقی پیرین پیریمان است و مرشد من ساقی خکدہ دوران کہ ستقام  
 اہم شراباً طہور ارشعہ از جام فیضان او ست جبرئہ نوشی و دروی کشی  
 می نامم از لطف کیفیت آن ہر آن بخیر و بخود می شوم از کون و مکان اول  
 دل برآبد خود را کہ چون خوشہ انگور است سراسر خون می نمایم دور خکدہ  
 نن رنجور محروم چنان میدہم گذار کہ اثر سے ازان باقی نمی ماند۔ بعض  
 وقتے از قرینق دیدہ مقطر گردیدہ بصورت اشک می چکد و یادہ ناب  
 دو آتشہ عرفان میگردد و مانند باد صہبا کے قند ہوش و عقل را نمی زداید  
 بلکہ سرور تصور الوہیت می افزاید۔

چنان داد ساقی شراب الستم ز تو بہ شکتم بے عہد بستم	کہ بے ساغر و خیشہ تا خشر مستم شکستم بہ بستم بہ بستم شکستم
--	--

اے پارہ ہوش تو کہ شراب خواری و بہ علت دایم الخمار می گرفتاری



و بجز حرام کاری و بدشکاری از طلال و حرام خیرنداری کیفیت نشه معرفت آہی  
چہی انگاری - ہر چند کہ خود را از جہ نہ نشان مقطعہ مای پنداری -  
باقی کسانیکہ بفرط ہوس جمع زر نمودہ خود را مالدار شمر وند و بر آ  
و ناست نہ داوند نہ خوردند آخر پیر وند و اندوختہ خود را بدیگران سپردند و بجز  
اعمال قبیحہ ہمراہ خود هیچ نہ بردند -

## غزل

در میان لفظ زرمیو نیست مخمر بر زر ہمہ جہاںست وین نکرد و حاصل اور از زینہار	زان رفاقت ز رندادہ باکے تارک ز رنیت و ر دنیا کے ترک دنیا را ساز و تا کے
--	---

وین نماںد باقی از دنیا کنی  
چون کند این ہر دور ای کجا کے

باقی ہر چند کہ برائے ترک دنیا و ہوس زر تا زیا نہ ہدایت پر اثر بردل و جگر  
ہر بشری زنی و سفر زر و دولت و نیائے دون پرور سبکی حصول صواب  
و خیرات و زکات و ظہور باقیات صالحات مخمر بر آن است کہ از  
آسایش جان جہان و جہانیان است -

## اشعار

سرا دل و مسجد و خانقاہ	شفا خانہ و مدرسہ ہندو چاہ
------------------------	---------------------------

بدنیاست انزال داران تمام

بجز زنگرد و کفیضان عام

عدم وجود مفلس در عالم امکان برابر است و بے استطاعتی  
و بے نیفتی و بے بضاعتی (ظاہر)

### اشعار

چه از پائے لنگ است امید سیر  
که بودست خود بارہم سایہ

چه از دست مفلس شود کار خیر  
چه فیض از وجود تہی مایہ

اے یار ہوشدار۔

### اشعار غزل

کیست آن کو نہ خواہشکار زراست  
حلقہ زن گرو بر مزار زراست  
خوبی کار کا شکار زراست

با تو کس یار نیست یار زراست  
ہر کسے ہچو صورت پر کار  
تخم نیکی بکاشت اندر دہر

گر گل خیر نشکد باقی  
از گلستان دل بہار زراست

باتی اگر مالہاری حسب ہدایت شاستر سبر ساز و بکثرت دولت تکبر  
مکن وز تہار مناز۔ پنج حصہ داخل خود البتہ یک حصہ آن را در امانت بگذرا

تا فردا یا روزے آید بہ کار و از حادثہ و انقلاب روزگار نشوی خوار و ذرا  
 و یک حصہ آن را بہ فقرائے متوکل و غریبائے صاحب دل و محتاجان  
 دور افتادہ از دام دشواری و شکل بسیار و حصہ از ان چہ قربائے قریب و غریبان  
 و خویشاوندان غریب پندارد و حصہ آن بہ صرفہ لایب دی و ضروری خود  
 بپار کہ اعتبار دولت تو ہموارہ بماند یا مدار۔

### اشعار

صرف مال خود بدین تدبیر کن خرج تو از دخل گرافزون بود گر نہائی صرف ز ررایگان	از قناعت تکیہ بر تقدیر کن کم شود گر دولت قارون بود باقی کے ماند ز گنج شایگان
--	--

باقی این شعر کہ بآمینر شش نمک خور یا از ترشی صحبت بالفرد و واسیتہ  
 تیز شدہ صورت جفایت می پذیرد و از کشتہ ہڑتال ہدایت پیر مری گری آتش  
 پند دل پذیر باز رنگ شیر می گیرد این نسخہ حکمائے مصری را اگر بدانی  
 سود ہم باطلہ تبدیل اوصناع را از دل دور گردانی۔

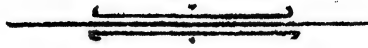
### غزل

بکن غور غافل چہ بودی چہ گشتی کہ از راہ شریان رسانید خونت چہ گلہا ز نورستہ در باغ عالم	پس از فیض کامل چہ بودی چہ گشتی تصور کن ایدل چہ بودی چہ گشتی چہ دانی تو اے گل چہ بودی چہ گشتی
---	--

بسمه یا مثاکل چه بودی چه گشتی

گه جام و گه کوزه و گه خمستی

شدی گاه باقی شدی گاه فانی  
چه حاصل چه حاصل چه بودی چه گشتی



باقی اگر و انانی بدانی که دانه ته نشین زمین اول ریشه می شود و از  
 ریشه شمر و از شمر شاخ و از ان شاخ برگ های باریک و فراخ  
 و از ان برگ های شکوفه و از شکوفه ها ثمر گردیده نام اقسام نا و قتیکه خام  
 می باشد به تبدیل الوان بگزشتن چند ایام تا هنگام شکلی اتهام تغیر  
 اوضاع می بردارد و مذاق و مرام کام های نام گوارائی ترشی و شیرینی  
 در مختی طعام می باید - و قتیکه آفتاب فیضان هدایت اهل الهی باشد  
 و نقص خامی می رباید بنام اصلی خود می گراید و بنظر خواص و عوام  
 همان دانه بنظری آید - از اینجا باید فهمید و تماشا شای وحدت و کثر  
 باید دید -

### غزل

ریشه گشتم پس از ان شاخ و ثمر گردیدم  
 زان پس رنگ گل تازه و تر گردیدم  
 بعد این نشو و نما خام ثمر گردیدم  
 پس به انجام همان دانه ز سر گردیدم

دانه بودم به ته خاک اگر گردیدم  
 برگ نورسته شدم غنچه شکفته شدم  
 باز پرموده شدم خسته و افروده شدم  
 آخر کار شدم بخته ز تاب خورشید

بنگر وحدت اصلیت او باقی ماند  
 گو که صد گونه به اوضاع دیگر گردیدم

### رباعی

با صورت مختلف عیان می گردد

بر دانه که در زمین نهان می گردد

دروحدت او فرق نشد زین کثرت	انجام چون بگری همان می گردد
----------------------------	-----------------------------

باقی زمزمه سزائی و لغزه آرائی را بعضی صوفیان صاحب حال روا دادند  
و اکثری حرام و ناجائز پنداشته - اگر برائے رقت قلب و مشغله  
خدا شناسی است جواز است و گر محض بهجت حفا نفس تعیش اندیش خویش  
می سازی ناسازست بجائی در روانی او پے اهل بیان حالی است  
ورنه چون دهل تپی مایه بجز شور سماع خراش از اسرار معانی خالیست - کتا  
زمزمه باقی که اوزان مہندی موزون نموده ام در دو ساقی وحدت  
از ان کیفیت افزاست و در دو باقی از ہر زمزمہ دل گدازش ہویدا  
از ان یک زمزمہ ترانہ و دیگر کبت فارسی یگانہ کہ خوشتر از دو کاہ و  
سہ کاہ عراق ست بطور مذاق می سرایم و بخراسان این مضراب  
رگ جان اہل دل و عارفان کامل را چون تار طنبور تحریر یک دادہ  
ہر قانون مطربان و ذوق بہ زار نالے شوق می گرایم -

### ترانہ

دل داد تا دانی تا دانی تا دانی	تن داد تا دانی تا دانی تا دانی
تن در چہ تن داری تن در چہ تن داری	تن منت تا چند نادانی تا دانی

### ویگرہ

باقی اندر گلشن دوی ہر دم طوطی آسا گوی	توی توی توی توی توی توی توی توی
با دوسل سازی ہرگز در کنج کب دوی دوی	من مامن و ماتا کے غافل ہوں اونی لونی اونی

یعنے اندر بڑ بگلشن دوی کہ بر جادہ سن دمانی می پوی اگر دل شناساوار  
لازم است کہ اور ابجونی ولسان طوطیان خوش بیان و مرغان نغمہ خوان  
ہر دم و ہر آن توی توی بگوئی ز بہار با او وصل نیابی ہرگز دوی بکبی  
و عوائے من و مانا کے مینائی کہ او می او می ۔

باقی حافظ حقیقی ہر زحمیات مخلوقات را در کائنات ازافات و  
بلیات نجات می بخشند و محفوظ می دارد و این حادثات و واقعات  
کہ حادث می شوند نتیجہ اعمال شنیدہ و کیف افعال قیچہ اوست اگر  
بہ استغفار و زار تالے با ہزاران خشوع و خضوع بہ بارگاہش  
رجوع آرد و برضائے او راضی بود بہ مشیت الہی خود را بسپارد  
اولے ورنہ از کردہ و نا کردہ ازان بصیر و خیر را چہ پروا ۔ نقل است  
کہ طائرے بر شجرے جا میداشت و صیا وے در پائے آن درخت  
تیر جان گیر را برزہ کمان نہادہ برائے تیکارش از کین گاہ ہمت  
می گماشت آن مرغ بیچارہ از شاہدہ این حال بخیال پرواز نظر  
بجانب آسمان نمود شہ بازے دید کہ از بلندی بر سرش از تیر بانے  
می رسد ان وقت جائے نجات نیافتہ بعجز و الحاح درآمدہ باین ترانہ  
نغمہ باقی مترنم گردید و وعالیش در جہ پذیرائی گزید ۔

## ترانہ

رینار حے بر عالم  
ایضا  
۔

رینار حے بر عالم  
زاری من بشو سیمیا زاری من بشو تا کہے در عالم  
نقد عرفان بخش مکر یا نقد عرفان بخش بے زر بے عالم

بر تو پنهان نیت خیر بر تو پنهان نیت باقی احوال رتبار حمی بر حال

که ناگهان مارے صیاد مذکور در گزید و دوران بد خواستی تیر از شست  
وزرہ کمانش خود بخود رہا شد و رختی آن شهباز که قریب آن مرغ  
گردیده بود بمنزل نادک قضا شد و بجانش باین واسطه غیبی بوقوع  
انجامید و کار آن هر دو ظالمان باین سامان با تمام رسید -

ذات پاک او که الرحمن القهار هست گر ترا از صدق دل تو چه انتقام هست خار و آزار بخشی باز قهرش وار هست یار بروقت عتایش بدتر از انعام هست	رحم و تهرش مخمّر قیمت و کردار هست معفرت یابی بلا شک کن خدا غفار هست وار در هنگام مهرش کم ز نوک خار هست غیر ایا راکے یاریت بجایا هست
---	--

بر وقت صعوبت بجز اللہ از دیگرے استعانت نخواہ چه مجال است  
که غیر او دیگرے بگیرد و در پناہ -

رباعی

درخواست بجز خدا نمى باید کرد از ناخن پاننى کشاید گر ہے	لب را پے صرفه و انمى باید کرد زین یاران التجا نمى باید کرد
---	---

باقی - این عالم فانی بازی گاہ طفلان است ثباتے و فرارے نمدار و  
هر چیکه در آن است راقم در سالے جشن شادی و خترے هیانمود و منجری



بدیگر جمیع اطفال آنقدر حادث شد که پریشانی بر پریشانی افزود - غرضیکه  
 بے لطفی تمام شادی به انجام رسید - لکن هیچ یک طفل از اغذیه  
 اقسام این تقریب شیرین کام نگذردید - عہد و آفتابین طفلان سہلستہ بود  
 کہ بعد صحت بہر خور و نی را تیار نمودہ خواہم خورائید بفضل او تعالی چون  
 موقع آن بیاد شادی لعبت ہائے طفلان بساط بازی بگسترانید  
 این تقریب غریب را بخوبی تکلف و ادا م بہ تصنیف این غزل لطیف  
 زبان عبرت تر جان را برکشادم -

### غزل

بدان کار جهان را ہم بدین سوالی باقی  
 تماشیکہ ساعت کن بشو خوشحال ای باقی  
 زیر پتہیان مختلف اشکال ای باقی  
 دینیان ہم شود در عہد استقبال ای باقی  
 پے بازی و گرمی آید از دینال ای باقی  
 تو ہم مانند طفلان باش فارغ بال ای باقی  
 مبارک خوشلان را رقص ہم دبال ای باقی

مبارک باو لعبت بازی اطفال ای باقی  
 چو گرد و ختم نگاری نہ سازش بعد و قے  
 بزمک خیال بازی طفلان است این عالم  
 چنین بازی باضی شد بے حالاکہ میگردد  
 اگر من بازی آیم ازین بازی پے باید کرد  
 درین دنیا نباشد هیچ کن رنج و غم زین پس  
 مرا این بازی لعبت خوش آمد بمرہ طفلان

کم از بازی نباشد فکر خانہ و اربت ہر دم  
 ہمہ هیچ است نماید با تو یک حال ای باقی

### غزل دیگر

هم آواز ندو در پرده به بزم حال ای باقی  
 خم و کوزه سبوح جام سفالین کلاه می باشد  
 بزرگ اعتباری لایق شاه و گدا گشته  
 و بونی مثل احوال نیت شایان هر دو حد را  
 تعاقب ملکوت ابد می سازد و برین دنیا  
 همه مانند ماضی حال ماضی میشود و فردا  
 تو کافر مشرعی چون بحث ایمان میکنی از نا  
 ازین دار فناء تنها قصد رفتی داری  
 پذیرائی هر چیز است بر فضل و عطا و او  
 ندیدش از کجا آید نه دیدستم ندید او  
 اگر او کن نیکی یعنی نمی گشتی نکان پیدا  
 کمی عمر خود از پیشی ایام می فسخم  
 جبال و آسمان ارض را یارانش آنکه  
 حذر از صحبت این قبحه دیرینه دنیا

صد آنقدر و جنگ در باب و تنال ای باقی  
 هزاران نام شست خاک کنی برین تنال ای باقی  
 ز یک بشم است و نه این کلیم تنال ای باقی  
 به یک چشمه نظر کن صورت احوال ای باقی  
 چه باشد اعتماد دولت و اقبال ای باقی  
 چرا امر و ساز می فکر استقبال ای باقی  
 بحسب حال باشد ذوق قیل و قال ای باقی  
 هزاران کاروان متعهد و بنال ای باقی  
 بر رمضان عید گرد و غره شوال ای باقی  
 که مثلش نیت پیدا هست بر تنال ای باقی  
 شد این ایجا و کوبین هر دو تنال ای باقی  
 ز دهم رفته هران روز ماه و سال ای باقی  
 بغیر از من امانت را بشد حال ای باقی  
 هزاران شوهران گشته است این تنال ای باقی

کجا گنج و کجا قارون ز مال آمال میداری  
 که انجام از فساد آمال مال ای باقی

# رباعیات حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ رحمۃ راجہ باقی مرحوم

مُحَمَّدُ الْبَنُّوْهُ سُبْحٰنَیْ بِاَللّٰهِ مِرَاةٌ جَمَالِهِ جَمِیْعُ اَلَا کَوْنُ	درد	فِی الْخَلْقِ وَجَدَتْهُ وَانْکَانَ سَوَا فِی الْکَوْنِ لِمَا رِیْتُ اِلَّا اَیَّاهُ
اُس پاک کو حمد نام ہم جگاہی خدا ہے اوس کے جمالی کا جہان آئینہ	باقی	پایا اوسے خلق میں وہ ہی اُسکی سوا دنیا میں نہ کیا مگر اوس کو دیکھا
اَللّٰهُ قَضٰی کُلِّ قَضَآءٍ قَدَرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ	درد	وَاللّٰهُ بِهِ وُجُوْدُ نَفْعٍ وَضَرَرٍ لَوْلَا تَاثِیْرُهُ لَمَا کَانَ اَثَرٌ
اللہ ہی کا حکم ہے قضا اور قدر لاحول ولا قوۃ الا باللہ	باقی	سو گند ہے اُسکی ذات اس نفع و ضرر تاثیر نہ ہوتی اوسکی ہوتا نہ اثر
لَا نَعْبُدُ لِذَاتِهِ وَلَا تَوْصِیْفٍ الْبُحْرَ عَنْ الدَّرْکِ لِذَرِکْتَ مَا هُوَ	درد	لَا اَمْرَ لَوْ جَدُّهُ وَلَا تَحْکِیْفَ لَا اِسْمَ وَلَا رَسْمَ وَلَا تَعْرِیْفَ

اُس ذات کو گفت ہو نہ ہی کچھ توصیف اور اک سی عاجز ہے بشر وہ کیا ہے	باقی	پا نیکو اُس کے امر ہی۔ نہ تکلیف بس کچھ بھی نہیں ہی اسم و رسم تعریف
اللہ تجلی بطہو الاسما بالشمس کما یغنی جرم القمر	ورد	ایا ہ وجدنا لحضور الاسما الخلق منور بہ نور الاسما
اللہ کی تجلی ہے ظہور اسما خود شید سے جس طرح منور ہی قمر	باقی	ہمنے اُسے پایا بہ حضور اسما یون خلق منور ہے بہ نور اسما
لَا يُوجَدُ لَاجَاعِلٍ وَلَا مَجْعُولٍ أَدْرَكَتُ وَجُودَهُ بِأَشْرَاطِ الشَّيْ	ورد	لا شے ولا فاعل ولا مفعول لا علتہ وسہنا ولا معلول
کیا پائین نہ جاعل ہی نہ موجد مجہول پایا ہے وجود اُسکا بے شرط غمے	باقی	نا شے ہی نہ فاعل ہی نہ مفعول علت ہی نہ او سلی اسجکے نامعلوم
يَا رَبِّ اِذَا عَرَفْتُ اُمَّتَ الْمَعْبُودِ اَيَاكَ وَحَيْثُ فِي الْجَمْعِ الْاَعْيَانِ	ورد	اِنِّی لَسَجِدْتُ حَيْثُ اَنْتَ الْمَسْجُودُ يَا مَنْ اَنْتَ الْوَجُودُ اَنْتَ الْوَجُودُ
یا رب تجھے پہچان کہ تو ہے معبود پایا ہی تجھی کو میں نے سب اعیان میں	باقی	وہاں میں نے کیا سجدہ جہاں ہی مسجود ہے تو ہی وجود اور تو ہی موجود

# نعت

<p>خوابی کہ شود در دو جہانت پہبود گر فہم کنی و گر نہ فہمی بے شک</p>	<p>درد</p>	<p>در بندگی رسول باشی بسجود حق است همان ہرچہ پیمر فرمود</p>
<p>کوین میں چاہتا ہوں اگر اپنا پہلا تو سمجھے یا نہ سمجھے باقی بے شک</p>	<p>باقی</p>	<p>رہ بندگی نبی سے سجدہ میں پڑا حق ہو وہی جو کچھ کہ پیمر نے کہا</p>
<p>باید دانست کہ ہفت رباعی را بطحا حمد و نعت اخذ کردہ بر عنوان سرنامہ آوردہ شد باقی ہمہ رباعیات جناب خواجہ میر و علیہ الرحمٰن و ترجمہ باقی ہیچدان ازینجا حسب ترکیب نسخہ علم الکتاب جناب مغفور بودہ است</p>		
<p>ساز سفرے اکابر آراستہ اند اے درد تو ہم برائے تعظیم کنون</p>	<p>درد</p>	<p>با ہم برکاب گر چنین خواستہ اند برخیز کہ اہل نزم برخواستہ اند</p>
<p>تیار سفر کا ہو گیا ہے اسباب ای باقی کہڑا ہو تو بھی بہر تعظیم</p>	<p>باقی</p>	<p>اور قافلے والے ہیں سہی یا برکاب اٹھتے ہیں سب اہل نزم گر آئین شتاب</p>
<p>در خلوت ماکہ رشک صد انجمن است عالم آئینہ خانہ است و مارا</p>	<p>درد</p>	<p>با خوش زبان چو شمع گرم سخن است ہر سو کہ اشارتت باخوشیتن است</p>

اپنی خلوت میں حال کھلتا ہی نہیں اُس آئینہ خانہ جہان میں دیکھو	باقی	قال اپنی زبان سی شمع آسای نہیں ہے اپنے ہی ساتھ جواشمار ہی نہیں
از فیض تو ہر خزانہ معمور آمد بخت سیہات رخت ز عالم برست	درد	وز لطف تو ہر غمزہ مسرور آمد ہر سایہ کہ زیر سایہ نور آمد
رحمت سے ترے کوئی نہ مجبور رہا بس بخت سیاہ اُس کا معدوم رہا	باقی	ہر غمزہ جان و دل سے مسرور رہا جو سایہ کہ زیر سایہ نور رہا
ہستی و عدم خراب میخانہ اُوست چشم دل تو اگر حقیقت بین است	درد	امکان و وجوب مست پیمانہ اُوست ہر ذرہ خلق روزن خانہ اُوست
ہستی و عدم اُسی کا میخانہ ہے گردیدہ دل تیر حقیقت بین ہو	باقی	امکان و وجوب جس کا پیمانہ ہے ہر ذرہ خلق روزن خانہ ہے
فہمی تو اگر ظہور کو نین ز کیفیت نفس العینت چو صبغۃ اللہ بود	درد	پیش تو بر ابرست چہ مرگ چہ زیت معلوم کنی تلون عالم چیت
کس کا کو نین ہے سمجھے مطلب رنگ یزنگ جب نظر میں آجائو	باقی	کیا مرگ ہی کیا زیت برابر میں سب تب سمجھے گانیزنگی عالم کا سبب

گر باد نبست بوی تو گذشت یار بچقدر ز خلق نزدیکی تری	درد	و فضل بہار محروم تو گذشت ہر کس کہ ز خود گذشت سکو گذشت
پے تیری ہی بوی پر گزر باد صبا مخلوق سے یارب ہی تو کتنا نزدیک	باقی	تیرے ہی طرف گلوں کا موسم ہی گیا جو اپنے سے گزرتے جانب گزرا
اے بہ شفاعتِ دو عالم لائق بے شبہ ز خورشید حقیقتِ بجاہان	درد	دارم ز جناب تو امید واثق تو خبر صادق چو صبح صادق
تجھ کو ہے دو عالم کی شفاعت لائق خورشید حقیقت سے جہانیں یکشک	باقی	رکھتا ہوں میں تجھ ہی امید واثق صادق خبر ہے مثل صبح صادق
ز شعلہ چو حسن دلفروز خوانند خلق است عبارت از ظہور خالق	درد	گل کرد چوناز عشق سوزش خوانند خورشید چو جلوہ کرد و روش خوانند
چمکاجب حسن دلفروز اسکو کہیں ہے خلق عبارت ظہور خالق	باقی	بڑے کاجب عشق ناز سوز اسکو کہیں خورشید کری جلوہ تو روز اسکو کہیں
آن دل کہ ہر وقت بحق آگاہ است دروید ہر مردمان اہل تحقیق	درد	خالی ز خیالات گدا و شاہ است مصرعہ دگر ز بہر نیت اللہ است

جودل کہ ہے ماہیت حق آگاہ اہل تحقیق کی نظر میں بے شک	باقی !	سب اسکو برابر میں گداہو یا شاہ وہ مصرع ثانی ہے پئے بیت اللہ
بحر ہستی کہ درخروش افتادست یار بے دوسے کہ بخودی میخوام	درد	از کشمکش علم بچو شش افتادست بارود جہان پر ہر ہوش افتادست
دریائے حقیقت میں جو واقعہ رخسار یار تو مدد کر تجھے کردی بیہوش	باقی	ہے کشمکش علم سے سب اسکایہ جوش کو نین کا ہار سر یہ رکھتا ہے ہوش
اے درد بھد رنگ اگر پیدا یم چون عکس نمود ما وجود دگری است	درد	اما مرآت معنی یکتا یم ہر چند کہ ما یم نگونی ما یم
ہر چند کہ سوزنگ سے پیدا یم ہم یہ عکس نمود ہے وجود اور ہی کا	باقی	مثل آئینہ کے معنی یکتا یم ہم موجود یم گو نہ کہ پیدا یم ہم
لوح امکان بود ز ہستی سادہ آلان کما کان اگر در نظر ست	درد	واجب ہمہ جا فیض جودی داوہ ممكن ز عدم پائے برون نہ داوہ
لوح امکان ہی سادہ ہستی پر کیا آلان کما کان کے معنی سمجھو	باقی	باقی ہے وجود فیض واجب ہر جا ممكن نے عدم سے پاؤں باہر رکھا



دل در صد و پرده درمی خواهد بود باطل چون سطح جوهری خواهد بود	درو	ہر جا کہ ترا جلوہ گری خواهد بود در صفحہ امکان کفرست گرنہ بود
ہوگا مراد دل پرودہ درمی پر مائل مثل سطح جوہری کے ہوگا باطل	باقی	جس جایہ تری جلوہ گری ہو کامل گر صفحہ امکان نہو تری طرف
بیہودہ ہذا کثرت نقش ایجاد غیریت مائیتہ در دستش داد	درو	باطل بنو و جهان حکمت بنیاد می خواست کہ برخویش نظر یکشاید
باطل نہیں ایجاد کی کثرت بہائی غیریت میری آئینہ دکھلائی	باقی	خالی نہیں حکمت سے جهان آرائی چاہا جب اوس نے اپنی صورت دیکھی
فریاد کہ رسوائی شناسائی کرد علم است کہ این انجمن آرائی کرد	درو	ادراک مراد عوت پیدائی کرد زین پیش نداشتم دماغ صحبت
فریاد کہ بیدار شناسائی کی اس علم نے سب انجمن آرائی کی	باقی	ادراک نے جب دعوت پیلانی کی مجھ کو تھا کہ ہاں دماغ صحبت پہلے
آزادگی اسے درد خیال خام است ہر نقش پرے کہ ہست چشم دام است	درو	اینجا کہ بلیہ تقید عام است زندانی قید ہستم چون طاؤس

دنیا میں بلائے فقید ہے عام بقیہ ہستی میں ہونین مثل طاؤس	باقی	باقی آزادگی ہے سودا محض جو نقش ہے اسکی ہر دیدہ دام
مارا بود گرز دران کو کہ توئی گو آئینہ وجہ تو باشد ہمہ خلقت	درد	تو ہر سودا کس نرفتن آن سو کہ توئی نہ توان دیدن نرا از ان رو کہ توئی
جس کو چہ بین تو ہے نہیں وہا اپنا گز سب خلق تری ذات کا گو آئینہ ہی	باقی	ہر سو میں ہی تو وہاں نگیا کوئی بشر جو منہ ہی تزا دیکھہ نہیں سکتی نظر
ہر چند جو شعلہ سرفرازی کر دیم ہر سرکشے کہ ہو آخر چون شمع	درد	یک عمر سہا زبان درازی کر دیم دیدیم کہ صرف جان گدازی کر دیم
گو شعلہ نمط ہے سرفرازی اپنی کیا حاصل سرکشی ہوا آخر کار	باقی	یک عمر رہی زبان درازی اپنی ہے شمع کی طرح جان گدازی اپنی
از ہر بد و نیک چون خوش و شاد شدیم یعنے دل را کہ باعث تفرقہ بود	درد	وارستہ ز خار و گل چو شاد شدیم بستیم بہ زلف یار آزار دہم شدیم
ہر نیک و بد خوش ہوئی شاد ہوئے تہا باعث تفرقہ ہمارا یہ دل	باقی	آزاد گل و خار سے شاد ہوئے باندہا اسو زلف سے تباہ ہوئے

کا ہے سحر است و گاہ شام است اینجا مانند شرر مشور هستی غافل	درد	از کون و فساد انتظام است اینجا در چشم زدن کار تمام است اینجا
روشن یی کبھی سحر کبھی ظاہر شام مانند شرر نگر غرور هستی	باقی	اس کون و فساد کا بڑا ہی انجام اک چشم زدن میں کام ہوتا ہی تمام
مطرب فانی و بزم ساقی فانی بردار دل از کثرت بی بود جهان	درد	باہر کرشدی آہ ملاقی فانی اللہ بود باقی و باقی فانی
مطرب فانی ہے بزم ساقی فانی اس دار فانی میں دل لگی خوب نہیں	باقی	تو جس سے ملا وہ ہے ملاقی فانی اللہ ہے باقی اور باقی فانی
سر رشته نظم ما و من بر ہم خورد تا جمع نمودیم چو خرگان خود را	درد	چون گل اوراق میں چین بر ہم خورد اے در دہزار انجمن بر ہم خورد
سر رشته نظم ما و من بر ہم ہے جبتک کہ کیا مثل پلک آگے جمع	باقی	گل کی مثل ہر برگ چین بر ہم ہے ای باقی ہزار انجمن بر ہم ہے
ہر لحظہ درین خانہ کہ من می آیم چون شعلہ کجا رسیدم منظور است	درد	کم کردہ رہ شناختن می آیم پیوستہ برون ز غولشتن می آیم

معلوم نہیں گھر سے کہاں جاتا ہوں شعلہ کی طرح کہیں پہنچنا ہو گا	باقی	بھولا ہوا راستہ ہو کہہ راتا ہوں یوں آپ سے باہر جو نکل آتا ہوں
اے درد اگر صفائی جانے داری وانم یہ محیط خویش واصل گردی	درد	آئینہ حسن بے نشانے واری چون سیل تو ہم طبع روا داری
اے باقی اگر صفائی جان رکھتا ہو دریا میں تو جا پہنچ کاسیلا کی مثل	باقی	آئینہ حسن بے نشان رکھتا ہو تو ہی تو خود اک طبع روا رکھتا ہو
شخص انسان کہ شان اعظم دارد لیکن نتوان یافت بہ بحر کو انین	درد	وارد بخود انچہ ہر دو عالم دارد آن گوہر نایاب کہ آدم دارد
شخص انسان خلق عظم میں ہے بحر کو نین میں ہے ملتا ہے کہاں	باقی	اس میں جو ہیڈو تو ن عالم میں ہے وہ گوہر نایاب جو آدم میں ہے
در بحر باز کسیر یا ئیم ہمہ ما درویشان بسان کسیر ای درو	درد	در کسوت فقر با غنائیم ہمہ خاکیم اگر چہ کیمیا یم ہمہ
ہیں منظر شان کبریا یم درد و ریش اگر کسیر کے مانند سمجھ اے باقی	باقی	ہیں فقر میں رشک غنیا یم درد و ریش گو خاک ہیں پر ہیں کیمیا یم درد و ریش

خواہی کہ ہمہ راز آ کہی فہمی اے بے خبر از خویش چہ کمکاری	درد	چیزے کہ برون ز فہم خواہی فہمی اسرار آ کہی تو کمسای فہمی
خوایان ہے کہ اسرار آ کہی سمجھے اپنے ہی کو سمجھا نہیں کیا امکان ہے	باقی	آوے نہ سمجھ میں خواہ خواہی سمجھے اسرار آ کہی کو کمسای سمجھو
ہر چند ہمہ بہ آب رنگ آدہ ایم تا کہ ہے گر فتنگی خاطر سازیم	درد	از شیشہ دل زیر رنگ آدہ ایم چون غنچہ ز وضع خویش تنگ آدہ ایم
گو باغ جہان میں شوخ رنگ آیا ہوں کب تک یہ گر فتنگی بزنگ غنچہ	باقی	شیشہ کی طرح سے زیر رنگ آیا ہوں آپ اپنی ہی وضع سے تینک آیا ہوں
ہر چند کہ بر لب است حرف خندان چون گل ہمہ مشق سینہ چاکبہا بود	درد	دل کہ نکشید لیک طرف خندان عمرے کہ نمودہ ایم صرف خندان
گو لب پر رہا ہمیشہ حرف خندان تہی شل وہ گل کی سینہ چاک کی مشق	باقی	دل کو نہوا میل بہ طرف خندان جو عمر کہ پہنے کی ہے صرف خندان
اطلاق و تقید از چہ ممتاز جلی است فہمیدہ بہ عمر و زید بنگر کا نیجا	درد	در مرتبہ جمع ہمہ یک معنی است جزئی است تخیل و عقل کلی است

اطلاق و تقید نہیں دونوں مخفی توزید و عمر سے سمجھ اور دیکھ بھیا	باقی	ہیں مرتبہ جمع میں اک ہی معنی جزئی ہے تخیل اور نقل کلی
وحدت نظارہ باز یکتائی اوست تشریحہ تخریق و تقید شبیہ	درو	کثرت آئینہ وار پیدائی اوست سلب ایجاب صف رعنائی اوست
وحدت نظارہ باز یکتائی ہے تشریحہ تخریق اور تقید شبیہ	باقی	کثرت آئینہ وار پیدائی ہے سلب ایجاب صف رعنائی ہے
آنانکہ بہ تحصیل نظر داشتہ اند ہشدار کہ برگ و بار گل خواهد کرد	درو	خرمن خرمن ز علم انباشتہ اند زین تنعم کہ در در کہ ات کاشتہ اند
تخصیل و فصل ہے جنہیں مد نظر چھوٹے پھلینکے اور اوڑاٹینگے ہمارے	باقی	سینہ میں بہا ہے انکی علم اور ہنر وہ تنعم جو ہو کے ہیں یہ ہوسکا شمر
ایک عمر قدم براہ افسانہ زدیم المنہ للہ کہ آخر کے درو	درو	ایک چند در کعبہ و تبخانہ زدیم در میکہ آدمیم و پیمانہ زدیم
ایک عمر حکایتیں تہیں اور افسانہ المنہ للہ کہ آخر باقی	باقی	ایک چند حرم تھا ہم تھے یا تبخانہ ساتی ہی ہم ہیں مے ہی اور پیمانہ

ہر چند نشہ دل ز حقیقت آگاہ یارب تو ز خود نشانہی یاندہی	درد	پائے طلبش بہت جان بر سر راہ ما یم و ہمین نام تو اللہ اللہ
ہرگز نہ حقیقت سے ہوا دل آگاہ تو اپنی نشانہی کرے یا نہ کرے	باقی	اوس کے ہیں وہی پا طلب بہر راہ ہم ہیں یہ ترا نام ہے اللہ اللہ
کیفیت خیم تو بخاطر حاکم بر دل چون نظر فتاد از خود رفت	درد	مستقیم از کشمکش صہا کرد ابن شیشہ مگر نشہ می پیدا کرد
کیفیت خیم کی جو دل میں جا ہی دل پر جو نگاہ کی تو سر مست ہوا	باقی	ساقی کس کو شراب کی پرواہ ہے اس شیشہ میں خود نشہ می پیدا ہے
از دھن گراستین فتاند دل ما اے درد نہزار سلطنت مفت بود	درد	چون شہ چہ عجب کہ حکمراند دل ما جمعیت اگر ہم رسا کند دل ما
گر ترک کرے حرص ہمارا یہ دل باقی کو نہزار سلطنت مفت ملے	باقی	ہوشہ کی طرح سے حکمرانی حاصل جمعیت دل اوس کو اگر ہو کامل
بر دوش ہوا بستہ نفس محل ما حل بچو حباب گر چہ کر دیم ولے	درد	حیف است کہ بچید ہو سے درد دل ما جز بیچ نہ داشت در گرہ شکل ما

مے کہتا ہے نفس ہوا یہ اپنا محل مانند حباب حل ہو گئے گرچہ لیکن	باقی	ہے حیف کرے ہوس گزینا بدل خبر بیچ نہ ہتی گردین کوئی مشکل
اے درد چہ گویم از چہ گویم با تو او باطن محض گشتہ از قراط ظہور	درد	خود پیغمبرم خبر چہ گویم با تو ظاہر ترا زین و گر چہ گویم با تو
اے باقی پیغمبر کہوں کیا تجھ سے ہے قراط ظہور سے حق باطن محض	باقی	ہے پیغمبری اثر کہوں کیا تجھ سے ظاہر تو و گر کہوں کیا تجھ سے
آن جلوہ کہ از طاق شعوم افگند تا پردہ راز از قربیت نہ درو	درد	برخ من ہوش برق طورم افگند نزدیک شد آن قدر کہ دوم افگند
وہ جلوہ جو چشم وید کا نور ہوا پردہ اٹھا جو اقربت کا بس	باقی	غفلت سوزی کو شعلہ طور ہوا نزدیک ہوا ایسا کہ مین و دور ہوا
درد آن کہ از دگر مٹی مٹھل ہو او بر سر تریش سبحان آگاہ	درد	روزے دوسہ زین پیش درین منزل ہو کامین مشت غبار ز مائے دل ہو
وہ باقی فانی جو بڑا کامل تھا اب خاک پہ اُس کی جا کو غیر مکیہ	باقی	وہ روز کے آگے رونق محفل تھا ہے مشت غبار اب کہی یہ دل تھا



گر بودہ ام و وگر نمودم رستم در آئینہ وہم چو تیشال اے درد	درد	بال و پر جلوہ کشودم رستم روئے کز ندا شتم نمودم رستم
مین تھا کہ نہ تھا ظہور یا یا کہ چلا یان آئینہ وہم مین تیشال تیشال	باقی	پر کھول کے کچھ مزہ اڑا یا کہ چلا حسرت چونہ تھی اُسے دکھایا کہ چلا
ہر چند کست زمانہ کار خود را از پائے قنادہ ایم چون سایہ لے	درد	از دست مدہ تو اعتبار خود را ہر کس نہ فلکندہ ایم بار خود را
ہر چند کہین اہل جہان کار اپنا سایہ کی طرح گری ہوئی مین لیکن	باقی	کہوتا نہیں اعتبار اے یار اپنا ڈالانا کسی پہننے یہ بار اپنا
با اہل دل تندی خرید اکن تا کے زہوا زنی بہ غرت آتش	درد	در گلشن سکنت نمود پیدا کن در خاک نشین و آبر و پیدا کن
ساتھ اہل دل کے تندی خرید اگر کب تک تو جلائیگا ہوا سر غرت	باقی	گلشن میں سکوت کی نمود پیدا کر ہو خاک نشین تو آبر و پیدا کر
گرست شبایم و خراب شبایم ستار عیوب نیت خیر پردہ غیب	درد	وہ محو ہنر تمام صرف عیبیم مشتاق لقاے پردہ پوش عیبیم

گرست شبابین کہین خستہ شیب مشتاق ہم اسکے ہین لقا کے باقی	باقی	ہین محو ہنریا کہ ہین معروب عیب ستار عیوب ہے جو درپروہ غیب
شب زندہ نہ داشتی و مردن نزدیک دل غافل و مرگ پر قریب ستا آورد	درد	مانند سحر نفس شمعرون نزدیک کحل خند و دہنگام فسون نزدیک
بیارہون مجہد پہ رات بہاری عو قریب نزدیک ہے موت عقل سی باقی درد	باقی	مانند سحر نفس شماری ہے قریب گل کھتے ہین مرجہانیکی باقی قریب
بر جرم گرا عترف خواہی کردن یارب تو کریم و من گنہگار توام	درد	دل را ای درد صا خواہی کردن وانم آخر معاف خواہی کردن
مجرم ہون اعتراف کرتا ہون صاف یارب تو کریم ہے گنہگار ہون مین	باقی	کیا منہ ہو چاہو نہیں کہ اپنا انصاف تقصیر معاف ہوگی تقصیر معاف
اندیشہ اگر چہ پیشین پس میگردد نے ہیچ کے شریک ہستی باشد	درد	درویش دلی بہ نفس میگردد ہستی نہ شریک ہیچ کس میگردد
گردش سریش پیش کی ہی یہ بستی ہستی نہ کھی اپنے کرتی ہی شریک	باقی	رونے پہ ہوا اس خلق کو خلقت ہستی ہوتا ہے نہ کوئی یا ان شریک ہستی

اے درد اگر محرم راز قدمے اے ہیچ ترا باین خیالات چکار	درد	باشادی و غم چرا عبث مقہ جائے کہ وجود گشت تو انجا عدے
باقی کیا جانتا ہے اسرار قدم ای ہیچ تجھے کیا ہے تحمیل سکام	باقی	ہوتا ہے عبث متعم شادی و غم جس جا کہ وجود ہی وہاں تو ہی عدم
اے جلوہ بدیدہ یار خواہد گردید ما آئینہ ایم خود پرست نگار	درد	رازش ہمہ آشکار خواہد گردید ناچار بباد و چار خواہد گردید
اک دن دیدار یار ہو جائیگا مین آئینہ ہون نگار ہی حسن پست	باقی	راز اس کا خود آشکار ہو جائیگا ناچار کہی دو چار ہو جائیگا
ناچار ای درد درجہ پایزست مردن بمل و خود میر گز نیست	درد	ہر چند کہ شد زیت گران پایزست چندے بمل و دیگران پایزست
باقی و نیامین را بیگان جینا ہے ہم اپنی مراد سے نہیں مر سکتے	باقی	ہر چند ہے زندگی گران جینا ہی اور دن کی مراد سی بیان جینا ہی
ہر چند کہ صد جلوہ نبودت وجود معلوم نہ گشت انکشافی کہ مرآت	درد	وا کردن چشم غیر حیرت نہ نمود لبک شود کہ و بر کہ کشا و و چہ کشود

سوجلوے وجود کو کہا ہے بیان جھکو جو ہے انکشاف معلوم نہیں	حیرت کے سوا دیکھنے کو کیا بیان کس نے کہو لاکیا کہلا ہے ہون حیران
جابل طبعیم گر چہ با عرفانیم حرف از نادگر نیا پدید	درو طفلیم ہنوز گو سطل خوانیم مامی دانیم انچہ مید انیم
جابل ہن معرفت کو پہچانتے ہیں ہم زہار دوسری بات نہ پوچھ	باقی ہن طفل مگر ہر ہن مانتے ہیں ہم جانتے ہیں چو کچہ کہ ہم جانتی ہیں
اے دروازین نرم اگر باخبری برخوش چو شمع شہم بکشا کا اینجا	درو بیہودہ چرا ہر طرف می نگرے ہر چند ستادہ ولے میگزری
باقی اگر اس نرم کو تو ہے آگاہ تو آپ کو مثل شمع کے دیکھ بیان	باقی کیون بیہودہ ہر طرف کو کرنا ہی گاہ ہر چند کھڑا ہوا ہے چلتا ہی توراہ
تیز کہ غیر نقش تشویش نہ بست گفتم وحدت چنان بہ کثرت گنجد	درو ہر لحظہ بہ نیرنگی رنگی پیوست دل آمد و پیش رویم آئینہ شکست
او بام نے ہوش کا جو رخ مور ڈیا پوچھا یہ کہ وحدت ہوئی کثرت کیسی	باقی نیرنگ کو لا کے رنگ سی جوڑ دیا دل نے پیش آکے آئینہ توڑ دیا

ہر چند کہ اسفلیم لیک اعلایم جز نام و گرزمانیاید طلبید	درد	سنگیم و لے کعبہ پر بسائیم مانند نگین جلوہ گرا سمائیم
ہر چند کہ ادنیٰ بین مگر اعلیٰ بین ہم سے جز نام و دوسری تانہ پوچھ	باقی	پتھر بین مگر کعبہ بین یا بر جابین مانند نگین جلوہ گرا سمائیم
باعث شدہ بر عروج مایستی ما آگاہ ز آگاہی خود ساختہ است	درد	ہشیاری ما فرو داز مستی ما عارض شدہ غفلتے کہ برہستی ما
باعث ہو مرے عروج کا یہ پستی ہستی یہ جو عارض ہوئی غفلت او نے	باقی	ہشیاری نے کی زیادہ میریستی آگاہ کیا سمجھائیں اپنی ہستی
چو آئینہ باید کہ مصفا باشی اے درد اگر قریب خدا میخوای	درد	تا منظر نور حق تعالیٰ باشی دور از خود و نزدیک بدولہا باشی
آئینہ صفت و لکو تو کر لے پر نور اے باقی اگر حق سے ہی قربت منظور	باقی	تا تجھ میں ہو انوار الہی کا ظہور نزدیک دلون سے اور ان پر سود و
چون دودنیہ پیا از چہ سودا بدماغ رفتند بخواب اہل بزم و مارا	درد	کردست جگر غم احبا ہمہ داغ بازست ہنوز چشم مانند چراغ

مانند وہوین کے ہی جو سودا بدیاغ سب سو گئے اہل بزم لیکن باقی	باقی	احباب کے غم سی ہی جگر مراداغ اتیک پہلی بیکلی آنکھ سری مثل چراغ
گرم سفرم ز منرے میگویم این قافلہ مست می پے در و می من	ورد	افسانہ شوق محلے میگویم بانگ جبرم درد دے میگویم
ہوں گرم سفر کرتا ہوں ذکر منزل یہ قافلہ ہے مست می بے دردی	باقی	پڑتا ہوں میں افسانہ شوق محل میں بانگ جبرم پڑتا ہوں درد دل
آن ذات غیور یار باخوشیتن است گنجائش غیر در حریمش نہ بود	ورد	وان آئینہ رود و چار باخوشیتن است اورا ہمہ کار و بار باخوشیتن است
وہ ذات غیور یار اپنا ہی ہے گنجائش غیر اسکی دم میں مشکل	باقی	آئینہ میں دو چار وہ اپنا ہی ہے سب کرتا وہ کار و بار اپنا ہی ہے
تا کے بہ غم منفیج و سہل خوردن ای دور و اجل چوبیچ کس انکراشت	ورد	خورا ز ترود و این ہمہ قدر دن برزیتن این قدر نباید مردن
کتبک اس موت ہے ڈرنا باقی چوڑا نہ اجل نے بکسی کو تو پہر	باقی	منفیج سہل کی فکر کرنا باقی اس جینے پہ اس قدر نہ مرنا باقی

موقوف نہ زندگی بہر برگ و بے نبض و مرض و شفا بدست و گرے	درو	نے آن کہ دعا ہی نثار دلائیے مشروط بشرط این و آن نیست کہ بہت
کچھ اغذیہ پر نہیں ہی موقوف حیات بے نبض و مرض و شفا کسی اور کے ہاتھ	باقی	کیا کہیے اثر نہیں دعا میں کیا بات مشروط یہ بشرط این و آن پر کب ہی
درو پر وہ نہفت پر وہ گوری ما افسوس نہ اشتیم چشم بینا	درو	فریاد کہ حسن بے حجاب اورا صد جلوہ نمود یار ما بے خیران
پروے بیلا ہماری گوری سے چپا افسوس نہیں رکھتے تھے چشم بینا	باقی	فریاد کہ بے حجاب تھا حسن و سکا ہم بے خیرا و سس سود کھائی جلوے
آثار وجود چون توان کرو ہوس چون لعل زائشتم نمیوزد خس	درو	در قسمت من نیست چو معدوی بس آہم نہ نشاند چون گہر گروی را
آثار وجود کی کرین خاک ہوس اورا گ نے مثل لعل سپو کی نہیں خس	باقی	قسمت میں ہا ہے ہی یہ معدوی بس موتی کی طرح پانی نے بٹھلائی نہ گرد
ہر بحث ہماں حجت مولے افہید طاہمید اسچہ بلا فہمید	درو	اے درو لے کہ راز حق را فہمید عارف دانست انچہ عارف دانست

باقی	ہر بحث کو بس وہ بحث مولے سمجھا ملا جو سمجھا اُسکو ملا سمجھا	باقی جس دل نے راز حق کا سمجھا عارف جو جانا اُسکو عارف جانا
درو	کہ ناخن غرور بنو شد مارا ہر لحظہ صورتے ترا شد مارا	گا ہے خلش غرور باشد مارا ماہیچ نیئم درو دھسم ہستی
باقی	کہ ناخن غرور مجھکو دیا ہی تراش ہر لحظہ نئی شکل کی کرتا ہی تراش	گا ہے خلش غرور رہتی ہو فاش بین کچھ نہیں باقی ہو مگر میرا وہم
درو	بارے زگنہ دارم و گویم کہ بخش صد تو وہ گنہ آرم و گویم کہ بخش	یار بچہ زیان کارم و گویم کہ بخش دارم چو محمدی شفیع محشر
باقی	ہے بار گنہ بخش تو میرے اللہ تو بخش میں لایا ہوں یہ تو تو دو گنا	کتنا بین زیان کار ہوں اور نہ ہی سیاہ رکھتا ہوں محمد سا شفیع محشر
درو	فہید کچھ وطبع جہولی دارم از در گہت امید قبولی دارم	ہر چند کہ من دے فضولی دارم با این مہد اے رحمت بر علت حق
باقی	تیر ہی سمجھ مری اور طبع جہول در گاہ سے تری رکھتا ہوں امید قبول	افعال کے ہیں گرچہ بیوہ فضول ای رحمت بے علت حق ساتھ اس کے



این شعبہ ہا کہ کو نہایند ہمہ ترک ہمہ اختیار باید کردن	درد	زشتند و لے نکو نہایند ہمہ زان پیش کہ ترک تو نہایند ہمہ
یہ شعبہ جو شکل دکھاہن سب ان سب کو تو چھوڑ دی یہاں آ باقی	باقی	گو زشت ہیں اچھو نظر آتے ہیں سب چھوڑ نیلے تجھے ساتھ کب تو ہیں سب
انسان کہ جناب و جناب علیت در بزم خیال او کہ شک خلد است	درد	اے درد عجب کہ فارغ بایست چو آئینہ جائے ہر کہ آید خالیت
انسان کی جناب ہی جناب والا بزم دل میں جو اس کے آجاتا ہے	باقی	اس کی درگاہ میں فراغت ہو آئینہ کی طرح اس کی خالی ہے جا
چشم گرد و بین فانوس خود است در بزم ظہور بے سبب ماندہ ام	درد	گو شمع ہمہ بر صد انا قوس خود است چون شمع مرا سرقہ مبوس خود است
میں نور فرا اپنے ہی فانوس کا ہوں اس بزم ظہور میں ہوں مانند شمع	باقی	عاشق اپنے صدی انا قوس کا ہوں مشتاق بس اپنی قدسوں کا ہوں
گاہ ہے طرف شادی پہودہ شدیم گلگشت گلستان تجہل کردیم	درد	کہ با غم بیفائدہ آلودہ شدیم از گردش رنگ تویش فرودہ شدیم

رہتے ہیں کبھی خوشی سے آسودہ ہم گلاشت گلشن تجہل کر کے	باقی	موتے ہیں کبھی غم سے غم آلودہ ہم اس گردننگ سی ہیں فرسودہ ہم
کہ در طلب کمال علم و ہند ہم داریم هجوم برباب ہر خیال	درد	گاہے زہر بہودگی در بدر ہم ہستی پل بستہ از توامی گذریم
ہم علم و ہنر کے کہ طلب گاہ ہوئے دریا کے خیال پر کیا ہنہ ہجما	باقی	گاہے بہودہ در بدر خوار ہوئے ہستی پل تابندھا تجہ سے ہم پار ہوئے
ہستی کہ وبال گردن آید چون دین لے پیش و پس تو ہیچ چشمہ بکشا	درد	ہنگامہ و ہم تست کو غیر و چہ عین گرداقی الوجود بین العین
ہستی کہ وبال جان ہی مانند دین کچھ ہی نہیں پیش و پس تو آنکھیں کھول	باقی	ہم کا ہنگامہ نہ ہی غیر عین گر جاتا ہی وجود بین العین
ہر صبح جو صبح سینہ شق باید کرد بر ہستی بے ثبات مثل شبنم	درد	ہر شام جگر خون چو شفق باید کرد سرتاقدم از شرم عرق باید کرد
ہر صبح کو کہ صبح صفت سینہ کو شق اس ہستی بے ثبات پر شبنم وار	باقی	ہر شام جگر کو خون کو مثل شفق باقی ہستی شرم سے ہو جاتا عرق

فرمود چنین حضرت جی قیوم بشد ار کہ در عالم کثرت ہرگز	درد	در گوش دلم کیے طلسم موہوم تا من ہتم تو ہم نگر دی معدوم
فرماتا ہے گوش دل میں جی قیوم رکھہ ہوش کہ اس عالم کثرت میں تو	باقی	سن لے تو یہ اسرار طلسم موہوم جب تک کہ میں ہوں تہوگا ہرگز معدوم
ما صاف دلان نہ آد ہوئے وایم جز جلوہ اوزمانہ باید طلبید	درد	نے بحث یہ کس نہ گفتگو وایم ما آئینہ ایم عکس روئے وایم
ہم صاف دلونکو لطف کیا ہا ہو کا جز جلوہ یا رہم سے کچھ بات نہ پوچھ	باقی	اور ہم کو کہان دماغ گفتگو کا ہم آئینہ میں ہم میں ہر عکس اس دکا
یک عمر زویر می شنیدم اورا اکنوں کہ چون آئینہ رسیدم پیش	درد	در بر خیال می کشیدم اورا خود را او دید من نہ دیدم اورا
اک عمر میں دور سے سنا تھا اوس کو اب روبرو ہو گیا جو آئینہ کی طرح	باقی	آغوش خیال میں لیا تھا اوس کو وہ دیکھ لیا میں نے نہ دیکھا اوس کو
بر خلق درواہمہ بازار است اینجا ہر چند کہ تار زندگی کوتاہ است	درد	ہنگامہ غفلت است واز اینجا عمر طول اہل دزار است اینجا

دنیا میں ہے غفلت پر درواہ باز ہر چہند کہ تار زندگی ہے کوتاہ	باقی	ہنگامہ ہے غفلت کا یہاں ہی آؤ لیکن طول اس کی ہے عمر دراز
اسے آنکھ تیشہ در خیال آوی ان خود طلب آن بہ کمال اورا	ورد	یا طالب دولت وصال آوی چون آئینہ منظر جمال آوی
ہر چند کہ نرسے دلین خیال او سکا ہی پیدا کر لے کمال پر آئینہ سا	باقی	ہر شام و سحر شوق وصال او سکا ہی یہ دل تیرا منظر جمال او سکا ہے
خمار گرز صہب اشکست این ہامہ بندہ ہوائے نقند	ورد	در محتسب از غرور مینا بشکست من بندہ آن کرم کہ خور اشکست
خار نے گر خمار ایسا توڑا یہ بندے ہیں سب اپنے نفس کے باقی	باقی	نخوت سے جو محتسبے مینا توڑا میں بندہ ہوں او سکا جس نے نفس اپنا توڑا
نے جام و نہ مینا و نہ ساقی نے گل ہنگامہ ہستی است چہ حسن و چہ عشق	ورد	نے مطرب نے نہ نہ نہ خجک نہ دہل نے شمع نہ پروانہ نہ گل نے بلبلی
مینا ہے نہ جام ہے نہ ساقی ہے نہ گل ہنگامہ ہستی ہے یہ حسن اور یہ عشق	باقی	مطرب ہے نہ نہ نہ خجک نہ دہل نے شمع نہ پروانہ نہ گل نے بلبلی

عمر کے کہ شمر وہ ایم سال و ماہش سرگرم سراغ کیست یا رب ران	درد	مانند فلک قرار نبود گا ہمش یک خلق چو سایہ میرو دہم ہمش
اس عمر کے مین نے جو گئے سال ماہ دوران ہے آہی کس کا سرگرم سراغ	باقی	مانند فلک قرار اس کا نہیں گناہ اک خلق ہے مثل سایہ او کے ہمراہ
میناست اگر سیر نیاز است اینجا این محفل درد جائے بدستنی نیست	درد	جام است و گردیدہ باز است اینجا ہمشدار کہ بزم امتیاز است اینجا
مینا ہے اگر سیر نیاز اس جا ہے بدست نہونا کبھی باقی رکھ نہوش	باقی	اور جام ہے گردہ باز اس جا ہے یہ محفل حاصل امتیاز اس جا ہے
طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل ہر چند جو تار سجدہ بر جائے خودی	درد	پیری ہم رسید نباشی غافل چون دانیکند قطع رہ اینجا منزل
طفلی گذری ہوئی جوانی حاصل گو جا پہ ہے اپنی مثل تار سجدہ	باقی	آتا ہے بڑیا پانہا و س کا غافل دانیکی طرح ہے قطع رہ میر منزل
گر درد ترا غفلت دل کردہ خراب اے بخیارین ہمہ غفودن تا کے	درد	کہ آگہت فلکندہ اندر تپ و تاب بیدار تمام باشی یا خوب بخواب

باقی	اس علم نے سچ و تاب میں لاخوب یا جاگ حمام رات یا سو جا خوب	باقی	باقی غفلت میں دل نے جو رکھا خوا اے خیر او نگہتا ہے ایسا کب تک
درد	ہنگام گر جہاں پناہی بودن فردا تو بیا د کس نحواری بودن	درد	تا کے مغرور بادشاہی بودن امروز بہ ہرچہ میتوانی می ناز
باقی	اور غر جہان داری کہاں تک کیا ہی کل یا دین تو کس کے کب رہتا ہی	باقی	کب تک بہ غرور بادشاہی کا ہی بس آج تو ناز کر لے جتنا چاہے
درد	بے باک چین نہ زیر افلاک نشین از سخت فرو د آد بر خاک نشین	درد	شاہا چو گدا بادل غمناک نشین زان پیش کہ با خاک برابر گردی
باقی	اس بادشاہی سے درگزر خاک پیٹھ تخت شاہی سے بس از خاک پیٹھ	باقی	اے شاہ گدا کی طرز خاک پیٹھ تو خاک بین بلجائیکے پہلے پہلے
درد	در عالم تنزیہ کدورت اُفتاد اکنوں پر گرقاری صوت اُفتاد	درد	نیرنگی تشبیہ ضرورت اُفتاد آن دل کہ چو آئینہ صفا آئین بود
باقی	تنزیہ کے عالم میں کدورت آئی اب او سکو گر قمار سی صورت آئی	باقی	نیرنگی تشبیہ کی ضرورت آئی وہ دل جو صفا میں شل آئینہ تھا

موجود چور عالم اظہار شدیم اسے دروز نیرنگی خود فہمیدیم	درد	آگ زہمہ نہفتہ اسرار شدیم وقتیکہ بعد رنگ نمودار شدیم
موجود جہان میں ہو اظہار ہوئے اپنی نیرنگی سمجھے اب ہم باقی	باقی	نظروں سے چپے سب کے تو اسرار ہوئے سورنگ سے جو وقت نمودار ہوئے
از محفل ہستی ست برون آؤں ہر چند ہمہ بعیش و عشرت گذرو	درد	شادی و طرب ہست بہ غم افزودن کم نیت مصیبت اینکہ باید بودن
اس محفل ہستی میں فراغت کیا ہے ہر چند گذرتی ہے خوشی سے لیکن	باقی	شادی و طرب ہمیشہ رنج افزا رہی کیا کم ہے مصیبت کہ بیان نہای
گر زندہ ام المودہ بہ افکار تنم یارب تو بگو بذات پاکت سو گند	درد	ور مردہ ہمان بہشت دوزخ و ظلم گذروش چگونہ بار ہستی فگنم
نازیت تو میں فکر تن آسانی میں ہوں یارب تو کہہ تجھے ہی تیری سو گند	باقی	مر جاؤں تو دوزخ اور جنت میں ہوں کیونکر کند ہے سی بار ہستی پہنوں
کویم گند و مورد قہر شدیم ہر چند زمانہ کرد عصیان ہمہ نحو	درد	افسوس کہ تلخ کام ازین نہ شدیم شرمندہ زبوں نسبت دہر شدیم

دڑتے ہیں کہاں گناہ کے قہر سے ہم ہر چند زمانہ محو کرتا ہے گناہ	باقی	ہوتے ہیں تلخ کام اس زہر سے ہم شرمندہ مگر رہتے ہیں اس دہر سے ہم
عالی دونی بر تو نظر دوختہ است از فیض تو آب و رنگ بر کو زمین	درد	وز حسن تو ناز ہر کس اموختہ است وز نور تو بزم انجم افروختہ است
اعلیٰ ادنیٰ کا ایک تو ہے مامن آب و رنگ رخ زمین ہی تجھ سے	باقی	اور حسن سے تیری ہے سب ناز زمین ہے نور سے تیرے بزم انجم روشن
اے درد ہر انجہ در وجود است اینجا گردن پستی کہ خم شد از ہر رکوع	درد	تبعیت حکم او نمود است اینجا خورشید سر کہ در سجود است اینجا
باقی بن جو اس جان آتار وجود یہ چہ ہے ایک پشت خم بر رکوع	باقی	تبعیت حکم سے ہوئی ادنیٰ نمود خورشید ہے ایک سر جو کرتا ہی سجود
علمی کہ ہمہ صرف جزو کل کر دیم اکنوں ناچار ہر صید وحشی	درد	خبر چہل نبود چون تا مل کر دیم ما دیدہ و دانستہ تغافل کر دیم
معلوم ہوا علم جزو کل ہم کو ناچار اب ایسے صید وحشی کے لیے	باقی	سب چہل تھا جب ہوا تا مل ہم کو ہے دیدہ و دانستہ تغافل ہم کو



اے باعثِ پیدائی ہر نفسِ اللّٰم بندِ حکم تو چون نغمہ نفوسِ عالم	درد	میرسی زمین گم شدہ گرفتارِ اللّٰم جزا مر تو نیست ہیچ و نفسِ اللّٰم
تجہ سے ہے ظہور ہر نفسِ اللّٰم نغمہ کی طرح نقوشِ عالم ہے حکم	باقی	مجہ گم شدہ سے پوچھے اگر نفسِ اللّٰم جزا مر کے تری نہیں و نفسِ اللّٰم
درد آنکہ بمیدانِ بلا ناخستہ است در عشق تو چون سہل پروانہ و گوی	درد	از خویش بریدہ باتو پر داخستہ است جان دادہ و دل سوختہ سر باخستہ است
باقی رہ عشق بین قدم مار ہے بس گیند اور پروانہ و سہل کی طرح	باقی	تجہ سے جو جدار ہے کہاں مار ہے جان دادہ ہے دل جلا ہی سر مار ہے
خلق و جستجوئے مال و جا ہے ہر کس نجیال آرزوئے دار و	درد	جمعے تلاشِ دل برے دلخوا ہے ما یم و تمنائے دل آگاہ ہے
مال و دولت کی حرص دنیا کو ہے ہر دل کو رہا کرتا ہے اک چیز کا شوق	باقی	ہر کس کو تلاشِ دلبر و لجو ہے ہم کو دل گاہ کی جستجو ہے
تا پردہ کشائی عالم کیفِ کیم از ہستی مافنا پذیر و صورت	درد	پیدا کن جلوہ حدوث و قدیم مانند ہر لب نقشِ بندِ قدیم

کہو لا ہے ہم ہی نے پردہ کیف کم ہستی سے ہماری ہوگی فانی صورت	باقی	ہے جلوہ نہا ہم سے حد و اور قدم ہے مثل سرب پست ہے تصویر عدم
ہر لحظہ طبع ہو سے میگروود یارب تو مرا بخوش گردیدہ گئی	درد	وروا من دل خار و خنہ میگروود ترسم کہ بمن خلق بے میگروود
ہے دل میں حوائج دنیا کی چاہ یارب تو تجھے راستہ اپنا بتلا	باقی	وا من میں بیری ہو میرے گے و گناہ ڈرتا ہوں کہیں ہو نہ غفلت گمراہ
درگلشن دہر بسکہ غفلت کارے از روئے خدا نیادت شرم اورو	درد	تخم گہنی ہر طرف می کاری باشد کہ ز روئی خلق شری داری
تخم غفلت جہان کے گلشن میں بو آئندہ سے گر شرم نہ کی اسے باقی	باقی	اور کشت گناہ کا مزارع ہی نہ ہو مخلوق ہی کے سامنے با شرم رہو
اے فطرت امکا فی خجلت تاثیر گر بندہ حق شوی و گر بندہ نفس	درد	شرمت با و از طبع ذلت تقریر در ہر صورت ز بندگی نیست گزیر
یہ فطرت امکا فی ہے خجلت تاثیر یا بندہ حق ہو یا نہ ہو بندہ نفس	باقی	کر شرم تری طبع ہو ذلت تقریر ہر حال میں بندگی سے ہو گا گزیر

دیدیم چو گشت زار آب و گل خود جیبے بہ درد بکن تماشا کی بہار	درد	بزا و نگر فیم ز خود حاصل خود اسے دانہ توئی عقدہ مشکل خود
ہم دیکھے ہیں کھیت اپنی آبِ گل کا دل کا پردہ اٹھا کے بس دیکھ بہار	باقی	اپنے ہی مین ہی نتیجہ اس حاصل کا اسے دانہ تو ہی عقدہ مشکل کا
ظاہر ز تو کرد عقل و معقولیت افراد وجود موجد و موجد اند	درد	در پردہ نہفتہ از تو مجہولیت مرات تو علیت و معلولیت
ظاہر ہے تجھی سے عقل مقولیت موجد موجد کا وجود اک تیرا	باقی	اور پردہ مین ہی تجھی سے مجہولیت آئینہ ہے علیت و معلولیت
برق زو اگر زول قیود باطل یعنی کہ وجود حق بروی اظہار	درد	محو از نظرت شود شہود باطل برق افکنده از نمود باطل
اٹھ جائے اگر دل سے قیود باطل اظہار کے رخ پہ اس وجود حق	باقی	اور محو نظرت سے ہو شہود باطل برق و ڈالا ہے بس نمود باطل
کہ نالہ دل مرا صد چنگست از نغمہ شکر و شکوہ ام نیت گزیر	درد	گا ہے دلم از نوائی نے دل تنگست تا تار نفس بہت ہیں آہنگست

نالان ہے دل مرا کہی مثل خجک یا زمرہ شکوہ ہے یا نغمہ شکر	باقی	رہتا ہی کہی تو آنے سے دل تنگ جبک ہی نفس کا تار بہ ہے آہنگ
رہا تو ہر گدا و شاہے وارو لیجئے کہ بساں دانہ ہائے تسبیح	درد	گر حال خوشی و گرفتار ہے وارو ہر دل در خود نہ ہفتہ رہے وارو
تیرے احباب یا گداہین یا شاہ مانند دانہ ہائے تسبیح جدا	باقی	حالت اُنکی ہے شب بیدار تباہ ہر دل میں ہر ایک عقل تیسیر کی راہ
ایں کون و مکان جلد آیات حق است اثبات خدا انچہ کنی نفی تو تست	درد	منظر ہے اظہار ظہور آحق است نفی کہ غالی بخود اثبات حق است
یہ کون و مکان جلد ہر آیات حق اثبات خدا کیا تو ہے پیری نفی	باقی	منظر میں یہ سب ہر ظہور ات حق جب نفی میں کی اپنی یہ اثبات حق
در بزم جہان کہ وہم نسبت آئین چون آئینہ ہر کہ پیش آید ای ورو	درد	از آمد و رفت خلق فارغ بنشین اورا تو با و نما و خود بیچ مبین
یہ بزم جہان ہے وہم نسبت کی سرا آئینہ صفت جو آئے تیرے آوے	باقی	اس آمد و رفت خلق سے تجھ کو کیا تو کچھ بھی نہ دیکھ سکامنہ اسکو دکھا

در خارج نیت غیر حق جلوہ گری بر شخص کہ پیش نظر آید چون عکس	درد	اینجا نہ بود ز ما سوایش اثری می بینمش اما بجهان و گری
خارج نہیں غیر حق کہی دنیا میں جو شخص کہ آتا ہے نظر عکس مثال	باقی	باقی نہیں ماسوا کوئی دنیا میں میں دیکھتا ہوں اسکوئی دنیا میں
از شادی و غم ہرچہ در امکان شمری در باغ ظہور چون کلت آوردند	درد	از و اہمہ حضرت انسان شمری خواہی دل ریش خواہ خندان شمری
ہے شادی و غم چو کچہ زمانہ میں عیاں اس باغ ظہور میں ہے تو گل کی مثل	باقی	ہے و اہمہ حضرت انسان بچان یا اسکو دل باریش سمجھ یا خندان
بے لشکر و فوج پاوشاہی کر دیم اسے درو بدولتِ فقیری اینجا	درد	برسند فقر کبریائی کر دیم در کسوت بندگی خدائی کر دیم
بے لشکر و فوج پاوشاہی ہی ہیں بے شبہ بدولتِ فقیری باقی	باقی	مفلوکہ کی میں ناز کبریائی ہی ہیں در پردہ بندگی خدائی ہی ہیں
انوار عقول شعلہ منقل اوست از بسکہ وجودت بہر شے اقرب	درد	ہر آئینہ جسم بہان صمقل اوست ہر چیز کہ بہت قباد را ول اوست

منقل کا ہے اسکے شعلہ انوار عقول از بسکہ بر یک شے کسی وجود اقرب ہے	باقی	ہے آئینہ جسم اوسی سے مصقول سب صا ورا اول ہے اوسی سے چل
گر کشتہ عیشم و گر غم زوہ ایم زین پیش نہا شیم کار با خویش	درد	از دولت او دردو باین عہدہ ایم از راہ نہایش بخود آمدہ ایم
شادی کہی دل میں غم کہی جیایا بہولاتہا راہ آپ میں وہ کب تھا	باقی	باقی نے بدولت اسکے سب پایا ہے اُس راہ نکلنے آپ میں لایا ہے
عمریت کہ چون زلف پریشان خوم تا جلوہ یار جلوہ گر شد درما	درد	چون غنچہ لعل سر بگریبان خودیم آئینہ صفت ہمیشہ حیران خودیم
ہم زلف کی صورت ہم پریشان اپنے جب کہ ہوا ہے ہم میں وہ جلوہ خزا	باقی	ہم غنچہ روش سر بگریبان اپنے آئینہ صفت ہمیں آپ حیران اپنے
ہریت و بلند واقف راز ہم ست این نغمہ ظہور از تقابل دارد	درد	چون زیر و بم ساز ہم آواز ہم ست ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہم ست
ہریت و بلند واقف راز ہمیں آپ یہ نغمہ ہم ظہور صمدین سے ہے	باقی	اور زیر و بم ساز ہم آواز ہمیں آپ ہستی و عدم زمزمہ پرداز ہمیں آپ

اے دردمراز نغمہ ہایم دریاب اے زفر مہ پرواز بساز قانون	درد	آہنگ من از صو و صدایم دریاب تفصیل مقام از نوایم دریاب
غم کو مرے نغمہ بکاسے سمجھو اے زفر مہ سنج تم ہو گر قانون دان	باقی	آہنگ مرا صو و صداسے سمجھو بس میرے مقام کو نوایم سمجھو
اے آنکہ وجودت ہر جا موجود شد مادہ است علت ایجاد صور	درد	واصل ز تو شناختہ کس را موجود در صورت نیست خبریو لا موجود
یار ب ہے وجود تیرا ہر جا موجود ہے مادہ تیرا علت ایجاد صور	باقی	واصل نے کسی کو نہیں سمجھا وجود صورت میں نہیں ہے خبریو لا موجود
ہر چند کہ صافیم کدورت اثریم یعنے کہ بغفلت کہہ خلق ای و درو	درد	محویم ولے جان پریشان نظریم چون آئینہ چشم باز و ما بے خبریم
ہر چند کہ صاف ہوں کدورت مگر خلقت کہہ دہرین آئین کی شکل	باقی	ہوں محو ولے میری پریشان نظر گو آنکہ کہ کہلی ہے کچھ نہیں ہم کو خبر
کہ رنگ طرب بخاطر آئینختہ است حیرت زدہ طلسم ہستی شدہ ایم	درد	اگر و ملال سر بسینختہ است کامین بحر چو موجا برا نگینختہ است

دل میں کہی رنگ طرب آمیختہ ہے حیرت زدہ طلسم ہستی میں ہم	باقی	اگر وہ لال سر بسر نچتے ہے اس بحر میں کیا موج برانگیختہ ہے
اے کردہ خراب فکر چون و چندتہ ہموارہ یہ ہمواری خود کوشش کن	درد	آوردہ ہوا و حرص اندر بندت غیر از تو کسے نیت کہ گویم بندت
کرتے ہیں خراب چون اور چندتہ ہموارنے کو آپ کرے باقی	باقی	کس حرص نے کر رکھا ہی پابند تہ ہے تیرے سوا کون کہ دی بند تہ
از راحت چند روزہ خوشدل نشوی گر غافل از لہ شہود ہستی خدا	درد	وز خنجر رنج درو بسمل نشوی اے تنگ عدم زمر ک غافل نشوی
اس راحت عارضی سو خوشدل تو ہوں غافل ہے شہود ہستی حق سے اگر	باقی	اور خنجر رنج و غم سے بسمل تو ہوں اے تنگ عدم اجل سو غافل تو ہوں
باید کہ ز فکر زندگانی گزری اے درو ز اندیشہ عالم بہ گزر	درد	وز حرص و ہوا کامرانی گزری زان پیش کزین جہان فانی گزری
باقی افکار زندگانی سے گذر پہلے ہی تو در گذر وہ اندیشہ کو	باقی	اور حرص و ہوا کامرانی سے گزر کرتا ہے جو اس جہان فانی سے گزر



اے شیخ بہ خلق از کرامات مگو منظور اگر بیہودہ گوئی باشد	درد	اخبار پریشان بہ مبہات مگو دیگر چہ کم است این خرافات مگو
اے شیخ نکر مے کرامات کی بات منظور اگر بیہودہ گوئی ہے تجھے	باقی	اخبار پریشان و خیالات کی بات باتین میں بہت نکر خرافات کی بات
اے درد گئے بہ آبیاری وضو اکنون بہ درمیکہ باید رفتن	درد	دل سوئی شگفتگی نمی آرد و کاین عقدہ کشاید نگر از دست بسو
دیکھا کئے ہم سہی آبیاری وضو اب بکو ہی میکہ میں جانا لازم	باقی	جس سے نہونی شگفتگی کچھ دل کو شاید کہ یہ عقدہ حل کرے دست بسو
اے کردہ تمام عمر در بحث خراب زین پیش ز اہل و ذوق ابرام مکن	درد	یک نکتہ خاموشی ست صد گونہ کتا دیگر چہ سوالست کہ وادیم جواب
کرتا ہی بحث بحث میں کیوں عمر خراب ایس سے زیادہ نہ تو کر بس تکرار	باقی	اک نکتہ خاموشی میں ہی لاکھ کتا پہر کیا ہے سوال دیکھ ہم تو جواب
گہ خال اور اگاہ خط میگویند این طرفہ کہ انچہ می نمایند بیان	درد	یاران از حسن ہر منط میگویند ہم راستیت و ہم غلطی گویند

ہم اسکو کہی خال کہی خط کہتی ہیں	باقی	اوس حسن سے دوست ہر خط کہتی ہیں
طرفیہ ہے جو کچھ کہتے ہیں بیان		کچھ کہتی ہیں کچھ غلط کہتے ہیں
اسے کردہ خراب عمر چون و چرا	درد	عارف نشدی اگرچہ گشتی ملّا
از ما بجز اقبال نہ بینی گا ہے		ہر چند کہ ایراد نہ سائی بر ما
اس چون و چرا میں صرف وقت گیا	باقی	عارف نہواڑھ کے ہوا گو ملّا
ہم سے بجز اقبال کے امید نہ رکھ		ایراد دیا ہے اور یہی کرتا جا
زین پیش بدل زوہلرن بود خلل	درد	خون کرد جگر درد کنون فکر اجل
از حسن پرستی نہ گزشتیم آخر		حالا شدہ منظور نظر حسن عمل
پہلے تھا دلبری و لبیر کا خلل	باقی	اب خون جگر کو کرتی ہے فکر اجل
چمن پرستی کو نہ چھوڑیں گے کہی		منظور نظر ہوا ہے اب حسن عمل
دربزم خیال ماکر رشاک چمن ست	درد	اسے درد کل حسن و گر خندہ زن
ما آئینہ وار گلشن تنہ سیم		بے رنگ بہار ماچو رنگ سخن است
ہے بزم خیال اپنا رشاک گلشن	باقی	باقی گل آرزو ہے پر خندہ زن
تنہ سیم کیم یاغ کے میں ہم آئینہ وار		بے رنگ بہار میں اپنی ہر رنگ سخن

پیدائیت آن زمان کہ پیدا بود رنگ اظہار متبدل ساختہ است	درد	قدر تو بلند و منزلت اعلیٰ بود طاؤس بہ بھید ہم سر غنقا بود
جب باغ جہان میں تو نہیں آیا تھا رنگ اظہار متبدل ہے ورنہ	باقی	تھے قدر بلند مرتبہ اعلیٰ تھا طاؤس اندی میں ہم غنقا تھا
وحدت شدہ سامان بہار جنم در گلشن دہر دروچون خوشہ تاک	درد	بیرون ز خود مہر و مسیح ظنم خود شیشہ و خود بادہ و خود انجم
وحدت میرا سامان بہار دل ہے اس باغ جہان میں خوشہ تاک کی طرح	باقی	بی خود ہوں کہان حب طحال ہے خود شیشہ ہے خود بادہ ہے خود محفل ہے
یک عمر گدائی ز گردون کر دیم اکنوں کہ منودہ ایم چشمے پیدا	درد	وز گوری دل نظر بہر دو کر دیم مانند حباب کاسہ و اژدہ کریم
اک عمر گدائی ہم نے گردون سے کی کاسہ کو کیا ہم نے نگون مثل حباب	باقی	اور گوری سوا میدان ہرک دو سہی اب آنکھ ہوئی پیدا ہتی تیر سہی
سلطان کہ بر اسباب ہوس می نازد درویش کہ بے نوا و بے پرواہست	درد	بر بال میر خود جو گس می نازد بر خاطر بے نیاز بس می نازد

ہے باعث ناز شاہ اسباب ہوس درویش کہ بے نیاز و بے پروا ہے	باقی	جیسے کہ پروا بال سے اڑتی ہے مگس نازان ہے وہ اپنی بے نیازی پر بس
نے مار گزید و زو نہ عقرب نیشم فرق من و تو باعث این تفرقہ ہاست	درد	ہوشست کہ کرو این مہدول ریشم قربان تمیز بے تمیز خوشیشم
بچو نے نہ سائے کہی مجھ کو دسا فرق من و تو نے تفرقہ ڈالا ہے	باقی	بس ہوش نے ہائے مجھ کو دل ریش کیا ہوں اپنے تمیز بے تمیزی پہ خدا
گا ہے سخن از و منش می گفتم افسوس ز علم ناشناس ایک عمر	درد	کہ از دہن خود سخنش می گفتم او بود کہ درد من منش می گفتم
کر تا تھا کہی سخن دہن سے اُسکے بس بات نہ پوچھہ ناشناسانی کی	باقی	رکھتا تھا کہی دہن سخن سنج مجھے کہتا تھا میں آپ درد دل بس سے
در سنج و بلا قدم بہ ماتم نہ زنی روشن ز تو بزم بندگی چون شمعست	درد	آئین رضا و صبر بر ہم نہ زنی ہر چند کہ سوزند ترا دم نہ زنی
رنج اور مصائب سے نہ غم کر غلظ نہار یہ محفل بندگی ہے میان شمع صفت	باقی	آئین رضا نہ چوڑا سے صبر شعار ہر چند جلایں تو کمروم ہی نہ مار

تا چند ز فوت مدعا رنجیدن تا چشم کشادہ است چو آئینہ ات	درد	دوکان ہوس ز جہل بخود چین در پیش آید ہر آنچہ باید دیدن
ہرگز ز فوت مدعا سے رنجور جب تک کہ کہلی ہے آنکہ آئینگی شکل	باقی	دوکان ہوس کی بند کر اے معذور آجائے جو آگے دیکھ نہ لکھوئے ضرور
اے مہر و طرب باش خوش و آسودہ چندان مٹا غور در افلاک و نجوم	درد	رنجے میر از فکر جہان بیہودہ کین گنبد بے در ز کسی نہ کشودہ
اے مہر و طرب خوش ہو آسودہ ہو افلاک و نجوم پر نہر غور عبث	باقی	بیہودہ جہان کی فکر سے خستہ ہو کس نے کہو لا ہے گنبد بے در کو
اے درد چرا بہ کنج باغش جوئی من در رہ افتادہ چون نقش قدم	درد	وز بحر جہ در میان راغش جوئی از من جوئی اگر سر راغش جوئی
کس واسطے او سکا باغ میں جو یاں ہے اوسے راہ میں ہو نقش قدم مجھے چھپے	باقی	کس واسطے او سکا راغ میں جو یاں ہے تو جس کا جہان میں پلغ جو یاں ہے
اے درد ترا نہ ہمنشینے باید اکنوں کر نشستہ درین کلبہ ترا	درد	نے یار و ندیم و نئے قرینے باید چشم و دل و اشک آئینے باید

باقی تھکونہ ہم نشین ہے کام اس کلبہ میں بیٹھا ہے تو بس اب تھکوا	باقی	کچھ دور سے مطلب نہ قرن ہے کام ختم و دل اشک استین ہے کام
یک لحظہ اگر دہریہ باعث دارد بر صحبت رنگین کسان دل نہیم	درد	چون لاله مدام داغ داغ دارد تنہائی ما عجب فراغت دارد
گو تھکوا بہار باغ میں رکھتی ہے اس صحبت رنگین میں باز آیا ہو	باقی	لالہ ساعیباغ میں رکھتی ہے تنہائی مجھے فراغ میں رکھتی ہے
بارہستی کہ دو شطاعت شکست اکنوں چہ ضرور اندت مثل کلین	درد	خزیمت نام برتوای درونہ بست برخیز تو از میان کو نقش تو نشست
بارہستی ہے ہو سیکہ دش کہین باقی اب کیا ضرور رہنا چھٹو	باقی	خزیمت نام او حاصل ہی نہیں بیٹھا ہے نقش اٹھ تو مانند کلین
اے مرد رسید اگر از خلق آزار کز بر سر تو نهند پامرد دم دہر	درد	رنجے مرازولت و خواری ز تہوار تو از رہ انگسار سر بر پاوار
مخلوق سے پیونچے تجھے آزار اگر گر سر پہ ترے پاؤں کہین مرقم ہر	باقی	اس فلت و خواری کا کپھی رنج نگر رکھہ عجز سے اُنکے پاؤں پر پناہ سر

از وضع کلام میتوان پاشان مانند معانی برکتیم نهان	درد	اے درد و مردمان اہل عرفان بارا مطلب بجز میان تصنیف
متابہ کلام ہی سے بل سکا تان معنی کی طرح کتاب میں ہر نہان	باقی	باقی جو ہے خواستگار اہل عرفان ہلکو گرد ہو نہ متابہ تصنیف میں دہو نہ
لیکن آئیم کہ جلد ناپید آئیم چون نغمہ ز ساز خود بر روی آئیم	درد	ہر چند ہمہ پا و سر و اعضا ئیم اے درد زمانیکہ سخن میگوئیم
لیکن ہم وہ ہم کہ جلد ناپید ہیں آتے ہیں شکل مثال اک نغمہ ہیں	باقی	ہر چند کہ ہم پا و سر و اعضا ہیں ہنگام سخن ساز سے اپنے باہر
باہر بد و نیک و ہر خواہی جوشید اکنوں از خویش حشم باید پوشید	درد	تا کہ بہ تلاش مال خواہی کوشید پوشیدن جامہ با مکر رشتہ است
کب تک یہ بد و نیک کے محبت کا اثر اب اپنی سے آنکہ بند کرنا بہتر	باقی	کب تک یہ تلاش دولت سیم و زر سو بار قبا عبا سی تن ڈانکا ہے
نہیں ویدی کرن در وضع جہا خدایا یک چند دیرین خانہ تو ہم جہاں باش	درد	چون آمدہ بعالم امکان باش ایجا اے درد خود صلا عامیست

اس عالم مکان میں تمام مکان رہ	باقی	اس منع جہان کو دیکھو و خندان رہ تو بھی اس گہر میں کوئی دم جہان رہ
آنرا کہ درین باغ و لش یا خبر است خود فعل جزا کے خود شود و روز جزا	درد	پاداش عمل ہمیشہ مدنظر است چون تخم بدست شاخ آید ثمر است
اس باغ میں انجام کی ہو جس کو خبر فصل اپنی جزا کا آپا ہی روز جزا	باقی	پاداش عمل کی فکر ہے مدنظر ہاتھ آئے جو تخم شاخ کے ہو وہ ثمر
آن دم کہ کشاید در بخشش غفار از راہ میبے کہ دار و باما	درد	آید ہمہ اسرار نہبان و اظہار ما را بجمال اوست چشم دیدار
جب کہو لیگا دروازہ بخشش غفار ہم سے جو وہ رکھتا ہے معیت کی راہ	باقی	ہو جائیگا اسرار نہبان کا اظہار ہے اس کے جمال ہی سے چشم دیدار
اے حاصل تو زندگی فانی مروں اے غرہ و ہم خود پرستی مروں	درد	تا چند پئے حیات فانی مروں پیش از مروں اگر توانی مروں
حاصل تری زندگی کا آخر مرنا ای باقی خود پرست مروی ہی ہی	باقی	کب تک ہو حیات ہو فایر مرنا پہلے مرنے سے ہو سکے گر مرنا



خون جگر تہنوز خوردن قہیت از کشمکش ہستی آفت بنیاد	درد	یعنی نفس چند شمر و ن باقیست معلوم نجات تاکہ مردن باقیست
ہے خون جگر ابھی تو پتیا باقی اس کشمکش ہست سہ کیا ہوگی نجات	باقی	ہے جامہ حیات اب بھی سینا باقی مرتے ہیں کہان ابھی ہی جینا باقی
نہ شاہی دروئے گدائی داریم نہ نشہ نارسا و نہ نالہ رستا	درد	نہ ساز غنائے بے نوائی داریم فریاد و زست نارسائی داریم
شاہی ہے ہمیں نہ کچھ گدائی ہمیں ہے نشہ نارسا نہ ہے نالہ رستا	باقی	ہے ساز غنائے بے نوائی ہے ہمیں باقی فریاد و نارسائی ہے ہمیں
دروے کہ زمانہ کہ بدردش نرسد دریاب کیہ تیر سا ندول را	درد	آسیب زد دست گرم و مردش نرسد جائیکہ رسیدگی بہ گردش نرسد
اس دروے کو نہ پہونچا کوئی پہونچاتی ہے یا اس کے دل کو سجا	باقی	اُس کے دم سرد کو نہ پہونچا کوئی اوس جاکے گرد کو نہ پہونچا کوئی
نہ مال مرا باید و نہ فوج سپاہ ترک اسباب بہ زجمع اسباب	درد	از قطع تعلقم بود خست و جاہ کز دولت فقر ہر گد اگر دوشاہ

دولت مجھے چاہیے نہ کہ فوج و سپاہ بہتر اسباب سے ہر ترک سیاب	باقی	ہے قطع تعلق ہی مری خیمت و جاہ اس دولت فقر سے گدا ہوئیں شاہ
گرم دم محتاج ز غم می گریند وقتت کہ از دست زمانہ کنون	درد	زان پیشتر ارباب نعم می گریند چون ابرسمہ اہل کرم می گریند
محتاج ہی کیا دکھا کے غم روئیں ہاتھوں سے زمانہ کے جہانیں قی	باقی	سب روئیں یان نہ ایک ہم روئیں مانند صاحب اہل کرم روئیں
در سرنہ ہو آگ مال و جانے دارم صاحب نظر تو جہی گر بخت دارم	درد	در ول نہ غم زرو سیابے دارم چون آئینہ چشم یک نگاہے دارم
ہرگز میں نہیں عطا رشہ کا محتاج صاحب نظر ایک دم توجہ جو کرے	باقی	دل میرا نہیں فوج و سپہ کا محتاج آئینہ صفت ہوں اک ننگہ کا محتاج
اے بیخبر اتفاق می باید کرد از وہم خود می نفاق خیز و غافل	درد	باہم و گرا اتفاق می باید کرد از خود گذر اتفاق می باید کرد
اے بیخبر اتفاق کرنا ہے ضرور اس وہم خودی سے نفاق امی غافل		باہم و گرا اتفاق کرنا ہے ضرور خود سے گزرا اتفاق کرنا ہے ضرور

اے کردہ تلف عمر گرا نغایہ خویش از عالم غیب انچہ خواہی درست	درد	در صحبت ہر فقر و مر و در ویش اے مغزن اسرار کہی اندیش
کر تا ہے تلف عمر کو کیوں اپنی بہر جو عالم غیب میں ہی سہی تجھ میں	باقی	محبت میں فقر و نکے عبت امی نادان اے مغزن اسرار ابھی پہچان
صد حیف کہ جملہ دوستداران رفتند اکون من و اماندہ چہ سازم چہ کنم	درد	زین دشت تمام شہ سواران رفتند اے درد کجا این ہمہ یاران رفتند
صد حیف تمام یار و ولد ار گئے واماندہ رہا ہے ایک باقی ناچار	باقی	جن جن کہ اپنے دل کو تہا پیار گئے یارو یہ کہو کہاں یہ ب یار گئے
برہم چون گل ز دست اوراق خودیم از ناست ہر انچہ در ویراست ہمہ	درد	آتش زوہ شرار چقاں خودیم اے واک کہ باین ہمہ شتاں خودیم
ابتر میں بزرگ گل سب اوراق اپنے ہم ہی سے ہے سب در وجود ہی ہمہ	باقی	ہم اپنے شرار و نہن چقاں اپنے اے واک کہ پہر آپ ہمیں شتاں اپنے
چندے کہ معاش کامرانی کر دیم اے درد کجا ز دست دشمن آید	درد	غافل ز معا و زندگانی کر دیم ما انچہ ہم خود ز ہر بانی کر دیم

کی خوب معاش کامرانی ہم نے دشمن بھی کہی نہ کر سکیا باقی	باقی	بے فکر سعادہ زندگانی ہم نے اپنے پہ جو کی ہے ہربانی ہم نے
ہر جاز نے وینک صدی شنویم گر چشم کشائیم تو بد نظری	درد	آہنگ تر نام خدا می شنویم درگوش نہیم ہم ترا می شنویم
ہر سمت ہے جو صو صد استاہون جو دیکھتا ہوں بد نظر ہے تو ہی	باقی	آہنگ تر نام خدا استاہون جو سنتا ہوں بس نام تر استاہون
برخاستہ گر ز دل شہود غیرت در خلق خدا بغیر خوش خلقی نیست	درد	سوئے ہم کس بعجز باشد سیرت خیرے کہ بود باعث ذکر خیرت
اُٹھ جائے جو یہ شہود موموم غیر خلق خوش سے خلق کیا بہتر	باقی	ہر سو ہو تجھے بس عجز و حد کی سیر یہ خیر ایسا ہے جس سے ہو ذکر خیر
حیرت از چشم گفتگو ہا افگند چون برق و شرار سائی تلاش	درد	یاس آمد و از دل آرزو ہا افگند آتش در جان گفتگو ہا افگند
الجہن حیرت نے گفتگوین ڈالی افس یہ نار سائی برق و شرار	باقی	یاس آئی تو خاک آرزوین ڈالی آتش دل و جان جستجوین ڈالی

در خاطر ارشاد اگر منظور است خود را شب و روز صرف یاران	درد	غرلت ای در ویر مسلک دورا اجرائی طریقات اگر منظور است
خاطر من پر ارشاد جو تیری منظور کر آکھ ضرر خود یاران شب و روز	باقی	غرلت باقی ہے مسلک عقل سے دور اجرائی طریقہ تجھ کو کرب ہے منظور
اے در و ندیدہ کہ در دیدہ کور بس ہستی ماکہ از عدم ممتاز است	درد	فرقے نیو د میان تار کی و نور و آئینہ علم نمود است ظہور
دیکھا نہیں ہے اپنے گردیدہ کو یہ ہستی ہے اپنی جو عدم سے ممتاز	باقی	اوس کو نہیں کچھ ہی فرق تار کی و نور آئینہ علم میں کیا اس نے ظہور
در بحر تو اے جاب گم خواہی شد اندک اے ذرہ سعی دیگر کا خر	درد	درباد تو اے سحاب گم خواہی شد در پر تو آفتاب گم خواہی شد
دریا میں بس اے جاب گم ہوگا اے ذرہ کوئی دم تو ہر پر تو میں	باقی	چلتے ہی ہوا سحاب تو گم ہوگا نکلے گا جب آفتاب تو گم ہوگا
پختیم خیال خام پیدا کرویم یعنے اے درد ہجو عتقا از خلق	درد	آزاد شدیم دوام پیدا کرویم گم گردیدیم و نام پیدا کرویم

حاصل ہے پختگی میں سودا کو خام یعنی باقی جہان میں عنقا کی مثال	باقی	آزادی ہی ہے ہمارے حق میں کام کم ہو کے کیا ہے ہم نے پیدا یہ نام
ہر گوشہ صد اصد بیابان دارد گر عقدہ خاطر کشاید بینی	درو	ہر غنچہ بہشت خود گلستان دارد ہر قطرہ بحیب خوش طوفان دارد
ہر گوشہ میں اک شور سیابان عقدہ دل کا کہلے تو کچھ آئے نظر	باقی	ہر غنچہ کی مہی میں گلستان سیابان ہر قطرہ کی حبیب میں ہی طوفان سیابان
عمریت کہ وابستہ بہ تارِ نفسم معلوم نہ شد مرا ز فہم ناقص	درو	یہ ہے شکوہ ہوا و ہوسم یارِ زکجایم کجایم چہ کسم
ہر چند کہ قیدی ہوں لاہنِ ہم وابستہ رشتہ نفس ہیں لیکن	باقی	دل تنگ شکوہ من و ماہنِ ہم آئے ہیں کہاں ہیں کہاں کیا ہیں ہم
امکان کہ سرِ سر است معبود بغیب ہر چیز کہ پیدا است بہ قدش نیست	درو	شد تو کمالات و جوبی لاریب آوردہ شہادت ہمہ ایمان بالغیب
امکان کہ سرِ سر ہے معبود بغیب جو چیز کہ پیدا ہے وہ پیدا صد سے	باقی	ہے تو کمالات و جوبی لاریب لائی ہے شہادت اور حق ایمان بالغیب

علمست کہ ہر چہ بہت بنماید ازو غیر از تصنیف نیک دیگر نہ ہوو	درد	ہر عقدہ کہ شکل است بکشاید ازو کارے کہ پس از تو کار ہا آید ازو
یہ علم ہی سب چیز کو بتلاتا ہے تصنیف نیک کے سوا کیا ہی کام	باقی	ہر عقدہ شکل اس کے کھلیا تا ہے جو کام کہ بعد سب کے کام آتا ہے
یارب جانے کہ جملہ ہمت زاید یارب عملے کہ بر تو نزدیک کند	درد	یارب جس دے کہ کار طاعت آید یارب عملے کہ جز تو ام نہ نماید
یارب وہ جان دے جس میں ہمت ہوو یارب وہ عمل دے جس میں تیری قریب	باقی	وہ جسم دے جس کا طاعت ہوو وہ علم دے جس سے تری قریب ہوو
گر قطرہ آبیم و گردِ رُشدہ ایم محتاج کد ام و چسیت محتاج اللہ	درد	نہ صورتِ عمر نے تفاخر شدہ ایم پیام نہ عمر یم ز خود پُرسدہ ایم
میں قطرہ آب ہوں کہ باقی دُر ہوں محتاج ہے کون کیا ہی محتاج اللہ	باقی	اس عجز و تفاخر کا میں کب درخور ہوں پیام نہ ہوں اپنی عمر کا میں خود پُرسوں
ہر چند بہ عمر و فضل ممتاز شوی یوئی نہ شنیدہ ز عرفان تا حال	درد	مشکل کہ بہ فقر نکلتے پرواز شوی مدت باید کہ واقف از شوی

ہر چند تو علم و عقل میں ہے ممتاز عرفان کی کوئین ہر تجہ میں اتنا	باقی	مشکل کہ فقیری میں ہونکتہ پرداز مدت باقی ہے تاکہ ہو واقف راز
گرد و عوی ہستی ست بہان ست این اے حضرت انسان تیر انجام	درد	در شکوہ نیتی ست کفران ست این خود را نشا ختی چہ عرفان ست این
ہستی کا جو دعویٰ ہو وہ اک بہان ہے اے حضرت انسان ہر حیرت انجام	باقی	گر شکوہ نیتی ہے بس کفران ہے خود ہی کو نہ پیا نایہ کیا عرفان ہے
شو عاشق و در خود طلبی پیدا کن خورشید ندارد ز کے جلوہ دریغ	درد	یعنی پے و صلش سبب پیدا کن اے ذرہ برو تاب و تپ پیدا کن
عاشق ہے تو الفت کی طلب پیدا کر خورشید نہیں رکھتا ہر جلوہ دریغ	باقی	منطور جو ہو فضل سبب پیدا کر اے ذرہ تو پہلے تاب تپ پیدا کر
پندار خزان ما بہار ہستی اعیان ہمہ آئینہ وجود اند کہ کرد	درد	در نیتی است اعتبار ہستی در لیل عدم جلوہ نہار ہستی
پیدا ہے خزان کے بیان بہار ہستی اعیان عدم میں ہو مرا ت وجود	باقی	ہے نیتی سب کی اعتبار ہستی جب جلوہ نما ہو ما بہار ہستی



عالم که عدم بود نمیکرد نمود فیضی عامت گرفت در بر در نه	درد	در ضمن وجود خویش داوی تو وجود کس لایق این عنایت خاص خود
عالم تنها عدم مین کچ نمودار نه تنها اک فیض عالم تھا و گر نه کوئی	باقی	جب تو ہی نہ تھا وجودا ظہار نہ تھا اس خاص عنایت کا سزاوار نہ تھا
جوع و عطش است آب آتش فقرا دیدیم کہ اغنیا بے محتاج اند	درد	از فرش زمین ست فرش فقرا اے درد معاش ست معاش فقرا
ہی بہک اور یہ آس آب آتش فقرا اسے ہی زیادہ اغنیا مین محتاج	باقی	اور فرش زمین کا ہی فرش فقرا کیا خوب معاش ہی معاش فقرا
در عشق نہ مرد خود پرستی باید اے آنکہ پُری زیاد و دعویٰ چو حیا	درد	وارستہ ز خویش دل بدستی باید البتہ ترا بخود شکستی باید
ہو مین خود پرست کب عشق پرست یہ باد غروب بہر مین تجہ مین	باقی	وارستہ ہوا نی سے تو ہو دل بہت مانند حباب تجہ کو لازم ہو شکست
ای بخیر از ہستی بہت مطلق کثرت نکند ترا پریشان چو شود	درد	نگرفتہ از کتاب تو عید بہت نصیب العین تو مضی واحد حق

کیا جانتا ہے ہستی ہست مطلق کثرت سے پریشان ہوگا تو اگر	باقی	جس نے نہ لیا کتاب وحدت سبق نصب العینی ہے معنی واحد حق
ہر چند کہ ورت و صفارایابی گو سرطیبی و الہی فہمی	درد	لیکن نتوان کہ مدعا رایابی ممکن نبود اینکہ خدا رایابی
ہر چند کہ ورت اور صفا کو نہجے گو سرطیبی و الہی پایا	باقی	لیکن ہرگز نہ مدعا کو سمجھے ممکن یہ نہیں ہے کہ خدا کو سمجھے
اے بندہ عقل نیستی اگر عشق گفتم تو آنچه گفتم بود اکنون	درد	برتر بود از عقل بے درگہ عشق خواہی رہ عقل گیر خواہی رہ عشق
اے قیدی عقل تو نہیں اگر عشق کہنا تھا جو تجھ سے کہہ چکے ہم باقی	باقی	برتر ہے ہمت عقل سو یہ کہ عشق چاہی رہ عقل لیو چاہی رہ عشق
اکنون میں میں گوشتہ زندان جنون سودا کے نمود زین پیش مرا	درد	آباد کنم خانہ ویران جنون شد زلف تو ام سلسلہ ضیان جنون
اب میں ہو ہر گنج زندان جنون اتک سر میں نہ تھا کسی کا سودا	باقی	آباد کروں خانہ ویران جنون ہے زلف تری سلسلہ ضیان جنون

گرداعیہ محیط دار وسیلت چون قبلہ نما اگرچہ گردانند	درد	خار و خس این دشت نگیرد و دلیلت یادیکہ بسوئے یار باشد میل
گرداعیہ دریا کا تری میل کو ہے گو قبلہ نما کی طرح تھکاو پہرین	باقی	نقصان نہ خارسر ترے ذیل کو ہے دلدار کی جانب ہی تری میل کو ہے
اسے درد اگر اصل و فرع تیرست ور آدم بود ذریاتش نہان	درد	دریاب کہ تفصیل بہ اجمال درست در تخم چنان برگ و بے مستترست
باقی جو ہی اصل و فرع سے تھکاو خبر آدم میں تہی ذریات سب کی نہان	باقی	تفصیل ہے اجمال میں آئی جو نظر مستور ہو جیسے تخم میں برگ اور بر
از عقل بمیدان جنون باید تاخت عمریت کہ از خویش جدائی تا نرم	درد	وز عرصہ وہم خود پروں باید تاخت ہر چند ندانم اینکہ چون باید تاخت
میدان جنون کی دوڑ کیونکر چوڑوں اپنے سے نکل کے دوڑتا ہوں لیکن	باقی	اس عرصہ سے باگ اپنی میں کیسے موڑوں آتا نہیں دوڑنا کہ کیونکر دوڑوں
درد فقر نہ جاہ و نئے تجمل باشد اسے درد متاع خانہ درویشان	درد	نے فکر خر نہ بارنے جل باشد تسلیم و رضا صبر و توکل باشد

باقی	نے آرزوئے جاہ و تجل ہے ہمیں باقی یہ متاعِ خانہ درویشی	نے بار نہ خر ہے نہ غمِ جُل ہے ہمیں تسلیم و رضا صبر و تحمل ہے ہمیں
درد	ہر چند زمین و آسمان می بینی اسے نور نگاہ تو عباراتِ سلف	لیکن نہ شناسی کہ چسان می بینی چیزیکہ شنیدہ ہمان می بینی
باقی	تو گرچہ یہ سب ارض و سما دیکھتا ہے ہے تیری نگاہ میں عباراتِ سلف	آگہ نہیں کس طور سے کیا دیکھتا ہے ہے تو نے جو کچھ سنا دہی دیکھتا ہے
درد	اسے درویشی تو صبوری ازوے دنیا چہ و عقبہ چہ دوئی اجر آست	بعدست بقرب ہم ضروری ازوے آنجا ہم اگر توئی تو دوری ازوے
باقی	باقی کیا تو نہ پائیکا صبوری اُس سے کیا دنیا کیا عقبی دوئی مجوری ہے	ہے قرب میں بعد ہی ضروری اُس سے اُس جا ہی اگر تو ہی ہے دوری اُس سے
درد	سوئے اجل بسکہ سفر دم بدم است اسے درو بگوش من صد گریبان	ہر دم پے قطع راہ سے میل قدم است بانگِ جرس روندگانِ عدم است
باقی	عازم سفر اجل کا ہے بیان ہر کس آواز نہیں دیتا ہے باقی گریبان	ہر دم پے قطع راہ سے میل نفس یہ قافلہ عدم کا ہے بانگِ جرس

از بس ز جانی کسان سوخته ام یاد ایام رفته مد نظر است	درد	خرمن خرمن ز حسرت اندوخته ام چون سوزن چشم بر قفا دوخته ام
اصحاب غم سے جان جاتی ہو جلی یاد ایام رفته ہے مد نظر	باقی	حسرت نے لگائی جوٹ اک لپٹ نئی سوزن کی طرح آنکھ تھاپ رہے لگی
چشم است اگر ہمیشہ بیمار خود است حسن آئینہ جمال تو حید بود	درد	درد زلف پریشان سرو کار خود است ہر کس این جان گرفتار خود است
آنکھوں کی طرح ہوا ہوں بیمار اپنا حسن آئینہ جمال وحدت ہے یہاں	باقی	ہے اپنے ہی ساتھ بس سرو کار اپنا ہر شخص ہے جان سے گرفتار اپنا
اے آنکھ تو ہر زشت و نکور یابی آئینہ بہ برداری و معلوم تو نیست	درد	حیف است نہ آن جلوہ رور یابی دل را در یاب تا کہ اورا یابی
کیا خوش ہوتا ہے خوب و خوا کو دیکھ آئینہ بغل میں رکھ کے کیوں ہو غافل	باقی	بس چشم بطون سے جلوہ یار کو دیکھ پہلے دل دیکھ پھر تو دلدار کو دیکھ
آن ذات مقدس است ہر دم حاضر دست من و امان رسول و انکس	درد	بر حال جہانیاں بہر جاننا طر در ہر و جہان است محمد ناصر

وہ ذات مقدس ہے جہاں میں حاضر باقی کا ہے ہاتھ اور دامن سول	باقی	اور جملہ جہانیاں کا وہ ہے ناظر ہے دونوں جہان میں اک محمد ناصر
--	------	--

پوشیدہ نہاند کہ رباعیات بابرکات معرفت آیات حضرت  
خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ ہر قدر کہ از کتاب علم الکتاب تصنیف خواجہ مفضل  
بنظر این فانی البیاد گرد ہاری پرشاد باقی در رسید و سرمہ چشم آگاہی  
گردید آن جملہ را پر ایہ اردو پوشانیدہ درج ساختم و بر سار  
درو باقی موسوم گردانیدم۔

## رباعیات فارسی مصنفہ حضرت باقی مرحوم متعلق بمضمون درد

بے درد بود غافل و محو دنیا دردا دردا کہ درد در دہر نہاند	باقی	با درد ہمیشہ میکند یا خدا دردش بجهان ماند دل باقی را
آن درد کز زمانہ محزون گردید از سہی طبیبان نشدہ دفع عجب	ایضاً	دل از اثر او ہمہ پر خون گردید اسے باقی دوا کرد دل چوں گردید
این درد کہ شد واسطہ یا خدا اسے باقی تو درد را نزول مگزار	”	خواہم کہ نگرہ و زول خلق جدا تا درد شود واسطہ یا خدا

این درد نشد پسند عالم هر چند حیف است اگر درد پسندش نکند	باقی	ز و هست بدانت جهان رنج و گزند باقی که ز جان و دل بود و در پسند
از درد شده ناله بر چرخ برین اے باقی اگر خیم و قفس میداری	"	درد و زول خاسته صد آه خیرین این آه سر و ناله درد و بین
هم ناله که عذاب میگردد درد بر حالت خود بلا تنیر باقیست	"	هم شعله ز التهاب میگردد درد زان درد ز خویش باز میگردد درد
والله عجب مرد خدا بود آن مرد از قطع تعلقش پیش اے باقی	"	درد و صحت نیست مثل او جامع فرد بنگر که جدا جداست هر حرف درد
شد درد در محیط عالمی از اسرار بر گفته من اگر یقینست نه بود	"	چون ساحل داشت بحر و فانی بخار اعداد محیط عالم و درد شمار ۲۰۸ ۲۰۸
تا پیداکشت درد او در جهانم هر کس از بهر درد درمان جوید	"	عالم گیرید ز درد و من خندانم یارب چه کنم که درد شد درمانم
باقی تو چگونه راز و صحت فهمی از شرک تو موصل دو حرفیت و ملی	"	یا رتبه درد با فضیلت فهمی زان نور چه فهمی که تو ظلمت فهمی

باقی	باقی شناسی تو اگر فرع وصل پیوستہ چو نام خویش با آن بے نام
وصلت حاصل شود بلا زحمت فصل از فیض جناب درویشانی وصل	

کلام اردو جناب حضرت باقی متعلقہ حضرت  
خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ

باقی	باقی	رخ تیرا ہوا ہے زرد باقی باقی تو ہے موصل دو حریفی
کیون ہیرتا ہے آہ سرو باقی مقطوع ہے نام درد باقی		
عرفان میں ہے درد فرد باقی ہے درد کا قلب درد باقی	”	ہو گانہ کوئی موحد ایسا لیکنا ہے وہ قلب میں ہمیشہ
باقی ہے برنگ زرد باقی اعداد چو جمع کرد باقی	”	شترنج جہان میں جو دیکھا پیر درد ہوا محیط عالم
ہے مرو خدا یہ مرو باقی دل میں ہے دوئی کی گرد باقی	”	اُس کو نہ خدا سمجھ خدا سے وحدت کی صفائی کیا خبر ہو

ہو جائیگا تجھ کو اصل سے وصل  
چاہے گا جو فیض درد باقی



# تاریخ اردو دروہاقی

## مصنف باقی صاحب

اور پھر بے جناب درو میر و ساقی  
اردو میں کیا ترجمہ با مشتاقی  
ہوش اپنانے یا نینکے کبھی وہ باقی  
کمزور کیا زور کو منکر ساقی

باقی

میں جانہ معرفت میں میں جب آیا  
تہا فارسی میں اوں کا کلام موزون  
اس میکدہ میں بادہ کش آجائیں اگر  
تھے اوں کے رہا عیا و آتشہ می

اُس ترجمہ کی مینے جو پوچھی تاریخ  
ہاتف نے کہا حافظ دروہاقی  
۱۳۱۰ھ ہجری

## هُوَ الْبَاقِي

### رباعیات مصنف حضرت باقی صاحب

خوش مصرع لا اِلهَ الا الله خوان در منقبت و مدحت اهل بیتش	باقی	ثانیش محمد رسول الله و ان گردید رباعیات ما را عنوان
جد تو چه خوانم که دیان داده است دل را چه کنم تحفه که او آن تو به است	"	وصف تو حکوم که زبان داده است جان را چه کنم نذر که جان داده است
اے مشرک میکنی تو این شرک چرا ملیک را و تو بینی چه بشکل احوال	"	یکتا است خدا و توئی رویت ترا الله بود و ترو دُیْجُبُ الوُتْرا
اندر روغت تو چه پوید باقی لولا که لما خلقت الافلاک است	"	مضمون محادث چه خوید باقی زین بیش چه یار که بگوید باقی
ظا هر شده اعجاز تو بر ارض و سما انگشت تو شق نموده مهر را به فلک	"	افغان تو کردند به بیت و بالا در دست تو گویا شده سنگ خارا
تو نور حقیقی به محباز آمده مانند نظریه چشم عالم بودی	"	باز و وی از روی دراز آمده گویم جهان ترا که باز آمده

باقی	باقی چہ کنی منقبت آل رسول زین پس چہ کنی وصف کہ کردست حق	ہستند ہمہ روح بنی جان بطول اندر حق شان آیہ تطہیر نزول
”	اے حضرت بو بکر زہے صدیقی ذات تو سر آصلوات ست و سلام	تو اکبر اصحاب بنی تحقیقی تو ثانی اثینینی و بالتصدیقی
”	اے نام تو فاروق عمر ابن الخطاب فرمود ترا مشیر خود و پیغمبر	کردی تو فزون قوت وین از اصحاب زان رائے تو شد موافق و جمعی کتاب
”	اے آنکہ بنام حضرت عثمانی بیش از ہمہ قربت و قرابت داری	و اما دینی مقرب یزدانی ذمی النورینی و ہم جامع القرانی
”	اے افسر ہاشمی علی شیر خدا در غم غدیر خود بنی گفت ترا	در شان تو شد لحمک لحمی زیبا من کنت مولاه علی مولانا
”	آن عبد القادر کرامت احوال از شان ولایتش جهان آگاہ است	پریت بر پیران جهان باجلال منطور شدش درو شد از ابدال
”	سید سلطان و خواجہ و شیخ فقیر اے مولانا جلیل محی الدینی	مخدوم دولی پادشہ و مہر ضمیر شہ عرف تو دشتگیر و ستم درگیر

یارب تا کے زخویش غافل داری برگردان از جهان دل باقی را	باقی	تا چند بسوئے خلق مائس داری تا کے دل کند بکن دل داری
ہر روز کہ دفتر عمل بکشوم گو مشرف کار ہائے شاہی بوم	"	کم کردہ ثواب معصیت افزوم اقس حساب جرم خود ننمودم
من پیرو حضرت فرید الدنم بوئے دارم ز طبلہ توحید شن	"	مرشد شدہ عطار ز فقرائیم یا بادیم شمار یا بے دیم
من ہندوم در عشق بازان متم انکار ز وحدت خدایم چون نیست	"	خال رخ عشاق ز ایمان ہتم کافر مشمر مرا خدا دان ہتم
محبوب علی شاہ کن شاہ من است یارب بکن آگاہ و لشر از عدل	"	این آصف جاہ با جاہ من است مصروف و عایش دل آگاہ من است
آسودہ دل آدم ز کوئے عطار از عشق دماغ دل معطر دارم	"	دارم نظر صدق بوئے عطار پر بہت مشام من ز بوئے عطار
من زلہ ربائے حضرت عطارم دبوئے دارم ز نافہ اسرارش	"	صد طبلہ مشک بہت اند بام منت نبووز آہوئے تا تارم

نئے بزم بود نہ من یلانی باقی خمار و خم و خمدہ بہتند خراب	باقی	نئے جام و نہ شیشہ نہ سانی باقی یک نشہ وحدت است باقی باقی
گرداب حبیب موج دوریا ہمہ دست اسرار حسن عشق گرمی پرسی	"	ساقی و شراب جام و دنیا ہمہ دست وامق غدر اوقیں لیلایا ہمہ دست
عکس خورشید بہ آب صد طرف نمود خود می فہمی کہ رفت ان عکس کجا	"	چون ظرف از ان شکست آن عکس نمود خود می دانی کہ عکس کن طرف چہ بود
آثار وجود اوست در خلق پدید من بیگویم جواب باید فہمید	"	گر بہت بگوئی بہ نظر چون نہ رسید مردم در دیدہ بہت کی و بی دیدہ
اے خوباینگ حساب ہو یا ب بگزاردوی اگر جل میدانی	"	کن خرچ ز فہم و سر و حد و ریاب جمع و باقی یکیت در گیر حساب ۱۱۳ ۱۱۳
مادام کہ نیست بدنی باقی فانیت ہمہ جہان و اسباب جہان	"	ماند نہ ہمیشہ ہیچ اشیا باقی باقی ذات حق بہت الا باقی
جمعیت ما بہر پریشانی بہت انجائے امید زیت نادانی بہت	"	آبادی ما برائے فہرانی بہت رو بہ باقی ہمہ جہان فانی بہت

نہ تاب و توان نہ زور بازو باشد باقی باقی باشد کہ با او باشد	باقی	نہ جان و نہ تن نہ رو و آبرو باشد ہست ہمہ نیت است اما باقی
نما بود ست انچہ در نظر با بود ست ہستی ہمہ غفلت تو و با بود ست	"	بود ہمہ را مدار بر نما بود ست شد بود ز نما بودی و نا بود ز بود
مہوارہ تو در نفس پرستی ہستی از روز ازل ہر انچہ ہستی ہستی	"	تا در ہوس وجود ہستی ہستی موجود شناسی و عدم در پیش است
انجام تو بود ز ابتدا ہم معلوم موجود و وجود او ست باقی معدوم	"	تا کہ بغم وجود باشی معلوم را نہ عدم دو وجود گشت مفہوم
تا چند بمانی تو سلامت باقی ہستی فانی کہ کرو نامت باقی	"	تا کہ گرد و فلک یکاست باقی ننگت باد ازین غلط فہمی ہا
کن فہم پس فنا بقا خواہد شد حاشا اورا کہ از آشنا خواہد شد	"	عالم ہمہ غرق فنا خواہد شد زین باقی و فانی ازین بود نہ بود
رخسار و جبین و خط و خال خود را زین نقش فنا شکل مال خود را	"	ز ہزار مبین عکس جمال خود را گر چشم بصیرت است باقی بنگر

در کون و مکان از این دنیا هیچ کس خود هیچ بدی و باز خواهی شد هیچ	باقی	هیچ است همه کار جهان هیچ کس اے هیچ بدان هیچ بخوان هیچ کس
احوال جهانیان بدیدیم بے اطلاق و محبت بدے باقی نیست	"	ہر کس دل خود بستہ و بفرگہ افسوس کہ نیست اندرین خانہ کسے
جز نقص بہ هیچ یابہ پیروی نیست بازار دل است یا کہ بازار جهان	"	سودا چکنم غیر زیان سود نیست از نقد مراد ہر دورا بود نیست
ایوان رفیع و قصر و گلشن چکنم رفتند و گذشتند یاران ہمہ را	"	در منزل بے ثبات مسکن چکنم آنان چہ نمودہ اند تا من چکنم
گاہے یہ جدول مدعا ہا شادوم زین ہر دو گویر نیست تا زیت مرا	"	گاہے یہ وقوع یاس و غم نا شادوم یا نا شادوم درین جہان یا نا شادوم
باقی نہ من و نہ تو بہ مانی باقی زین ہستی و نیستی تخیل دارم	"	خیزد ات خدا هیچ نہ وانی باقی باقی تا نیست عین فانی باقی
ہستی و وجود است چو نقش بر آب باقی تو سرافراختہ شکل حباب	"	مستند درین بحر حوادث گرد آب از باد و غرور با تیرت خانہ خراب

از دانه شدم ریشه و دز ریشه شجر از خای من بود تقیر باقی	باقی	دز شلخ شدم برگ گل و غنچه ثمر چون سخته شدم دانه شدم بار در
در دیر و حرم مقام نزل تا چند از خود بطلب اگر خدا را طلبی	"	فکر اسلام و کفر از دل تا چند تا چند ز راه خویش غافل تا چند
این ساعت سیمین که تو داری آیار هر لحظه ترا بے خبر آگاه کند	"	آگاه کند چونیک بینی هر بار هر ساعت عمر را غنیمت بشمار
داری بهمه وقت چو ساعت و پیش زان عمر که باقیست شود کم هر دم	"	بنگر ز مال خویش احو دور اندیش دانی تو ز غفلت که شود عمرم پیش
میداری ساعت فرنگی در بر اے باقی وقت را غنیمت بشمر	"	می بینی بیرون وقت کارش اکثر از عمر تو هر دقیقه کم شد بنگر
در عالم فانیت ترا پیش سفر نے زاد و نہ راحله نہ بار و نہ خمر	"	همراه تو آید نہ برادر نہ پسر غیر از عمل تو رہنمای نیست دیگر
جز آنه بوقت سوز و ساز می نیست همی است مرا برنج اندوه فراق	"	جز ناله مرا هیچ هم آواز نیست غیر از دل من رفیق جان باز نیست



مرتاض ریاضت نکند بے سببے اسے من طلبے بعد کہ قول عربیت	باقی	بیدار بغیر مطلبے نیست شے مارا نبود بغیر وحدت طلبے
زاد بہ نماز است برائے جنت ماراحت دل بکوی او میخواستم	"	عابد بہ نیاز و رہو اے جنت زنہار نہ باشیم گداے جنت
عمر صد سال ام شدہ جلد خراب ضائع شدہ سی سال بطفلی و شباب	"	پنجاہ ازان گزشتہ شرب خواب در پیری بست رفت باقی چہ حساب
حیوانت بفیض خویش بہتر از من حسبم تو بخورد و نوش غافل بہ عمر	"	گاؤ بزومیش دادہ شیر و روغن بعدیرون غذا می ذراغ است و زغن
اے بیچ چہ کردہ تو گواسانی صادر نقد از تو کار خیرے باقی	"	ور فعل نکو سپیدہ بدتر از حیوانی دائم بہ تن آسانی خود می مانی
ہر چند نگاہ جستجو ہر سو دید آن کس کہ کشاد چشم باطن باقی	"	از دیدہ ظاہری کجا آن رو دید اورا با خویش و خویش را با او دید
یار بچہ بگویم کہ کرم کن بر من من از تو طلب نمی کنم دیگر چیز	"	بخود می بخششی گناہ گارم گر من لطیف فرما کہ من نہ مانم در من

بهر قطره شود منبع آب حیوان بهر فضل تو گر باید در جوشش	باقی	هر ذره شود مشرق نور ایمان هر مهر تو گر به گرد درخشان
کام دل ناکام تو میدانی تو آن جوهر جان چیست نمی دانم هیچ	"	آغاز هر انجام تو میدانی تو این معنی ایهام تو میدانی تو
جان از تو دلم از تو بدن هم از تو هستی مانند بوی باغ هستی	"	شاخ و گل و غنچه و چین هم از تو آب و رنگ رخ زمین هم از تو
دنیا را عافیت مبارک باشد جز عرفان نیست عارفان را هو	"	زاهد را عاقبت مبارک باشد مارا این معرفت مبارک باشد
منوم مشوا اگر وفات باشد چون باعث وصل حق حیات باشد	"	از رحمت او به بدن نجات باشد این مردن مایه از حیات باشد
وان جله عیش باشم و گراست این مسکن بانیست که تو می بینی	"	کیفیت بزم ما ز جام و گراست آنجا ز برای مقام و گراست
هر چند صبا به شوقی بود تو رود بے راه روی بود چنین راه روی	"	گو چرخ ز سرب آرزوی تو رود نمواند کس براه کوی تو رود

بے بندہ اینم و نہ آغم باقی در شیوہ طاعتم نہ یابی فرقی	باقی	بے شبه غلام او بجا نم باقی ز انسان کہ بدم بنده همانم باقی
خود را گم کرده ام خدا یافته ام شیخ در اہب نیافتندش تباش	"	از خویش خدا را بنجد یافته ام از کعبہ و دیر ما سوا یافته ام
ہے ہے چکنم فکر سبکساری خویش بار و دوشتم سرم شد است آیاران	"	جز او نبود امید یاری خویش از پافتادم زگران باری خویش
از کن کن کون مکان کارم نیست آنی تو کہ از آن تو این دانند	"	وز سوسہ ہر دو جہان کارم نیست من آن تو ام بہ این فن کارم نیست
واللہ با طلاق خداست نیست آگاہ کسی نگشت از ہستی او	"	چون عکس آئینہ خداست نیست چون بوبہ کل و غنچہ باہست نیست
اے دل چہ دلاوری تو اللہ اللہ انسان را میدہی تو قرب رحمان	"	در جسم چہ داوری تو اللہ اللہ خوش ہادی و بہر می تو اللہ اللہ
چون آہ غبت اثر نکردی رفتی مثل برق آمدی و رفتی افوس	"	چون نالہ بجان خبر نہ کردی رفتی در قصہ بدلم گز نکردی رفتی

در ملت ما کافر و دیندار یکست گر چشم بطون است برین و خدا را	باقی	سر رشته سجد تار ز نار یکست گو دیده دو هست یک دینار یکست
جان را محبوس تن نکردی چه شدی امکان و وجوب را بدینسان بایم	"	زین گونه ستم بمن نکردی چه شدی آن خالق ذو المنن نکردی چه شدی
اے راه روان مرا سفر در وطن است این رمز ندانی تو که جاہل هستی	"	ہم خلوت من بدام در انجمن است کیفیت این ہر دو چه بگو چمن است
دردش ز برائے دل دوا بود و دوا وقتیکہ طبیب من خدا بود خدا	"	بیماری عشق ہم شفا بود و شفا عیسی و میحیش کجا بود کجا
یا ہو یا ہو بخوان یہ ذکر یا ہو در قرآن است کل شے ہالک	"	پندار تو جملہ ما سوارا ما ہو این کون و مکان فنا شود الا ہو
چون ہر اگر جلوہ نمائی چه عجب کس ناوردت بخلق عالم بہ ظہور	"	روشن کنی ہمہ خدائی چه عجب نام تو خداست گر خود آئی چه عجب
دل رفت و خبر داد و لدار کجاست اندر رہ دیو کہ ہستم بخمار	"	مقصود و مراد جان این زار کجاست اے یار رہ خانہ خمار کجاست

ثابت نشد اینکہ قصد سیار کجاست این جملہ عبث و وادوی میسازند	باقی	منزل کہ آسمان دوار کجاست کس را خبر نیست کہ آن یار کجاست
ز آغوش من زار چو جانان برخاست وز دیده زار جوش عمان برخاست	"	صد ناله حشر از دل ہم ہم جان برخاست برخاست ز او ہزار طوفان برخاست
بیرون زمکانت مکان ہن و تو جز کا لبد خاک کہ خاکش بر سر	"	بے نام و نشانست نشان من و تو دیگر چہ حجابست میان من و تو
فرمود تو بخود ہی شربت چہ دہم کردم چو سوال وصل با آن عیار	"	واری دل یوسوز کجاست چہ دہم گفتا کہ تو من شدی جویت چہ دہم
باقی دل گم کردہ خود باز نیافت ہر چند تلاش کرد در عرصہ دہر	"	مثلش یک شنائے جان باز نیافت ہمراہ چنین شریک انباز نیافت
بشنو تو ز گوش ہوش میدارم یاو از دست جھائے چرخ نیلی انوس	"	آن تخت سلیمان کہ بر فتنی برباد ز و نام و نشان نیست چنان شد برباد
تا کہ مانم ز خویش بیرون فریاد یار غیر از تو نیست فریاد رسی	"	تا چند ز غم دلم شود خون فریاد فریاد ز دست جور گردون فریاد

اے یار تصور تو چو فی حکم	باقی	حیرانم وصف بے چگونہ چکنم گویند عیانی و نہانی لیکن نے بیرونی نہ اندرونی چکنم
اول آن شوخ در بود از من دل کار دل بود صبر کردن باقی	"	پس گفت بہ ہجر صبر را کن حاصل بیدل چکنم صبر بہین شد مشکل
طنبور و چنانہ و رباب چنگ است از پردہ ساز گو برون می آید	"	بنگر کہ سازنگ درین نیزنگ است ہر نغمہ جدا مگر ز یک آہنگ است
گر دید چنان وحدت و کثرت ہمہ او کو نام موضع و حیثیت ہست جدا	"	من میگویی مثال آن زمزمہ تو در اصل نہ گل کوزہ و جامت و سبو
خود لبر و خود دل است اللہ اللہ باکس نہ توافقی است اورانہ تضاد	"	خود کوزہ و خود گال است اللہ اللہ خود ہنر خود منزل است اللہ اللہ
جانم ز دل و ویدہ و آفت اُفتاد از چشم نظارہ باز خود می گریم	"	آن انچہ کہ دید این بجایش نہاد ہم از دل والہ خودم در فریاد
از گرمی عشق چند سازی تو فرار استقلال تو کیمیای کرد	"	بیہودہ بہ باد خود را ز نہار سیاب صفت و مے بشوقائم ناز

چون نیت بدل جب خدا یزاید مگر از ہمہ مکہ و ریہ اسے زاید	باقی	این صوم و صلوات اگر اسے زاید واللہ باللہ تا کجا اسے زاید
اے ملا کر تراست علم منقول گر معرفت خدا نذر می واللہ	"	اوقات مکن صرف بہ بحث معقول این علم و فضیلت تو بود و فضول
شد خلق جہان تمام ماشاء اللہ نقد میر شیش چنان کامل بود	"	ہم پیدا صبح و شام ماشاء اللہ گر ویدہ ظہور عام ماشاء اللہ
اے غافل و بے خبر زیاد خدا امروز چہ تحصیل نمودی اینجا	"	ہیچ است ہمہ جہان و ہمہ بافیہا واری بدل امید مراد خروا
جان رفتہ و خاک خستہ این تن گر وید خبر حسن عمل ز رفتہ ہمراہ کے	"	یانی خرابیم دل من گر وید بیگانہ یگانہ دوست دشمن گر وید
این خلعت اکرم نقد کر منا از خلعت خانہ خدا گشتہ عطا	"	وین زیوریش قیمت علمنا حیف است نگویم اگر سلمنا
بر شخص از ان سوریہ است اینجا شد حسن عمل کشاد باب جنت	"	احمال بد و نیک گزیدہ است اینجا فضل است آنجا مگر قلیدہ است اینجا

تا چند غرق جہل مانیم افسوس	باقی	افتادہ بہ ورطہ گمانیم افسوس
صرف و نحو و بیان و مقول ہمہ		و اینم مگر هیچ ندانیم افسوس
چون طائر آشیان فرشتہ جہاز	"	جایافتہ ام نموده ام کہ پرواز
ہر سو کہ کنم نگاہ بحرست محیط		نادوم بہ همان مقام میگروم باز
اے بار خدا تو امن و لجاے	"	دورم مفلک ز خود بہ بے پرواے
ہر سو شدہ بحر اسوائے تو محیط		چون مرغ جہازم کہ نیا بمچاے
گر می پرسی کہ چون زمرودی بچمن	"	من چون میرم کہ بہت مشکل ہر دن
جانم پنهان شدست زیر قدمست		موت آمد و برگشت کہ خالی آبدن
ہند و اند کہ باز آیم بہ جہان	"	مسلم گوید و گرنیاد انسان
ہر کس کہ شد از جہان نیاید خبرش		اینست یقین دان ہاناست گمان
زین وار بہ برونہ مبارک باشد	"	این مژدہ سیمنت مبارک باشد
جانان را یافتم ز فیضت کمرگ		این جان بخشی منت مبارک باشد
اوست وجود ہستی ما باللہ	"	خبر درگاہ کجا بود جابا للہ
در خلق منقوتست اینجائہ قیام		لا حول ولا قوت الا باللہ



دروہرا میر محتشم گو باشم یا مسلم پاک یا کہ ہندو باشم	باقی	یا آنکہ چودرویش و جاگو باشم لعنت بر من اگر بغیر او باشم
ما سونیش می دویم انشاء اللہ ما صورت موجب ز دریا بکنار	"	ذرا ہش می رویم انشاء اللہ واصل ہم می خویم انشاء اللہ
از جلے کہ آدم اینجا اے یار زین راز خود آگہی چه پرسی از ما	"	لا بد کہ ہاں جابرویم آخر کار تحصیل حاصل است این استفسار
غفار بخشش ترا میدانم پشت چه کرام کا تین بر خوانند	"	بے باک ز روز حشر زان می مانم یکسر سیہ بہت نامہ عصیانم
ہر چند بے گناہ گارم یارب تو رحم رحیمین عالم هستی	"	از کردہ خویش شرمسارم یارب از رحمت تو امیدوارم یارب
کارم نبود چون و چرا یا اللہ مشغول بہ ذکر و زول میگویم	"	در یاد تو ام صبح و مسایا اللہ اللہ اللہ بار یا یا اللہ
اے فیض تو کردہ نام ہارا نامی باقی را کن عطا جلال و اکرام	"	زیباست بتولیت فیض عامی حقا کہ تو ذوالجلال والا کرامی

اسم باقی بیاب در هر اشیا برده و نه ضرب قسمت ساز به ثبت	باقی	شش چند عددی کن و افزا یک را باقی بر یاد و نه زن و سه بفر
باقی اسمیت چون ز اسمای خدا ز آب کوثر بشوزان را تو تخت	"	اے مدعی از حفظ کنی هست روا آنگاه بگیر نام این باقی را
باقی که نیاز شیوه عجز آیین است از چشم کش مبین خلاف آیین	"	در خلق خدا عاجز و بس مسکین است بنگر به حساب جا باقی پائین است
جانان که ز دل گزشت و در دل باقی است رویش همه جا اورفت و بوصل رفتگان شد مسرور تا صبح نشور	"	در سینه دلم بشکل سبل باقی است سر گرم فنا آن کس باد نکشته و صل باقی است صد و ادیلا
این یکصد و سیزده رباعی بنگر کام تو همه بر آید اندر عالم	"	از باقی هم عدد بدان و بشمر اے باقی فانی تو کنی و رواگر

مَمَّتْ بِالْخَيْرِ



# فہرست کتب

## مُصنّف و مؤلفہ راجہ گردہاری پرشاد محبوب زونٹ ہائی

ردیف	نام کتاب	ردیف	نام کتاب	ردیف
۱۴	مشقعی شمع منور	۱۴	تصانیف فارسی نظم	۱
۱۵	تصانیف فارسی نثر	۱۵	پیرایہ عروض	۲
۱۶	نشات باقی	۱۶	یادگار باقی	۳
۱۷	انتشار اسمہ چنلال	۱۷	تصانیف باقی	۴
۱۸	کنوز التواریخ	۱۸	بہار عام	۵
۱۹	کلام متفرقات	۱۹	پریش نامہ	۶
۲۰	افضل التصحیح	۲۰	مشقعی صنائع بدائع	۷
۲۱	اسرار	۲۱	تہنات باقی	۸
۲۲	دیوان اردو بقاؤ باقی	۲۲	بہار گوت شریف	۹
۲۳	بھاگوت سار	۲۳	رامائن سیما	۱۰
۲۴	سیاق باقی	۲۴	رباعیات بابرکات عرف	۱۱
۲۵	یتی چتر ترسوا نخمیری سری	۲۵	نود و نہ نام	۱۲
۲۶	بہا سکر اندہ سرسوتی	۲۶	رباعیات مناجات	۱۳
۲۷	ہندی	۲۷	باقی نامہ	۱۴
۲۸	شبنو پران	۲۸	بلغ رزاق	۱۵
۲۹	کیشو پران	۲۹		

جن کتب قیمت برج کردہ ہست کتب نہ راجہ زنگہ راج بہا علی حسینی علم حیدر آباد کتب ملکشی ہند

# رسالہ اصلاح

مح

ایضاح شرح اصلاح و ازاحتہ الاعلاط  
مؤلفہ محقق کامل الفن جناب مولانا ابوالخیر محمد ظہیر الرحمن صاحب شہرت نبوی عظیم آبادی

خطوط الفاظ کی تحقیق کے علاوہ  
نسخ و آتش کے زمانے سے لیکر آج تک، بعض الفاظ فصاحتی ترک کیے ہیں  
اور عوام ادب سے واقف نہیں اور سب کا بیان ہے اس کے علاوہ عمدہ عمدہ خاکہ  
لکھے گئے ہیں جیسے تعقید شتر گربہ دم کا پھل و آفتابیت و دیگر جو مقدرات  
و غیر ہا

سید فضل الحسن حسرت مولانا بی اے ایڈیٹر رسالہ اردو و معلی علی گڑھ  
نے اپنے

اردو پریس علی گڑھ میں چھاپا  
بنت فیصلہ / اور شائع کیا  
سجھو دھوک



# اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
حامداً و مصلیاً

اما بعد ارباب فن کا خادم شوق نیوی عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا  
اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم و فنون کی تحصیل میں صرف کیا۔ طبیعت میں کچھ ایسی آزادی آگئی ہے  
کہ کئی سال سے اس دلکش شہر لکھنؤ میں رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اگر غور کیا جائے تو شاعری ہم  
لوگوں کے لیے باعث فخر نہ ٹھہرے گی مگر ارمان بھرے دل اور غلطی ذوق سے مجبور ہو کر اس فن  
کی تحصیل میں مجھے اپنا ایک عزیز وقت ضائع کرنا پڑا۔ برسوں یہی رہا کہ کبھی کچھ سنسکرت میں دل کا غبار نکال  
کیا اور کبھی نامی شعرا کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فن کے نکتے حاصل کرتا رہا۔ کئی مہینے ہوئے غلط الفاظ  
کے بیان میں ایک طرف سے رسالہ الاطلا نام چھپوا کر شائع کیا جسکو اہل انصاف نے دیکھ کر دل  
جاس سے پسند کیا خصوصاً جو ہر شناس بہت اہل قدر و ان ارباب کمال عاییناب محلی القاب نے اب  
کلب علیخان ہمدانی والی رامپور دام اقبالہ نے ملاحظہ فرما کے نہایت غرت سے مجھ اپنے دربار میں  
طلب فرما کر خلعت قدردانی سے سرفراز کیا اور تیرے حوصلہ سے زیادہ اسکے صلے میں انعام عطا کیا جس سے  
دامن آرزو کو ہر خصوص سے مالا مال ہو گیا۔ پھر بھی مجھے نہ اپنی تحقیقات پُر ناز و زور نہ شاعری کا دعویٰ ہے

## ایضاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد وصلی علیہ وسلم اما بعد خادم ارباب سخن ابو الخیر محمد ظہیر حسن شوق نیوی عرض کرتا ہے  
کہ کئی سال ہو گیا کہ مفید سالہ جگنام اصلاح ہے تالیف کر کے میں نے ہدیہ ناظرین باتھیں کیا۔ لیکن نہایت قدردانی  
کی۔ انصار و ہوش بہت کچھ تعریف لکھی حضرات دہلی و لکھنؤ نے بھی نہایت پسند کیا جناب خوشید لکھنؤ نے اپنے رسالہ افادات  
میں بہت کچھ خوب تحریروں پر ملاحظہ فرمایا۔ اسکا حال بھی دیا جو اسطرح اور لوگوں نے بھی اسکے بارے میں کچھ مختصر  
میں ملاحظہ نے بہت کچھ حسن قبول پیدا کیا اور بائیں بات میں ملاحظہ کیا کہ کیا جناب مشاعرہ شہر بیام یار نے دوبارہ چھپا  
کیا۔ محمد بلدیہت اجازت طلب کی تو ہم دونوں حضرات سے لکھنؤ کی کیا بھیجی جو داستانہ اتفاق ہوا۔ گھٹالی ٹہرا لکھی تو بت آئی کہ  
نہایت فخر و تکرار سے لکھنؤ کے ہر دوست ہو گیا تو اور یہ تحریروں کا حنیف کیا اور ایضاً ہم کچھ کہہ کر وہ اعلیٰ و العلیٰ علیہ السلام

استادی حضرت تسلیم ایسے کہ مثل کا قول ہے ابھی سے کیا کریں دعویٰ شاعری تسلیم یا یہ کام وہ ہے کہ جو ہم بھ نہیں آتا مگر چونکہ اکثر نوآموزوں کو اردو شاعری کے بق ووق وادی میں سرگرداں پایا اور جا بجا ٹھوکریں کھاتے دیکھا ہے اس لئے ساتھ کو، رفیق شفیق ہے کہ اس ہرزہ خیالی سے بلکہ راجی اور نہ کوئی خضر ہنما ہے کہ سب ہی راہ تلبے جھڑپ جی میں یا چل نکلیے اور جہم طبعیت چاہی قدم بڑھا دے۔  
نہ بندی۔ کہ چڑھاؤ کا لحاظ ہے اور نہ پستی کے آثار کا خیال زمانے نے کتنے پلے کھائی مگر اوئی پرانی چال بدلی اسکا کچھ خیال ہی نہیں کہ عالم میں کبھی کیا ہوا تھا اور اب کیا ہوتا ہے میرے جوش ہمت و غایت ہمدردی سے اس مرکب قبول نہ کیا اور مجھے ایک چوٹے سے مفید رسائے کی تالیف پر آمادہ کیا۔ اب میں اپنے مختلف معلومات کو ظلم بند کر کے اصلاح نام رکھتا ہوں اور نہایت خوشی سے شائقین کی مدد میں پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ انصاف پسند حضرات جب اسکو ملاحظہ فرمائیں گے مولف کو کلمہ خیر سے یاد فرمائیں گے و ما توفیقی الا باللہ۔

### تعقید لفظی

اگر لفظ اپنی اصلی جگہ پر نہ ہو اسکو تعقید لفظی کہتے ہیں اردو میں فاعل کو فعل و مفعول سے پہلے اور فعل کو سب سے آخر لانا چاہیے جیسے تم نظر آؤ تھا۔ اگر اسکو یوں کہیں کہ تم آؤ تھا و نظر آیا آؤ تھا و نظر تم تو تعقید ہو جائیگی۔ اور نون تالیف فعل سے پہلے ہونا چاہیے جیسے تم بناؤ۔ اگر یوں کہیں کہ تم جانتے تعقید ہو جائیگی۔ اور مضاف الیہ کو مضاف مقدم ہونا چاہیے جیسے میر کا دیوان۔ اگر یوں کہیں دیوان میر کا تعقید ہو جائیگی۔ البتہ بعض مضاف ایسے ہوتے ہیں کہ ہمیشہ تقدیم ہی چاہتے ہیں جیسے بے تہائے اور جب موصوف یا صفت ہندی لفظ ہو تو صفت مقدم لانا چاہیے جیسے اچھے علم خوشنوا حسین۔ لیکن نظم میں اگر کوئی بے پورے طور پر اسکا برتاؤ کیا جاتا تو شعر گنہا و شوار ہو جاتا اس سبب اکثر کلمہ لفظی تعقید مروج نہیں تھا انسانی التبتہ کہ لفظ کی اولت پھر سے ترکیب درست ہو جاوے اور نظم میں جو خلل نہ تو سبب

۱۔ تعقید میں دوسری موزونیت نہیں ایک تعقید معنوی جو المعنی فی لفظن الشاعرا کا مصداق ہو اگر موزونیت دوسری تعقید لفظی جسکی تعریف متن میں مذکور ہے اور ایضاً ۲۔ تم فاعل اور مفعول اور آؤ تھا و فعلی ۳۔ ایضاً ۴۔ ناخروجی نے ایک لکھی جسکی مطلع یہ ہے ۵۔ راہ میں کیا ہی ترے ابر و خمد رسیا ہ کیا سی برگزینہ ولایت کی ہو تلوار سیاہ کا ظاہر ہے کہ موزونیت تالیف کا آخر حرف موزون ہونے سے مطلع یہ ہے ۶۔ زلف جانان کے برابر میں ہمارا سیاہ ۷۔ کہہ راشتہ نظر ہوا تار سیاہ ۸۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس میں عیب غلو ہے اس شعر کے تالیف کسرا آآخر میں سحر حقیقت میں ادھار کیا علیا میں ترکیب موزون نہیں بلکہ بندی ترکیب سیاہ ۹۔ اور سیاہ ۱۰۔ کے عوض ماریا ہ اور تار سیاہ ۱۱۔ وقف کو ساتھ استعمال کیا ۱۲۔ غرض اس غزل میں عیب غلو نہیں ہاں تعقید لفظی ہے کثرت کو موزون کر دیا ہے ۱۳۔ ایضاً



میعوب ہے جسے جب نکلے ہر سنیو سے ٹالسے جو انی کسی کی تو نہیں کیسکل عہدار اولیٰ ہر وقت  
محبت میں حینوں کی عہدے اپنے اپنے اب اس شوخ پر مرنے لگے۔ ان سب مصرعوں کو  
اسطیٰ نظم کرنا چاہیے عہدے سے جسے نکلے ہیں عہدے کسی کی جو انی کسی کا تو کہیں عہدہ ہمارا  
ول ہر وارفتہ حینوں کی محبت میں عہدے اپنے اپنے بندے اب اس شوخ پر مرنے لگے۔ ہاں اگر  
انقلاب سے کوئی دوسری خرابی پیدا ہو جیسے عہدوں کا گھبراہٹ سرگلشن کو۔ اگر یوں کہیں عہدہ  
سرگلشن کو کوئی آتا ہے تو کو کوئی کے اجتماع سے مصرع میں نقل آجائیکا۔ یا جیسے دامن کسی  
مہفن کسی کا میں عہدہ جو انی کسی کی تو کہیں کسی کا۔ ایسے صورتوں میں یہ حقیقت میعوب نہ ٹھہرے  
گی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جب فعل یا مفعول کی تخصیص وغیرہ مراد ہوتی ہو تو اس وقت  
ان کو اصل پر مقدم کر لیتے ہیں جیسے یہ کہتا ہے کون کہ تم نے خطا کی۔ اس طرح جب مضاف الیہ کی  
تخصیص وغیرہ کیجا بی ہو تو اس وقت مضاف الیہ مضاف میں اتصال باقی نہیں رہتا۔ جیسے  
بہار کا دیوان ہے آتش کی بھی غزل ہے اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ فعل کے علاوہ جو استمرار  
وغیرہ پر دلالت کرتے ہیں اگر اپنے محل پر ہوں تو بہت بڑی تھقید۔ جیسے سنا تھا کہ جگہ تھاتا  
چلے گئے تھے کی جگہ گئے تھے چلے۔

### حشو

حشو اس زاید لفظ کو کہتے ہیں جس کے حذف کرنے سے کلام میں حسن پیدا ہو جائے۔ حتی الامکان  
حشو سے احتیاج چاہیے مگر بعض جگہ شاعر اسے اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جیسے شمشیر  
بکھ دیکھ کے حیدر کے پس کو بوجہ ریل لوندے تھے سینے ہوئے پر کو دوسرے مصرع میں کو حشو ہے  
مگر ردیف ہونے سے شاعر مجبور ہو گیا۔ مختصر جہاں ادنیٰ تغیر و تبدل سے اس کا کانٹا مکن ہو وہاں  
اس قسم کے الفاظ میعوب سمجھے جاتے ہیں جیسے عہدہ شب وصل میں وہ خفا ہو گیا عہدہ کہیں اپنے  
دل کو لگائے ہوئے ہیں عہدہ عرش پر سے اتر آئے کیونکہ مکرر محفل دلدار میں بس شمع کی جگہ  
نہیں دیکھ کر کوئی عہدہاں کو ترے اسے جانناں جو پہلا حشو کو چاہے وہ مسلمان نہیں۔

عہدہ اگر چاند ہوئے مقابل کیسکل عہدہ کھڑے دکھائیں داغ جگہ۔ یہ سب مصرعے یوں کہنے چاہئیں عہدہ  
شب وصل وہ بہت خفا ہو گیا عہدہ مقرر کہیں دل لگائے ہوئے ہیں عہدہ عرش سے تم اتر آئے  
کیونکہ مکرر محفل دلدار میں کچھ شمع کی حاجت نہیں سہ دیکھ کر عارض پر روز تیرا ای جانناں نہ جگہ  
کرے جو کی خواہش وہ مسلمان نہیں عہدہ جو ہواہ تابان مقابل کسی کا عہدہ کس طرح مہر ناخ

شیر

[illegible]

ہو رہا ہے گا۔ وزیر سے آئیہودامن اور تھلے مدقن عاشق پر۔ ہاتھ بچائے نہ کوئی تیرے  
 داموں کی طرف۔ مومن سے یہ تفسیر نئی طرح نکالی: معشوقی ہو آپ کی نرالی۔ نسیم دہلوی سے  
 یہ خوشیاں بٹھاری لکھی ہوئی ہیں دل پر ہوا آخر کبھی تو میرے قابو میں آئے گا دلہ ذات شریف ہو  
 تم میں خوب جانتا ہوں لطوفان اور کوئی ٹھہرا دھابے گا۔ وزیر سے تیار کرتے ہیں آدھو جان  
 تھلے کے پاس ہنگامے کو آپ کے خیر پر سر کو ٹھوکر پر۔ گویا سے محض سے صفت پوچھو خدا کی۔ خدا سے  
 پوچھتے شان محمد قلع سے کچھ علاج ایسا بتاؤ کہ یہ درد دل بھی آپ کی طرح میسجائے جہاں دودھ  
 بحر سے شرارت آپ کی ہر حال میں ہے کوئی کیا جانے دم سختی جو پتھر تو تو وقت نری آہک تو  
 ایتھر سے میخانے میں پایا ہے اسیر آپ نے مسکن سے عشرت سے گز جائے گی برسات بٹھاری نسیم  
 سے یہ غلط ہے کہ یاد کرتے تھے مجھے تم مجرمیں بغیر کی الفت نہ تھا جو آپ کے میں دل میں تھا میر  
 سے خدا کی شان کہ ہم یحییٰ آگاہ نہیں: نگاہ تک نہ کر دم اور ہر دیکھو دلہ نور حسن محکوم کمال  
 عشق جگہ ہے کہ کوئی میر سے دل کی پائیں کہدوں آپ کے دل کی۔ اب یہ بھی مچھ لینا چاہیے کہ  
 کہ شتر گربہ کی اشق سے بھی احتیاط ادا ہے اپنا جہان ادا سے عوض ضمیر کلم استعمال کر سکتے  
 ہوں دلوں اور سکون تیرا دعا کلم کے ساتھ لانا شتر گربہ ہے جیسے دل مرا جان مری داغ سوہا اپنا  
 یہاں میرا اور اپنا میں شتر گربہ ہے اپنا کی جگہ میرا کہنا چاہیے۔ اور ایسی صورت میں کہ اپنے دل  
 میں آپ نالان ہوں شتر گربہ نہیں کیونکہ اپنے کی جگہ میرے نہیں کہہ سکتے۔

### پہلو سے دم

دم کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ کلام کے الفاظ کچھ ایسے طور پر واقع ہوئے ہیں کہ دو  
 معنوں کا احتمال پیدا کریں اور انہیں سے ایک معنی قبیح ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ کور سے  
 الفاظ کے ملانے سے تو کلام ذو المعنیدین نہ رہے لیکن اگر اوستا کوئی ٹکڑا علیحدہ کر لیں تو قبیح معنی  
 پیدا ہو جاوےں جیسے سے ہوا کا گدہ بھی دلوں تک نہیں ہے: ہوا اسطرح بند روزن کسید کا  
 تم نہ ملو اور غیر سے مہدی: خون روئیں گے در نہ ہم غم میں سے پکڑ لینے ہم ڈر ڈر اوستا دامن

سے خصوصاً تو اور تم کے اجتماع سے کیونکہ کلام اساتذہ میں بہت کم استعمال ہوا ہے: ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱

ہیں محشر میں ہم اور قاتل ہمارا یہ آئینے عبت دیوار میں لگوائے ہو اسے جان نہ ہمارا دل  
 ہے آئینہ اسے پیش نظر رکھو چہ دلو چاہو گل قبر پر آؤ ہنسو بولو نہ تمہارے منہ سے پھول آئے  
 غیرت گلزار چڑھتے ہیں۔ اچھے اچھے کمنہ شق بھی تم بھی معافی و مہمانین کی تلاش میں خیال  
 نہیں رکھتے اور اس قسم کے مذموم شعر کہہ جاتے ہیں۔ معشوق کو جو رشک خور لکھا کرتے ہیں  
 خدا لفظ ہونے کے علاوہ اعمیٰ میں دم کا بھی پہلو ہے کیونکہ خور لفظ خابے رشک خور ہو جائیگا۔ ایام  
 بھی تبیین کثرت سے مستعمل ہے بعض جگہ پہلوے دم پیدا کر دیتا ہے جیسے عیا دوائے  
 ہیں اپنے ایام صحبت۔ یہ لفظ بھی بعض جگہ پہلوے دم پیدا کر دیتا ہے جیسے عیا بھڑکتے ہیں  
 اکثر آپ کیوں اتنا بے صحبت میں اب اسے میں الف تانی اکثر لفظ سے کر کے آئے ہو  
 ہو جاتا ہے جیسے عیا میتاب ہوں فرقت میں اب اسے عبرت لیلیٰ اس بات کا مصحح لکھتے ہیں  
 کے دن ایک نامی شاعر کے شعر پر ہو چکا ہے آدمی کو اس کا بہت بگاڑ لکھا ہے کہ مہمانہ جائے

### بجذل مضامین

بعض حضرات اجدات کا شوق رہتا ہے کبھی کبھی ایسے شعر کہتے ہیں کہ صحیح مذاق والوں کو  
 ذائقہ زبان پر روکے پھیکے کر دے کیسے معلوم ہوتے ہیں جیسے چہر چلا فک کہ بت  
 خانہ جنگ کا چھوٹا ہے نیل کا وہ پتہ کتا فک کا کہ کشتہ چشم کی تربت کا چہرے کے گسٹرو  
 پیٹ سے بکری کے بچے آہو پیدا مغل گازر کے عشق میں آخر جان سے اپنے ہاتھ ہو بیٹھے  
 اڈ لے پھرتی ہے با د مخالف جلو گر دوں پر یہ نہیں معلوم چھٹی ہوں کہ چھٹی کا کچھلا  
 ہوں اس قدر لائے ہوئے ہیں ہم خیال زلف میں اب سواری کو ہماری ایک جون

دیکھو حضرت جلال لکھنوی کے تہیہ دیوان کا شعر ہے اب کچھ نہیں کب پھر کے آتی ہیں نظریں کب نہیں  
 دیکھ یا یادوں کی یاد کا حضرت خورشید کنہوی نے رسالہ افادات میں لکھا ہے کہ مولیٰ نے فیض میں شاعر سے کہا خدا  
 کی واسطے جلدی سے آئے اب اگر وہ نہ کوئی مولیٰ کی اس بگڑا ہوا بعض لوگوں نے ہندی و خونی سے قطعاً صریح تائی کا  
 اعادہ کر کے جو تعریف کی تودہ بجا راہیہ حقیقت ہوگا اور سدنی تمام رنگ نظر سے کلاہ کی ملاقات کی اور ایضاً تہ یعنی بات لکھنوی  
 کا کمال اساتذہ جلدیوں کے یہ شعر ہے اے بونہر جان آئی آں کلاہ کیا بھیو مشاوارہ کوں غل جابا۔ اور اساتذہ کا بھی اساتذہ کی کچھ دھیر  
 سے رشک ہو کر شاعر کو رشید شاعر اور علامہ حیدر علی صاحب شاعر ہیں رشک کا دل بستی تو اور جنوی بستی افلاک تو کئی ہیں اور اس سالہ  
 لیل کراہ نہیں کہتے کہات ہیں ہاں کمال بعض افات ایسے مبتدل شعر کہہ جاتے کہ لوگوں کو کھلے کا ترغیب لہجہ آتا کہ دیوان میں ایک غزل کی  
 جسکی ہر شعر میں سے جلال الماس کے شست بخت جو ذوق ہاں ہاں نہیں دیکھتا کیوں لکھتا ہے اب باور دی کہان پاؤ نہیں داس  
 شکر کہ وہ تین قصہ ہو ہی ہیں حضرت قبلہ جی کوں انکا نام پہلے بھی مشہور کہہ چکا ہے وہ شعر بھی وہاں نہیں نہ رشک ہو گیا ہے من ملامت نہیں  
 لکھو کہ وہاں نہیں نہ رشک ہو گیا ہے من ملامت نہیں لکھو کہ وہاں نہیں نہ رشک ہو گیا ہے من ملامت نہیں لکھو کہ وہاں نہیں نہ رشک ہو گیا ہے من ملامت نہیں

دور کا ہے۔ اور جب یہ حضرات بدرجاء ہونا چاہتے ہیں تو اس قسم کے شعر کہنے لگتے ہیں۔  
 پیدہ سن منہ کے گانا دوس بُت بے پر کا، دائرہ بچنے کے حرف خطا تقدیر کا۔ مانا کہ خ  
 ہر کھلے رنگ دلوئے دیگر ست، اور بطن پروازی و جدت ایک عمدہ چیز ہے مگر مے کے  
 ساتھ ہو غل میں عشقیہ مضامین درو آمیز معانی پاکیزہ خیالات سمجھی ہوئی ترکیبیں آنکھ کی  
 ہوئی بند نہیں دلکش الفاظ چلبیلے جلم مر لود مصرعے پھڑکنے ہوئے شعر ہونا چاہیے۔  
 سابق زمانے سے اکثر دلی والوں نے بیشتر ان امور کا خیال رکھا ہے اسوجہ سے اسکو  
 دلی کا رنگ کہتے ہیں میر و درو کا کلیات نسیم دہلوی کا دیوان و داغ کا کلام و یوگ  
 کہ قدر مقناطیسی اثر رکھتا ہو لکھنؤ کے اگلے شعرا میں سے صبا کی شیریں زبانی اور سحر کی سحر بیبا  
 دلی والوں کی جلتی جلتی ہوئی ہوا اور اتنا اکثر لکھنؤ والوں نے اپنی طرز چوڑ کر وہی رنگ اختیار کیا  
 ہے فی زمانہ ایسے دو چار نامی شاعر موجود ہیں جن سے لکھنؤ کو فخر ہے۔ خداوند کو سلامت  
 رہے اب میں اپنی انجمن غزل لکھتا ہوں ناظرین اون سے اس رنگ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

### غزل

<p>نا لے بھاب میں سینے سے نکلنے کیلئے          چشم عاش کے ہوں آنسو کہ کسی کا جو بن          خانہ دلیر رہو تم جو یہاں جی بگڑا ہے          شوخیاں لو کی سیر نرم جیاسے بویں          دردِ تعظیم کو پہلو سے نہ کیونکر اڑھئے          کبھی میرا کبھی اونکا جو ہے شکوہ دلو          اے سیر جذبہ دل وقت بدواں ہو چکا          اونکی تصویر چوٹی تو وہ جل کر رہے          لاکہ رسوا ہو کر چاہ بڑی ہوئی ہر          محفل غیر میں کیوں شمع جلائی تھے          ناما سبک یہاں غیر کا رہا شبِ وصل          مر گئے ہم تو لعل دیکھ کے بولا وہ شوخ          حسرتیں بھر گئیں رشتہ شوق یا تاک کر</p>	<p>اوس سنگم سے کوئی اکبر سبیلنے کیلئے          بڑھ چلے لاکہ نامہ دونوں میں ڈھلنے کیلئے          چلے آنا میری آنکھ میں بٹھلنے کیلئے          تجا کو محفل سے ہوا حکم نکلنے کیلئے          دل میں آتا ہے کلیجا کوئی ملنے کیلئے          دہونڈ ہٹا کر کوئی پہلو پہ چلنے کیلئے          لہر سے وہ آج نکلے نہیں بٹھلنے کیلئے          اب یہ شوق کمالا ہے پہلنے کیلئے          دل کو پھر ضدی اوس کو جس جلتی کیلئے          کیا دہاں کوئی نہ تھار شائستہ چلنے کیلئے          تم اشتدہ کر داب شرم کو مٹنے کیلئے          جان دی اس نے بیاباں میں بدلنے کیلئے          آرزو ہوئی تھی پوراہ نکلنے کے دینے</p>
---	--

غزل

اودہ ہر رخ سے گوشت و ٹھانا کسی کا  
 شیبہ وصل وہ روٹھ جانا کسی کا  
 گرا تا بہ لبس فریاد کی بجلی  
 نگراد کا قصد جہاں کے اسے دل  
 وہ جھولی سی صورت لڑکپن کی پڑ  
 کہاں تک نہ زلف آب سبھا بھگا  
 مرے آگے کیا گل کھلا بیٹھے غنچے  
 جہن میں جو گلچین کے کچھ پھول توڑے  
 سر بزم تم اور جی نگاہیں  
 مرے خانہ دل میں خلوت گزیرے  
 تمہیں عشق و شوق سب کو تھمتے

غزل

سو جاؤ گے نہ نام نہ دانا نہیں اچھا  
 دل عاشق بیگیں سما و کھانا نہیں اچھا  
 ہمسافر کے گھر آگ لگانا نہیں اچھا  
 جلتا ہو جو آریں سکو جلا نہیں اچھا  
 آنکھیں مگر ایجان چرانا نہیں اچھا  
 منہ بھنے سے بزم چہ نہیں اچھا  
 بالیں کس شمع سب جلا نہیں اچھا  
 ہر روز گرہ تباہا نہیں اچھا  
 ہر ایک کی آنکھوں میں سما نہیں اچھا  
 حال شب غم اونکو مٹانا نہیں اچھا

دل شوق حنیو سے لگانا نہیں اچھا  
 ہم صاف کے دیتے ہیں مانو کہ مانو  
 رہتے ہو تو دل میں تو جگر کو نہ جسد  
 منہ سے نہ نہیں آہ جانا نہ نکلیا سے  
 دل کوئی چرا لے تو نہیں اسکی شکایت  
 بجلی بیٹے راز کے اس شرم چہا سے  
 دیکھ نہ کہیں دلی لگی اور بھڑک جائے  
 ہم خوب جھگڑتے ہیں جھگڑ جاتے ہو جاؤ  
 پڑ جاؤ گے جھگڑا میں کو تو میں ایجان  
 تازک ہیں عجب کیا کہ وہ دل تہاں بھجائے

دامن کبھی بھلتے ہیں کبھی ملتے ہیں وہ مانتے

اے شوق اپنی ہوشیاریاں نہیں اچھا

منشروکات

جسطح میر دیر زمانے ولی و حاتم کے اکثر مستعملہ الفاظ ترک کر دیے تھے اسی طرح ناسخ و غیرہ نے بھی تیر دیر زمانے کے بہت سے الفاظ متروک کر دیے جیسے او و ہر با شبلع و او بر وزن دو بحر اید ہر مع الیا بگناہ مجذوب یا بجائے بیگانہ پیاس باطہار بار وزن دیار و ہر اس تین کو کے معنی میں تنک تنک ذرا کے معنی میں دو و انہ بجائے دیوانہ سٹی۔ سون سے کی جگہ سجن معقوق کے معنی میں معنیے پیاس کے معنی میں سبھو کھجی کے مقام پر کسی کی جگہ ہو ہو لو کے مقام میں مکہ بمعنی درخت بمعنی ہمیشہ نین آگہ کے معنی میں مجھ پیاس۔ ہم پیاس میر پیاس ہمار پیاس کی جگہ کو کے معنی میں دیر زمانے کی جگہ آئیکان جانیاں انہن گہن کے مقام پر انہیں سے اکثر الفاظ تو دو بحر متروک کر دیے اور بعض الفاظ ایسے ہیں کہ کسی گہیر گہیر استعمال بھی کیے ہیں۔ اسکے بعد ان کے تلمذ کا وہ ماہوا انھوں نے کہ یہ لفظ ترک کیے جیسے بکونا کہ بعض شعر اسکو متروک کو کے معنی میں بولا استعمال کرتے تھے۔ برق خاک آلودہ جو گردش کو سراپا اوٹھا۔ ویر کوگ یہ سمجھ کے بولا اوٹھا۔ سحر کن پر نیلہ کی صحبت

۱۷۱ میں نے یاد کروا دیا کہ وہ وطن کا نام تذکرہ نگار ہے جس میں اپنی سوانح عمری اور حضرات نجی کے حالات ملاحظہ کیے  
ہیں جا جائیے تو اس عجیبہ و معجزہ غریبہ لکھ گئیے ہیں کہ قابل دید ہیں اس میں متروکات کی بحث بطل کے ساتھ جو  
تین قسم کے متروکات قائم کیے گئے ہیں۔ ایک وہ ہیں جن کو دور خزانے بھی ترک کیا ہے اور مولف بھی ان کا انکار کرتے  
دوسرے وہ ہیں جن کو اور خزانے تو ترک کیا ہے مگر مولف کے استعمال میں ہیں۔ تیسرے وہ متروک ہیں جن کو خود مولف  
نے ترک کیا ہے مگر فن شاعر تحقیق فہرچ ایسا ۱۷۱۱ء اصلاح ۱۷۱۲ء حاتم دہلوی بہت پرانے شاعر ہیں جنہوں نے  
زبان اردو میں پہلے پہل اصلاح دی ہے اور اپنے عہد کے بہت سے ریکٹ لفظ فارغ کیے ہیں اپنے دیوان  
مغزلیں انتخاب کر کے ایک دیوان ترتیب دیا جس کا نام دیوان زاوہر کہا ہے اور ایک ویسا چہ نگایا ہے  
جس میں انچہ متروکات کو لکھ دیا ہے جو حق یہ کہ راستہ دکھایا ہے اور اصل میں حاتم دہلوی ہی کا ہے۔ پھر زمانے نے بول  
جوں پلٹا لکھایا زبان بدلتی گئی متراش خراش برہتی گئی آخر اردو کا رنگ روپ کچھ اور ہی نکل آیا ۱۷۱۱ء اصلاح  
۱۷۱۲ء اس نظر سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ ناخ کے ساتھ اور شعرا ہی زبان کی اصلاح میں شریک ہیں جب  
مومن دانش و غیرہ کا کام بہت سوا لکھ ریکٹ متروکات پاک ہو تو میں ان لوگوں کی اصلاح زبان ہنسی کیونکر انکار کر سکتا ہوں  
ان لوگوں کا ماننا ہوں کہ ناخ کے مروجہ اسطرط زیادہ توجہ کی ہے فہم ۱۷۱۱ء ایضاح ۱۷۱۲ء خصوصاً بیرو وسط علی شک برہم  
پرست الفاظ متروک کی جگہ ان کا غیر دو زبان جو آج تک چہا نہیں پاک ہے متروکات کے باب میں اکثر لوگ رشک قوم کو مقلد  
ہیں مگر ان کے متروکات ہیں ۱۷۱۱ء ایضاح ۱۷۱۲ء مگر ان میں سے کئی غلط ہیں مگر بولا دونوں صحیح حاتم دہلوی گراں بولا متروک نہیں ۱۷۱۱ء ایضاح







پیالے سے کیا اہل فقیری ترک دنیا ہے یہاں دیا گیا کم ہے میں کاسہ گدائی کا اور نظر  
 معروف کے معنی ہیں اگرچہ پیالے خلوط آگیا ہو مگر جو کہ اہل میں باہر دیا ہے اکثر فصیح  
 حال پیالے خلوط استعمال نہیں کرتے سپردوں کی جگہ فصیحے حال استعمال نہیں کرتے  
 تب جب شمر طبع کے مقابلے میں تب جتنے یہ جب سنتے ہیں وہ حالت ہمارا جدائی  
 تب کہتے ہیں خجلا کے کہ مر بھی نہیں جانا بعض شعرا استعمال کرتے تھے کہ تلک بجا ہے  
 تلک اکثر خواص نے ترک کر دیا ہے نئے نیچے کے مٹی میں کھینچتے ہیں خلد کے سا  
 میں کہ خجرا کے تلے ہم یا اکثر فصیحے حال نے ترک کر دیا ہے گو بودا و مجول۔ اس میں اطمینان  
 واد اچھا نہیں اور اگر آخر مصرع واقع ہو تو اور بھی کر وہ ہے جیسے ع مری جان اب غصہ  
 ڈالتے ہو تم تو یہ چیونٹن مٹی مانند جیسے ع دل مرا جوں غنچہ سر بہتہ ہے بعض خواص  
 استعمال نہیں کرتے کہ کہتے بے اضافت وغیرہ کے سبب سے متحرک نہ ہو وقت  
 بحرکت یا رقص ہے خود رفتہ شعرا اردو نے استعمال کیا ہے۔ مومن سے دو اسوچے  
 تب دل تفتگی سے یا خبر رکھے مری خود رفتگی سے قلق ہے بخیر انی مری جکا وہ  
 ہو خود رفتگی اپنی یہ جلتے ہم کلیہ اکی طرف کھے کو جانکے ولہ یا خود رفتہ ہو شکوہ ہے  
 غلاموشن نے یگوش کراد سکولے میں لب خاموش مجھے انداز کے ساتھ پیشتر آیا ہے  
 نام سے ملکیا محبوب سے جو آپ سے باہر ہوا ایسی از خود رفتگی کیا ہے اور وہ دور کا  
 آتش ہے خود رفتہ وہ روزہ سے از خود رفتہ یا را اسقدر بھی نشہ معجون آبد گل نہو  
 ویر سے لطف از خود رفتگی کر دیکھنا منظور ہوا سنہ و کھا دو آئینہ آب رواں ہو جاگی گل  
 قلق ہے کوئی بولی کہ ہے ز خود رفتہ کوئی بولی کہ ہے جگر تفتہ امیر ہے جاتے ہیں میٹھا  
 عالم سے ہم سوے عدم کہد از خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا۔ تسلیم ہے ز خود رفتہ  
 تنگدستی رہے خراب کی فاقہ مستی رہے۔ جلال سے آپ سے آپ ز خود رفتہ ہوا جاتا  
 ہوں نہ نہیں معلوم کہ میں آج کے یہاں کیا بہر کیفیت چونکہ یہ فارسی محاورہ ہے اور فارسی  
 سے مراد یہ ہے کہ خلافت سے ان جہاں نظم میں برا معلوم ہوتا ہو جیسا کہ مثال کے شعر میں واقع ہوا ہے  
 تو احمیاد چاہیے۔ ایضاً ملکہ جیون کے بدلے متوسلین نے جوں جذرف یا عجم عجم استعمال کیا ہے  
 لیکن متاخرین کے نزدیک دونوں متروک ہیں گوارا و متوں میں متروک ہیں جیسے ع جوں جوں  
 کہنی ہے جگر رات ع مری جوں توں گزر گئی اپنی۔ وایضاح۔

میں از کے ساتھ مستعمل ہے اکثر فصحاے حال رہتے از کے استعمال نہیں کرتے زور بچنے  
 عجیب بسیار ناخ عا بتوانا سخن زور ندلا یا لی ہو گیا ولہ اسے فلک ندور انقلاب ہوا  
 فی زمانہ متروک ہے صد ابھی ہمیشہ اچھے لوگوں میں سے اب کہیں دو ایک استعمال  
 میں ورنہ اکثر لوگوں نے وجوہ ترک کر دیئے ہر پرست اردو میں مرتبی کے معنوں میں  
 بہت مستعمل ہے مگر چونکہ فارسی میں اسکے معنی خادم کے ہیں اسوجہ سے بعض احیاء  
 میں سن بالفتح بعضی سنے اسکے عربی یا فارسی ہونے میں تواناں ہے ازاحتہ الاخطاط میں اسکا  
 تحقیق اچھی طرح لکھی جا چکی ہے الفہ محاورہ اردو ہونے میں کوئی شک نہیں ہے  
 سمینیت ساتھ کے معنی میں رشک آہ سوزان سے جلا دنگا میں انہار سمینیت  
 بارغ جنت میں نہ جادنگا اگر بار سمینیت فی زمانہ اکثر فصحا استعمال نہیں کرتے سموک بھول  
 نے ترک کر دیا ہے مگر میر تقی میر بعض جگہ یہ لفظ جان فصاحت ہے جیسے جو ہو سو ہو  
 عادی عادت گیرندہ کے معنی میں استعمال صحیح ہے وزیر سے تیغ ابر کی زبان عادی  
 ہوئی دی بات سید ہی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی دیو اب مرزا لکھنوی سے ہمتو دشمن ہیں  
 کے آپ عادی ہیں زندی بازی کے لے مگر چونکہ لغت اسکے چہ اور معنی ہیں اسوجہ سے بعض  
 احیاء طرک کرتے ہیں کہ کسی کیونکر کے معنی میں اکثر خواص نے وجوہ ترک کر دیا ہے مگر  
 اگر بعضوں نے وجوہ ترک کر دیا ہے کھیل چو نکہ یہ لفظ قابل و مانل وسائل وغیرہ  
 ایسے اسم فاعل سے ملتا جلتا ہوا تھا شعراے سلف بکسر یا باندہ یا کیے ناخ و آتش وغیرہ  
 بھی انہیں از نہیں کے تیج رہے۔ لیکن چونکہ کسرہ خلاف قاعدہ تھا کیونکہ یہ لفظ مرکب  
 ہے لہذا اسے زور میں سے جو فاعلیت کے معنی پیدا کرتا ہے۔

سلسلہ اور صرف خود رفتہ لغت از کے کلام اساتذہ فارسی میں یا نہیں جاتا شاید کسی نے تھا کیا ہو و العلم  
 عند اللہ ۱۱۲ ایضاح ۱۱۳ اور یونہی کو اردو میں از خود رفتہ اچھا معلوم نہیں ہوتا اور وجہ ترک کر کے تحقیق  
 صرف خود رفتہ سے بہت جلدیاد تھا ہے لہذا اس لفظ کی کوثر گند کر کے اسکے عوض و از استعمال  
 کیا کرتا ہے ۱۱۴ ایضاح ۱۱۵ مگر میر کے نزدیک اگر ترکیب فارسی مستعمل ہو تو ابھی عربی استعمال کرتا ہے  
 ورنہ کی مضائقہ نہیں کیونکہ محاورہ اردو میں خادم کے معنی کی پوری نہیں پائی جاتی کہ بیٹو کے نوم نہاد ہو  
 ۱۱۶ اس اگر اردو میں نظم کرس تو ترکیب فارسی سے احتیاط و اس ۱۱۷ ایضاح ۱۱۸ یہ استاد و صاحب  
 لکھنوی کے اس قول نے دیکھ کر غلط فہم سے اسے اردو زبان کلام بھی مستعمل نہیں کیا کہ تمہارا  
 ۱۱۹ یعنی ۱۲۰ چہ چہ کی عادت یہاں ۱۲۱ ایضاح ۱۲۲ مگر میر کے نزدیک اردو میں جہاں ترک فارسی ہو تو اسکی  
 ۱۲۳ چہ چہ کی مضائقہ نہیں کیونکہ سیکڑوں الفاظ عربیہ و فارسیہ معنیوں میں یاں رہند و لکھنوی تو اسکی لغت

جب پہلا جزو ساکن الاخر ہوتا ہی تو اس کے یہ مفتوح ہوتی ہے اور اہل شریعت خلیل ہر اہل  
 وغیرہ اور کچھ کی یہ حالت تھی کہ جو حضرات اساتذہ کا کلام دیکھا کرتے تھے اونکی زبان  
 پر وہی بکسر یا چڑھا ہوا تھا مگر جنکو غور و سخن سے چندان تعلق نہ تھا اور لکھنو کے خاص  
 اہل زبان سمجھے جاتے تھے انکا لہجہ فتح یا تھا اس سبب سے بعض خواص نے اسکی  
 اصلاح کی اور کسر سے کوستے سے بدل دیا۔ اوسی زمانے سے اکثر فصیح کھایل بکسر یا سے خلیل  
 کہتے ہیں مرآۃ الغیب - نظم از جند گزراؤں - شاہ شریع طبع - کرشمہ گاہ سخن - یہ سب  
 دیوان و تخیل اول و اول کی تخیلوں میں کھایل کا قافیہ نیاو کے - فی زمانہ اس نقطہ کے اعتبار  
 سے شعرا کے تین فرقے ہیں ایک اون لوگوں کا فرقہ ہے جنکو اس واقع سے کچھ خبر ہی  
 نہیں وہ کسر سے کے سوا فتح کیا جانیں دو سرا وہ پرانی لکیر کے فقیر عظیم رحیم کے اعتقاد  
 سے لوگوں کا فرقہ ہے جو اس اصلاح سے ناک ہوں چڑھا گئے ہیں تیسرا وہ فرقہ ہے جو  
 اس تصرف سے محسن ہونے کا قائل ہے مگر کیفیت کی سند طاعت ہو۔ بحر مروج سے یہ  
 ہی ہے یہی تو نے کہہ دیا میں ہے یہی کل سے کہہ دو کہ زندگی سے مانعہ پوچھوں تیرے عقل  
 سے ستم کیا کیا نہ کلاہ اس فقر طاعت کی کشتی پر کیا کر بی چاندنی آب ناز مستحقانہ کھایل سے  
 بول کہ باغ میرا ہوا برباد بادل آئے پتھروں کی ہوئی بوجھار اگر کھیل آئے تیرے دیدار  
 کی حسرت نے پھر ہی پھیری ہے یوں تو جیتے ہوئے ہم آئے کہ کھایل آئے - سلیم لکھنو  
 سے گمان کیا نہ کہ نہ خلد برین کا صحن مقل پر یہ تصدیق ہوتی ہیں جو اس ترجیح کے کھایل پر  
 ولی لکھنوی سے فتح قائل تری پڑی گئی یا حسرتیں کیوں نہ روئیں کھایل کی اشرف لکھنوی  
 سے روح نکلی تن سے جب بیکل ہوئی یوں شب فرقہ تک مشکل حل ہوئی یا دید کی حسرت  
 سی دلیس کہتے ہیں ابرو سے نظر کھایل ہوئی - مستجابا سے نہ ناسخ ہی کے زمانے میں کم  
 متعل تھا نصحاے حال سپرد ہوا تارک کر یا یہ جو ہم لفظ میں نصرا تے ہو نقطہ نہیں ہو سکتا فارسی

سہ اور اگر پہلا جزو متحرک ہوتا ہے تو اس کے کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے کھیریل ۱۲ الیض ۱۲ یعنی فتح اولی  
 بحر مروج تو ناسخ مروج کے ارشد تلامذہ تھے ۱۲ الیض ۱۲ سے اشارہ ہی خیال لکھنوی کے اس قول کی مدد کی طرف کہ عظیم  
 بحر مروج سے دو کتاب لغت میں تمام ناث آیانہ فارسی و کتب خاصہ تالیف نہ دالم میں یا بعد الیض ۱۲ بحر مروج سے مازندانی  
 نے اپنے قصید میں جسکا مطلع یہ ہے نور دوزخش دہمار خرم آید ہشت عدل با ہم بیستہ شعر کا یہی ہے یا ساتھی  
 ہستی سراج پر جو بلبلانہ سے سو ہم اور دوق دہوئی نے کہا ہے یہ بار و زوید عزم سے کم نہیں یا جام شریعت  
 عید پر ہے کم نہیں یا زیبا ہی مکرر رو یہ کیا اشک واد کوں نہ اپنی خزاں ہمار کے جو ہم سے کم نہیں ۱۲ الیض ۱۲

دو نوں میں آگیا ہے البتہ چونکہ فتنہ گسرہ چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں تمیت  
بفتح مایہ مشدودہ استعمال صحیح ہے ظم اردو میں کسی جگہ تربت وغیرہ کے قابضوں میں آگیا  
مگر چونکہ قاعد کے سرو سے گسرا چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں لہذا بحرکت دوم  
شعرانے استعمال کیا ہے۔ ذوق دہلوی ۵۰ رات میخانے میں سانی جو نشے میں بہکا  
خس فیکسہ کو لگا کئے خس جام شراب۔ رند ۵۰ حسن کی کیا ہو میں ترکیں نہ نشے رند نے کیا  
اوتائے تمہارے۔ بعض حضرات جو اسکو بالکل غلط بتاتے ہیں صحیح نہیں یہ اردو کا محاورہ  
ہے اور بعض حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ جب ترکیب فارسی نہ ہو تو باخریک ہی صحیح ہے  
یہ بھی قابل اعتبار نہیں شیخ صاحب کے زمانے سے لیکر آج تک جتنے نامی شعرا ہوئے  
ہیں ان کے کلام کے دیکھو سے معلوم ہوتا ہے کہ فارسی میں اس طرح آیا نہیں ان لوگوں نے  
بھی احتیاط کی ہے اور اس طرح فارسی میں متصل ہی اس طرح یہ لوگ بھی تصحیح کرتے ہیں کہ  
بجائے نہ بیچے کے کوئی یار نہ کوئی گسرا ہے۔ اکثر فصحاے دجواتر کہ کر دیا و وصلت  
بجائے وصل بعض شعرانے ترک کر دیا و ان۔ یان دہان سان کی جگہ محض غیر فصیح  
اکثر شعرانے ترک کر دیا ہے چکھا۔ رکھا۔ لکھا۔ تشدید کا فتنہ صحیح ٹھہرا ہوا ہے۔ پیچھے  
و کے لکھے رکھے کسی ایک ہے گدا نا اور بر وزن فتن استعمال کرنا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے  
جیسے ۵۰ جی چاہا کہ سیر دشت کچے ہے اب ہر شراب ناب پیچے بتلا نا د کھلا نا لام  
کے ساتھ بتلا نا د کھانا کی جگہ غیر فصیح سمجھے جاتے ہیں دلازا اہل ساقیا وغیرہ بالف ندیا و  
پیشتر کثرت متصل تھے اب غیر فصیح ٹھہرے ہوئے ہیں اسے دل اسے زاہد اسے سانی  
استعمال کرنا چاہیے نہیں اسے بعض شقائق ستائیں گے علا فاعل لانا درست ہے اسے آتش ۵۰  
۵۰ اور بعضوں نے بحرکت خین استعمال کیا ہے جو وہی قبل شاہ ۱۳۵۰ ایضاً ۵۰ کو میں متفق نہیں کیونکہ وصل  
اور وصلت دونوں فصیح معلوم ہوتے ہیں وصلت میں کسی قسم کی تراتبی نہیں پینر ترک کرنا کی ۱۲ ایضاً ۵۰  
خصوصاً شکر کے متعلق نہ تو یہ نظر ترک کر دیا ہے مولف نے آج تک یہ الفاظ استعمال نہیں کیے اسے انکار کا جو ۱۳۰ ایضاً  
۵۰ بس حتی اوسع بالتشدید ہی استعمال کرنا چاہیے کہ بعض وقت جحفیف ہی سمجھتے استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ کلام اسد  
کی طرح پینر ترک میں ۱۳ ایضاً ۵۰ کو لام کیساتھ ہی استعمال کر میں جہاں لفظ نہ میں مسرر موم نہ جگہ متروک کا است  
خیال متا لام کیساتھ استعمال کیا ہے اس کو کام صرغ ہر ع و گرنہ لطف د کھلا نا مضامین گریبا کا ۱۳۰ ایضاً ۵۰ کو گرا  
لام کیساتھ فصیح ہے اس کو غرض لکنا نا جبکہ بعض حضرات شکر تک میں استعمال کرتے ہیں محض غیر فصیح ۱۳۵ ایضاً

عشق اوس چاہہ رنخداں کا ہوا جہن سے میں نے سمجھا کہ کد میں بول بنیاب اور تزلزل  
 و کہ لبکہ تھی اس سے عیاں سینہ عارف کی صفایہ چہرہ پاک کو میں نے دل روشن سمجھا  
 مگر مجذوب نے نصیح ہے جیسے میں سمجھا ہم سمجھے احباب اختیار یہ دونوں لفظ خود جمع  
 ہیں اسکی جمع احبابوں اختیاروں جو اکثر عوام لکھ کر تے ہیں اور بعض شعرا بھی استعمال کریں  
 ہیں صحیحی حال جائز نہیں رکھتے ہا علامت جمع ہر جیسے رخ و اعمالے عشق روشن  
 ہو گئے یا حتی الوبح اسنے احتیاط چاہیے اور فعل وغیرہ سے جمعیت ظاہر کرنا چاہیے  
 مچھو غمیر کو ان عشق روشن ہو گئے یا لے معروف آخر کلمہ مشددا استعمال کرنا  
 غیر فصیح ہر جیسے رخ کوں کیا حال بنیابی دل کا جان خون یونین۔ اس قسم  
 ک فارسی الفاظ جو محاورہ اردو میں باعلان نون بوجاتی ہیں جب انکی ترکیب بطور فارسی نہیں  
 رہتی تو بعض شاعر باعلان نون ہی استعمال کرتے ہیں چنانچہ مفسر مرحوم نے کہا ہے  
 ۱۷ مفسر افسر: ہوں پابندی عطف و اضافت سے: و کر نہ لطف و کلاما مضامین  
 گریبان شکا چو کہ وہ اعلان کے پابند تھے گریباں بغیر عطف و اضافت نہیں لاسکتی  
 تھے کیونکہ نون کا اعلان کرنا طرنا فصحاے حال اسکا خیال تو رکھتے ہیں اور اعلان بہتر  
 سمجھتے ہیں مگر چونکہ اس قسم کے سیکڑوں الفاظ ہیں اور بیشتر انکے استعمال کی ضرورت پڑتی  
 ہے اعلان کی رعایت خواہ خواہ مضمون کا خون نہیں کریتے چنانچہ یہ اشعار حال کے ہیں۔ افسر  
 ۱۸ کوئے ہوئے بوزا تجھے ایجان نہیں دیکھا! اس بانگیں سنبھل کو پریشان نہیں دیکھا! تسلیم  
 لکنوی ۱۹ جینوں میں اپنی چوری کیا دل یا میں کس کا نام لوں اپنی زبان سے جلال لکنوی  
 ۲۰ جو سینے سے خود ہی نکل آتا ہے نہ یہ کہو! اوس دل کا نکلتے ہوئے ارماں نہیں دیکھا  
 ۲۱ رخ کیا پوچھتے ہو کون ہے یہ کسی کو شہرت کہا کیا تھے کبھی داغ کا دیواں نہیں دیکھا

۲۲ مفسر: اسرار کے بدلے اسراروں رحمت نہیں ۱۱۲ ایضاح ۱۱۳ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ جب ترکیب فارسی  
 و تو اعلان جیسا کہ کلام ذوق دہلوی میں جا چکا ہے جائز نہیں جب فارسی ترکیب جو تو فارسیوں کا اقل جاکر  
 اور اس قسم کے الفاظ باعلان کیا جاتا ہے یا نہ ہو اور ایک دوجا جو اسے کلام میں باعلان پایا جاتا ہے یا نہ ہو  
 یہ سو کہتے ہیں کہ قبل اشعار ۱۱۲ ایضاح ۱۱۳ مگر وہ لوں جگو اعلان پر بہت اصرار ہو گا و مگر دو ان میں  
 بعض جگو بنوں غنہ مشغول ہے چنانچہ ملاوی حضرت شمس الدین جگنو جی جگنو متروکات سے بنائیت ہی اعلیٰ ہے  
 اعلان کے باب میں ٹری کہہ رہی ہے تو مگر دیوان خزانہ خیال میں یہ اشعار موجود ہیں سے از روی وصل جو  
 جو ہے بالکل غلط و سہ و بوجو رہی جو بعض کسی عنوان نہیں ہے بعد میں ہی کفن سے لگی قید لباس لے آئے  
 میں دیکھی حال میں یونین چھ مخلصو لعل بھی دوجو باعلان نون کا پابند نہیں ۱۱۲ ایضاح

اور جو الفاظ ایسے ہیں کہ روم سے میں ہوں محض بولے جاتے ہیں ان کا اعلیٰ میں مکر  
جیسے عریاں ونداں آشیان رضواں وغیرہ۔ فارسی لفظ سے واہ محروف واہ میں لفظ  
آخر کا ناٹا شخص صاحب ہی کے زمانے سے محبوب سمجھا جاتا ہے جیسے عریاں ونداں  
مراہی یا سحاب ع آواز اے یا تیری بھائی ہے۔ مگر یاہ آخر کلمہ فارسی اکثر شعرا نے کہا  
ہے۔ مومن سے خنجر تھی الکی یا زبان تھی یا خنجر سے زیادہ تر رواں تھی یا نیک سے  
کی قیس جانے میں لیکن یہ وحشی ہوا آدمی کے جنگل کا؛ ولہ کام خونریزی ہے اوس  
بازاری کا؛ جان بچے سو کرے قصہ خریداری کا؛ آتش شہر میں قافیہ سمائی ہے  
کی آتش یا اب ارادہ ہے مراد یہ بھائی کا؛ منیر کب دل مرا تقریر سے تھکا منیر  
تم اپنی ترش روی سے چوکانیں کرتے۔ امیر رسوائی ہوئی تیری ہی اسے ترک ہو کر  
کیوں لاشیں ہماری سر بازار نکالی ولہ حال ہشکاری کا بیدار دلوں سے پوچھو ہمتو غار  
رہے غافل کیے غافل آئے الہیہ اکثر فصیح ہے چال نے وجوہ ترک کر دیا ہے۔

### اطلا کے بعض لفظ

اثر و ہارم ترے اور چوٹی ہے سے لکنا غلط ہے ازحام زای تازی و حامے حلی سے لکنا  
چاہیے اکسیر کو اکثر سے لکنا محض غلط ہے اوس او و ہر میں متقدم برابر واو  
کرتے تھے مگر متاخرین بھی واو کو حذف کر کے الف پیش دیا کرتے ہیں مگر میر تقی میر  
واو کیسا تھ لکھنا اولے سے سوائے کو بارات لکھنا صحیح نہیں یاوں اسکا اطلاق  
قیمہ سے دتی والے پانو لکھتے ہیں اور رو لیت واو میں لاتے ہیں اور لکھنودا لیاوا  
لکھتے ہیں اور رو لیت نوں میں داخل کرتے ہیں اور بعض پانوں بھی لکھتے ہیں یعنی  
کے بعد نوں لکھتے ہیں۔

۱۵ اور الفاظ ہندی سے اسکا محروف علت محبوب میں مگر بعض شعر الفاظ ہندی سے ہی الف نہیں گرا  
اور بعض لفظ کا کو مستے کر لیتے ہیں باقی الفاظ سے نہیں گراتے مگر مجھے سخت تعجب ہے کہ یہ حضرات  
الف سے تو احتیاط کرتے ہیں مگر تے اور واو کو مجھولی ہوں یا محود بے کلمے گرا دیتے ہیں اگر نہ گرائیں تو  
حلت میں سے کسی کو نہ گرائیں الف کی تحقیق یہ معنی دارد بہر کیف مولف الفاظ ہندیہ سے حرف علت الف  
یا واو لیتے گرا نا جائز کہتا ہے۔ ہاں جہاں کہیں گے گرائیے نظم میں نقل پیدا ہو جاتا ہو وہاں گرا نا صحیح سمجھتا ہوں  
۱۶۔ ورنہ ہی نہیں گرا نا بلکہ اکثر جہاں کہیں فارسی لفظی و گرائی لوگ عیب خاص بخوبی بلکہ عظمیٰ پر محول کر دیا ہوتا ہے



شب بخار کے معنوں میں ہے اس سے ہند ہے فارسی میں تب بروزن لب بے تازی  
 ہے جہاں ترکیب فارسی ہو دماں بے تازی سے لکھنا چاہیے لغز غلط ہو تمنا چاہیے  
 تو تیار اور ملاظم کو طیار اور ملاظم ط سے لکھنا غلط ہے ٹھنڈا دال ہندی غلط الما کو  
 لکھنا صحیح نہیں ٹھنڈا بغیر ہائے مخلوط چاہیے دال ہندی کی ردلف میں آتش لکھا ہے  
 ہندے سیکی زمستان میں مجھو ایذا ٹھنڈا لپٹ کے سونے گا وہ گل رہی تنہا ٹھنڈا خسرو  
 خرم خرم میں واؤ لکھنا درست نہیں واوات دال کے بعد الف غلط و واوات  
 بروزن بنات صحیح ہے وہو کھا کاف مخلوط الما کے ساتھ غلط ہو وہو کا بغیر ہائے مخلوط  
 صحیح ہے واؤ کا عوام نون سے لکھتے ہیں اور سحر موم نے بھی خندان کا نشان گاں زمین  
 میں یہ شعر لکھا ہے جلا کر ٹھوکر وں سے نقد دل مردوں کے لیتے ہیں یا سحر شرموشا  
 میں ہی اس بڑے لگاؤ انکا لگاؤ کو میں نون ہونا ڈاکے کے بے نون ہونے پر  
 دلالت کرتا ہے اسکے علاوہ نون جمہور شعرا کے خلاف سے واجد علی شاہ کے زیلے  
 میں اس لفظ کی بحث آئری غنی فوق برق قول طور اسیر ایسی زانی شعرا موجود تھے  
 سب سے اتفاق کیا کہ اسکو بے نون لکھنا چاہیے و و پٹا دال ہندی بے غلط ہو و پٹا  
 دال فارسی سے لکھنا چاہیے و و کان واد کے ساتھ غلط ہو و کان ہند و و مع شہر کا کاف  
 ہوا اور با تحقیق بھی جائز ہو و و نون کے بدلے دو نو بغیر نون صحیح نہیں فرما بھی اندک دال  
 سے لکھنا چاہیے ہند زور اسے ہوز سے سوچ کو نقد میں نون سے لکھا کرتے تھے ایک ہ  
 جگہ چوچ کے قافیہ میں بھی نظر سے گذرے گزشتہ زمانہ اکثر سوچ بغیر نون لکھتے ہیں طیار  
 کو کوئی ط سے لکھنا ہوا کو کوئی تاں فوقانی سے مگر ط کو تو چوچ و عاشورہ ہائے تحقیق  
 غلط ہے عاشورہ الف کے ساتھ چاہیے غلط طیب ہے سے غلط ہے عند لیب ہائے  
 لہ مؤثر الفضل میں لکھا ہے کہ تب حلقی ست معروف کہ تہذیب میں خوانہ و باریات فارسی غلط ست  
 ۱۱۱ اصحاب شاہ کیونکہ شعرا نے اسکو بہادوں وغیرہ کے قافیہ کے ساتھ استعمال کیا ہے اور اسکے اخوات یعنی  
 نون چاروں وغیرہ میں ہی نون ہی ۱۱۲ اصحاب شاہ لکھتے ہیں کہ خواب جلال لکھتے ہیں تہذیب زبان اردو میں  
 دال کی تعلیم اور اسے ہوز کی بھی ہے اور وجہ یہ کہی ہے کہ دال مجھ کو وجہ فی میں بعض محققین نے نزدیک  
 نہیں ہے تو کلمات ہندی میں کیونکہ ہندو لکھا جائے میں کہتا ہوں کہ بیفقا ہندی الاصل نہیں بلکہ ہندی  
 لکھا اصل زورہ ہے اسے مشدود کو مخفف کر کے ہائے تحقیق کو الف سے بدل دیا ہے ہند الفاف میں  
 زور عیبہ کے ہونے سے کسی کو انکار نہیں ۱۱۳ افضل ج۔





## تذکیر و تانیث

کئی رسالے اس بحث میں تالیف ہو چکے ہیں ہم اس جگہ ایسے ضروری واقعات کہتے ہیں  
اکثر لوگ واقف نہیں کہ آب چمک کے معنوں میں جیسے آب گہر آب آہن مونت اور  
بعضوں نے جو مذکر استعمال کیا ہے وہ جو شہر کے خلاف ہے بلکہ جہان پانی کی رعایت  
رکھی گئی ہو یا نہ ہو استعمال کرنا درست ہے۔ ناسخ سے زیادہ آب بقا سے ہی آب بن تھا۔  
بحر سے جبکہ سمجھ زندگی مراد تھی شمشیر یا اپنے حق میں آبیہ جہان آب بن ہو گیا۔ آغوش  
مذکر مونت دونوں طرح بند ہے مگر اکثر فصیحے حال مذکر ہی استعمال کرتے ہیں بلکہ مشترک  
مگر اکثر فصیحے مونت ہی استعمال کرتے ہیں ترشح مذکر مونت دونوں طرح بند ہے مگر فی زمانہ مذکر  
ہے مکین آتش نے مذکر استعمال کیا ہے جو کہ اسے اسے نازنین بھاری تراکین ہو انصفا  
حال مونت استعمال کرتے ہیں۔ ناسخ سے کیا ہے عشق میں ایسے صبر میں ہوں نہ ہوگی ان میں نہ  
خراش پیشتر مذکر ہی متحمل ہوتا ہے نسیم سے یہاں تک اوج جنوں میں مجھے کمال ہوا  
خراش ناخن دیوانگی ہلا ہوا۔ ویکہ خراش زخم سینہ بد تون کا دور کرتا ہوں۔ لیس جاتا  
ہو جب سینے سے زہت مشکو ہو کر۔ سلیم سے خراش جگر دشمن جان ہوا غم عشق کا دل  
پر اجماع ہوا۔ مگر اکثر فصیحے حال مونت ہی کے قابل ہیں طرز پیشتر مشترک تھا بلکہ مذکر  
زیادہ فصیح تھا آب مونت صبح ہو بلکہ اکثر خواص مونت ہی استعمال کرتے ہیں طوطی  
جلال مفید الشعر میں لکھتے ہیں۔

سہ یہ وہ بحث کہ ابتدا و ابتدا جملہ متلا جلا آتا ہی حال میں مولف نے طعن اور ردی ابطال کے باب میں شروع  
لکھتا ہے استغنا کیا ہے نامی شعر ان کو مذکر کیا اور بہت بدل زبان سے مونت فرمایا بات یہ کہ جو لفظ نظم میں بہت  
کم متحمل ہوتا ہے اور میں اختلاف ہو ہی جاتا ہے۔ ایضاً ۱۱۰ جیسے مفید الشعر اور شہت فقیر و دیگر متداول اسمی اور  
اجناس میں مفید الشعر اجناس کی تالیفات ہی جگانام پہلے کار آمد شعر تیار رسالہ اعتبار کرنا چاہیے جو نامی اور  
کے شعر بھی بہت کم ہیں مگر الفاظ اس میں سب سالو کی کمین زیادہ ہیں جو کہ اس کے مولف نامی اساتذہ لکھتے ہیں اور ان  
حال لکھی ہیں اگرچہ بعض جگہ بقیہ کثرت فاحش ترشش ہی ہو مگر پھر ہی اسکو ترجیح ہو کہ وہ ترس سالو کی شاعریت  
تجربہ پر زبان قدیم و جدید و نواز وغیرہ کی کیفیت اور نئی ظاہر میں جو فی رشتہ صبر میں اسکی کوشش کی گئی ہو کہ  
وہ بات جو مفید الشعر میں ہی نہیں اور اگر مذکر اعتبار کر لیں تو او میں ہر ایک رسالہ قابل قہر ہو بلکہ شہادت کو تو  
سبب ترجمہ ہی ۱۱۰ ایضاً ۱۱۱ اور بعض کو یہ رہا کہ آب گہر کو مونت یا مذکر چاہو اور آگاہان میں اختلاف ہو مونت  
استعمال کرنا اولیٰ ہو ۱۱۰ ایضاً





علیت سے معنی مختلف ہو گئے چوتھے یہ کہ اگر عیثا میں صحیح رکھی جائیں تو بہت سے  
 مستند شعرا کے کلام نادرست ہو جائینگے۔ مومن ۵۔ پھر دل میں مرے لگی ہو آتش  
 نالے سے برس رہی ہے آتش ولہ اور جو یہ راز نہانی نہ کھلائے جتنے جی میں یہ ارمان رہا۔  
 ناسخ ۵۔ جب داوی وحشت میں گذر میرا ہو ہے ہر ایک بگولائے عظیم اوٹھا ہو۔ آتش ۵  
 ہستی کو مثل نقش کف یا مٹا چکے یا عاشق نقاب شاہد مقصود اوٹھا چکے۔ نسیم لکنوی ۵  
 آتشکدہ پر یون نے بنا کر پھینکا او سے پھول سا اوٹھا کر۔ سحر ۵۔ جگتا تھنے آگے کلہ  
 پڑا میلان ٹیک فرنی ہوا۔ بحر ۵۔ دو شاہ گلزار دکھلا گئے تھے سر سے پھر آگ جھڑکا گئے  
 قلق ۵۔ چور نو کو نہ تم بڑا رکھنا، منہدی ہرگز نہ تم اوٹھا رکھنا۔ امیر ۵۔ تنیت رعد نے  
 چلا کے سنا کی گئی، مان میں مان کو بند کے بجلی نے ملائی کیسی۔ نسیم ۵۔ دونوں کو ہٹ کر  
 ہی دیکھنے کیسی چھری کے کون کا کام رہے کسی تمنائے۔ جلال ۵۔ پہلو میں سکون زم میں اوٹھا  
 بٹھا لیا کیوں لے جل نہیں جہان سے اوٹھا لیا۔ دل غولہوی ۵۔ سبق ایسا پڑا دیا  
 تو نے، دل سے سب کچھ ہٹا دیا تو نے شمشاد لکنوی ۵۔ وہ مراد دل دکھانیں سکتے  
 عرش عظیم ملا نہیں سکتے۔ یہ چند شعر مثال کے لیے انتخاب کیے گئے ورنہ اس قسم کے کیوں  
 شعرا سادہ کے دیوان میں، موجد و بین ان سب پر ایسے جل کا عیب لگانا اور قافیہ  
 نادرست بنانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے قاعدہ جمود شعاع کے کلام کا تابع ہوتا ہے نہ یہ کہ کلام جمود  
 قاعدہ کا پابند ہوتا ہے۔ اب میں ایسا اور اسکی دونوں قسموں کی جانح و مانع تعریف  
 کرتا ہوں کہ قافیہ کا بعینہ لفظ و معنی مکرر لانا ایسا ہے اگر ایسے زوائد قافیہ ٹھہراے جائیں  
 جو اپنی اصلی حالت پر نہ رہے ہوں جیسے رنجور مرد و راناٹا دایا الف فاعل یا تا و مصدر  
 یا شین مصدر ہی ہوں جیسے واناٹا شجاعت سخاوت و کاوش و سازش یا انکے حذف  
 کے بعد اکثر مزید علیہ معنی ہو جائوں جیسے ادھر ادھر حدیث کہ ہر جہان کہاں و مان جہان  
 سادہ رنجور و صاعین در اپنی اصلی حالت پر نہیں رہا و اصل میں متحرک تیارسان ساکن ہے ۱۱۷ ایضاً  
 شہ ناما سادہ اصل میں نامہ سادہ ہوتا ہے ہذا الف سے بدل گئی ہے ۱۱۲ ایضاً شہ صرف الف  
 فاعل ہو یا و سکے بعد نون ہی ہو جیسے خندان گریبان ۱۱۳ ایضاً شہ اکثر کی قید اس لیے ہے کہ  
 متحرک الاوسط جو حالت جمع میں ساکن الاوسط ہو جاتے ہیں و بعد حذف علامت جمع کسی سمجھنے ہی ہو جمع  
 ہیں جیسے نظر میں بسکون ثانی مکرر یا مینے رہتے ہیں اس لیے جن کا ہی مزید علیہ کی سمجھنے ہو جاتا ہے  
 وہ کہیں بچپن ۱۱۰ ایضاً

اس جس کس ان جن کن - یا حرف علت علامت افعال ہندی مثل بحرف اصلی ہوں  
جیسے سنار یا سنور ہو - سنے رہے وغیرہ تو ان سب صورتوں میں ایٹکے خفی ہو ورنہ جلی  
سے جیسے ہنرور - سنخور - سنگر - فسوگر - عظمگر - درومند - باغنا - غچہ - با - مجو بان - میثوقان -  
انہیں نظر میں جلتے جھٹکتے وغیرہ - دانا درو امین الیٹا میں کیونکہ الف زائد تو ہیں مگر معنی  
مختلف ہیں ایک جگہ الف فاعل سے اور دوسری جگہ الف مذکر یا سیطرح تباں ہڈیان  
میں بھی ایٹا میں گودو نوں جگہ حج کے الف و نوں ہیں مگر ایک جگہ حج فارسی ہیں اور  
دوسری جگہ حج ہندی ہے - قلق مرحوم - زائل نہیں ہوئی تب عشق تباں ہنوز یا  
پھکتی ہیں سوز غم سے مری ہڈیان سنوز یا سیطرح ان اشعار میں بھی ایٹا نہیں - وزیر  
میں سرا یا مظہر آتم خدا والہ ہوں یہ صغیر اس چین میں مرغ بسم اللہ ہوں - بحر -  
دریشی طریقیہ ہے رسول اللہ کا باندہ ہے لسمہ کرمین مد بسم اللہ کا کیونکہ بوجہ اختلاف علت  
معنی میں تکرار نہ ہے - جب تلو ایٹا کی دو نوں قسموں میں اچھی طرح فرق معلوم ہو گیا تو یہ بھی  
چاہیے کہ اکثر فصحاے حال ربخورد و زور دانا پنا خندان گریبان شجاعت سخاوت کاوش  
سازش جن کن ان کے ایسے ایٹکے خفی کو استعمال کرتے ہیں اور ان حرفت کو  
ہندی میں بھی روا رکھتے ہیں جنکے بعد حرف وصل و خرج ہوں جیسے طایا سنایا ڈیسیرہ یا  
ایسی علامت فعل ہی کے حذف کرنے سے اس فعل کا صیغہ امر ہو سکے جیسے دکھا بٹھا  
انہیں سے جب الف حذف کر دینگے کہہ بٹھہ بھانینگے سناٹا کے ایسے قافیوں سے احتیاط  
رہتے ہیں - باقی رہے ادھر ادھر جہر کہہ ہر مر اتر وغیرہ کے ایسے قافیوں کو بھی اکثر استعمال  
نہیں کرتے - اب یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ اکثر خود من دالوں نے کہا ہے کہ غزل اور قصیدہ کے  
دوسرے اور تیسرے شعر میں وہی اوپر والا قافیہ کر لانا درست نہیں مگر یہ قاعدہ مذہبی میں  
سلم رکھا اور نہ اردو میں حافظ شیرازی کی ہاروت ماروت دانی غزل اور عرفی وغیرہ کے  
سے تباں اور ہڈیان کے ایسے قافیہ سے جہنم لٹا ہوا اور دو نوں قافیوں میں نہ کہ فرق ہے احتیاطاً  
۱۱۱ ایضاً ۱۱۱ امیر ۱۱۱ سنگدل تجکو مرے ساتھ یہ کاوش کہہ تاکہ میری کاوش کے لیے غیر ہے سازش نہ کہ  
۱۱۱ ایضاً ۱۱۱ جلال کنوی ۱۱۱ ہو سے جو عاشق ہی کن گون کے کہہ نو دہی شک میں جن گون کے نہیں  
ہے وعدوں میں ان گون کے وفا کی بواعت کارنگ ۱۱۱ ایضاً ۱۱۱ ملایا اور سنا با میں الف اول اگر یہ  
علامت ہے اصلی نہیں گریبان روی قرار دیا گیا ہے اور یہ وصلی اور الف تخریج ۱۱۱ ایضاً



ہو سکتا ہے۔ چونکہ ایمین معنی جمعیت پائی جاتی ہے اگلی ترکیب دن الفاظ سے درست  
 اسانہ کے کلام اس قسم کی ترکیبوں سے مالا مال ہیں۔ ناسخ سے بھی نہ امید رہائی کی  
 دل ناسخ کو لاکھ زنجیر ترسے کیسو تھوڑی تھی۔ آتش سے مشق ناوک انگنی کرتا تھا جبہ  
 شمع رو یا سیکڑوں ہی تو دوتا کستر پروانہ تھا۔ تسلیم لکنوی سے خال و ترکان کے عشق  
 سے دل میں یہ سیکڑوں داغ لاکھوں روزن تھا۔ جلال لکنوی سے نظر آتے نہیں  
 محکودہ دس منزل میں رہتے ہیں۔ مری آنکھوں کی پتلی میں نگہ میں تل میں رہتے ہیں  
 مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی صورتوں میں جمع فصیح ہے فائدہ معشوق کو جو رشک  
 بکل و غیرت ماہ وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس یادہ وغیرہ نہیں لاتے تو کلام بالکل غیر  
 فصیح ہو جاتا ہے جیسے ع محبت ہو گئی اب رشک گل سے رع جو کھر سے اپنے رشک  
 ماہ نیکے۔ یوں کہنا چاہیے ع محبت ہو گئی اوس رشک گل سے رع جو کھر سے میرا رشک  
 ماہ نیکے فائدہ لفظ ہر کو جمع کے ساتھ اہل زبان استعمال نہیں کرتے جیسے ہر علمائے کہا  
 ہر عالم کہتے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے ہر عالم نے کہا ہر عالم کہتا ہے اس میں اکثر باہر و  
 لغزش لکھا جاتے ہیں فائدہ لانا جو مصدر متعدی ہے اس کے مشتقات کے استعمال میں باہر  
 والے جواہل زبان یا کمال زبانوں میں اکثر فاحش و غلطی کر جاتے ہیں اور یوں بولتے  
 میں نے یہ رسالہ لایا مئے یہ کتابیں لائیں حالانکہ یوں چاہیے میں یہ رسالہ لایا تم یہ  
 کتابیں لائے۔ اس متعدی کا استعمال فعل لازم کی طرح بہ نہ تو فاعل کے ساتھ لفظ  
 لانا چاہیے اور نہ فعل کو تانیث و مذکر و وحدت و جمع میں مفعول کا تابع کرنا چاہیے یہاں فعل  
 فاعل کا تابع ہوتا ہے مگر کہے گامین کتاب لایا عورت کہے کی میں کتاب لائی اوس متعدی  
 سال اور افعال متعدیہ کی طرح نہیں ہے فائدہ معروضہ و مفعول کا قافیہ کلام اسانہ  
 پر مشتمل کیا ہے۔ ناسخ ماضی ماضی سو سو و یہ قیاس حضور ہے۔ میرا اور میرا بہت پر غور ہو  
 لگو تو اس سے ہے تم آغوشی کا خیال لے دو میرے آغوشی کا خیال لے دو میرے آغوشی کا خیال لے دو  
 یہم و یوں یہ رسالہ کتاب ترکیب لائی ہے میرے آغوشی کا خیال لے دو میرے آغوشی کا خیال لے دو  
 میرا کہ کہنا مگر فی الحال قافیہ مشرودہ مجھوں سے مضمون چھپا دیا کرتے ہیں کیونکہ اس میں  
 کے کوئی نہایت ہی عجیبے معلوم ہوتے ہیں فائدہ مذکور کی محراب ہو جائیگی صورت میں یہ  
 یعنی حرکت ماضی ماضی کا اختلاف اگر چہ جاننے سے مراد کہ قافیہ مشرودہ چھپا دیا جائے کہ



استعمال کر سکتے ہیں مگر خلاف فصاحت ہونے میں کچھ شک نہیں، فائدہ ردیف کو  
لفظ میں یکساں ہونا چاہیے مخفیاً متحد ہو یا نہ ہو میں بس میں کسانچہ قسین استعمال کر  
ہیں کیونکہ میں ردیف ہے ہر جگہ تلفظ یکساں ہے اور ان کے ساتھ میں بفتح میم نہیں لایا  
اس طرح ایک جگہ سیاہ اور دوسری جگہ سے آہ جیسا کہ تاریخ نجوم نے کہا ہے کہ  
خط نے ترے عارض پر نور سیاہ ہو گیا مشک کے مانند یہ کانور سیاہ پاس جو بیٹھا  
ٹپتے تھے غل وہ گئے دن یا تو تاریخ لکھی کر آتے ہیں ہم دور سے آہ۔ میرے نزدیک  
عجب سے خالی نہیں کیونکہ سیاہ بفتح یا سے اور دور سے آہ میں بے تقطیع سے گر جاتی ہے اور  
سیاہ ہو جاتا ہے پس دونوں لفظ تلفظاً یکساں نہیں رہتے فائدہ حرف مکتوبی کا قافیہ  
اوس شعر مکتوبی کے ساتھ جو تلفظ میں ہو درست نہیں ملے عاشق کا قافیہ دل عاشق سوئے  
یہ وطن کا قافیہ بہار وطن جائز نہیں شعر نے اس قسم کے تقفیف سے بدست اختیار کیا کیونکہ  
بعض الفاظ میں یکساں ہو گا لکھا گیا کہ تقفیف مذکور استعمال کر لیکو کر لیکو کر لیکو کر لیکو  
نہونی کہ کیا کہیے آج تک لوگ اس قسم کے قوافی استعمال کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ  
ہمارا کلام تقفیف مکتوبی و غیر مکتوبی سے پاک ہے مثال کے لیے ایک شعر لکھا جاتا ہے تاریخ  
آسمان کی کیا ہے طاقت جو چھڑائے لکھنؤ لکھنؤ بھیر خدا ہے میں خدا سے لکھنؤ۔ ظاہر ہے  
کہ چھڑائے میں الف کے بعد ہمزہ اور ہمزہ کے بعد یے ہی۔ اور خدا سے میں الف کے بعد

یہ اور تاریخ نجوم نے اس وجہ سے اس کا قافیہ باندھا ہے کہ جس لفظ کے شروع میں الف ہو وہ سب کے ساتھ  
دلائل کو متحرک کر کے اور اس الف کو گرا کے ملا سکتے ہیں جیسے کہ آہ بروزن مغول کو گزراہ بروزن فلول  
سکتے ہیں پس سے آہ میں ہی ایسے سائنہ کو متحرک کر کے الف کے ساتھ وصل کر سکتے ہیں ایسی حالت  
میں اس کا لہجہ سیاہ کی طرح ہو جاتا ہے مگر یہ تکلف سے خالی نہیں جو شخص ملا تکلف بوسے گادہ سے آہ مارے  
یا کہ گادہ کو آہ میں کچھ تکلف نہیں دوسرے سے آہ کی ہے کو متحرک کرنا اور الف کے ساتھ ہائے  
سیاہ غرضاً فصاحت کے ہی خلاف ہے کیا لایحییٰ علی من لا ذوق سلیم و فہم مستقیم ۱۲، بیضی ۱۱  
مگر نون اصلی کے ساتھ نون تنوین قافین میں بعض جگہ آگیا ہے رشک سے یار من من کے بکر جاتا ہے  
کام من من کے بکر جاتا ہے ۱۲، تراویح ہے کہ بوسون کا کلیل او آئینے بکر جاتا ہے۔ استوائی حضرت شمس  
لکھنوی ۱۱ قید آنا وہ آپ پر من تمانا طلقہ زلف طوق گردان تمانا عذر مانع نہ تھا کوئی تسلیم ترک  
شعر سخن یہ قید تمانا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس قسم کا تقفیف بھی فی انجاء محو باب ہے مگر شعر نے استعمال کیا  
ہے مگر اس تنوین کے سوا کوئی اور لفظ جو مکتوبی نو قافیہ لفظ مکتوبی واقع نہیں ہو اور اگر شعر سے بوجھا جائے  
کہ شعر میں قافیہ ہمارا ہیں و المثال ذلک درست ہے ہمیں تو بالاتفاق ہی کہیں گے کہ ہرگز درست نہیں فاقم ۱۲، بیضی ۱۱

صرف ایک یہی جو کسو بوجہ اضافت کسرہ ہے اور کسری کی وجہ سے وہ بے لوجہ میں ہمزہ  
 سے بدلتی ہو اور اس کسر کا اشباع کیا گیا ہے جس سے دوسری بے صرف تلفظ میں پیدا ہو  
 ہو اور کسو کتابت سے کچھ علاقہ نہیں پس جس طرح سنو کسچین سا کچین کا قافیہ ہارچین درست  
 نہیں اور سیطرح چٹرائے گنتر کا قافیہ فدلے لکنو از روی انتظام شاعری درست نہیں ہو سکتا  
 قافیہ متلاشی بمبئی تلاش کندہ مرغن بمعنی روغن واریا میں قسم کے دوسرے الفاظ حکما وہ  
 لوجی نہیں مگر ان کا اشتقاق بطور عربی ہو اور عام طور پر جو کچھ کچین اور کسا استعمال میر کز ویک  
 کچہ مضائقہ نہیں فائدہ ہندی لفظ کی اضافت یا کوئی اور ترکیب بطور فارسی جیسے تلوار  
 زید قطرہ آنسو ہرگز درست نہیں اسکو یوں کہنا چاہیے زید کی تلوار آنسو قطرہ اسطرح  
 ہندی یعنی وہ لفظ جو عربی یا فارسی ہو اور اس میں ہند والوں نے لفظ یا معنی تصرف کیا ہو اسکو  
 بھی فعلی ترکیب فارسی جائز نہیں رکھتے مگر یہ قاعدہ او نہیں الفاظ میں جو تکنیکی فارسی  
 مشہور ہو اگر فارسی ہی ہو یا ہو مگر مشہور نہ ہو تو اسکو مفہوم قرار دیکر ترکیب فارسی استعمال  
 کر سکتے ہیں اساتذہ کے کلام میں جائز ایسی ترکیبیں پائی جاتی ہیں ناخ ۵ ہاتھ بگفت  
 صرع سال بنای آن یو باب امام باڑہ سلطان خاص و عام امام باڑے کا ہندی لفظ  
 ہوتا رہا ہندی کیوجہ سے ظاہر ہے پھر بھی ترکیب فارسی مستعمل ہوا۔ آتش ۵ کیسی مجرم  
 اب رواں دہا دانی ۵ جہاں سے جو برابر کبھی حجاب آیا مجرم جن مخون میں بیان مستعمل ہوا  
 ہر ہند۔ ۵ اور ترکیب فارسی ہو جو فائدہ جو شخص مرگیا ہو اس کے نام کے ساتھ لفظ صاحب  
 محبوب سمجھا جائے یا بولقب کیساتھ کچھ مضائقہ نہیں جیسے شیخ صاحب یعنی ناخ ۵ حرم خواجہ  
 صاحب یعنی آتش مغفور ۵ آئندہ ہمزہ کو اکثر لوگوں نے بے حسد در نامہ سے

۵ میں نے اس شہر کو نامی شعرائے حال کچھ متین پیش کیا جنکو دنا و نواف اتر کر دیا کہ نہایت شبہ بہت بھی ہو اور بعض  
 زید جو اسکا کہندی کسو اکثر نہیں بلکہ ساکن الاخری وزن کی رعایت کے لیے پہلے ہمزہ جڑا دیا یعنی کہتا ہوں اول کسرہ  
 ضافت کیا ہوتا تھا ہمزہ کی یہ وجہ قابل قبول نہیں بلکہ بات یہ کہ جو یہ کسور ہوئی ہو اسکو لہجہ میں ہمزہ ت بدل دی  
 بن جلیو فرائش از فرائش وغیرہ پس فدا کی گئی کو بوجہ اضافت کسرہ دیا یا یہ کسو ہمزہ سے بدلتی اور اشباع  
 ہو جو تلفظ میں ایک دوسری بامی سالک پیدا ہو گئی ہو اور بعضوں نے یہ کہا کہ جو بامی سالک ہو بعد اشباع پیدا ہوئی ہو  
 اب بھی کتبوں میں کتابوں کہ اولادہ یا جو اشباع کسرہ اضافت سے پیدا ہوئی ہو اسکو کتہ نہیں بتایا ہو عربی ایک  
 ہی تے کہ عدد دیے ہیں اور بعضوں نے یہ جواب دیا کہ فدا کی طرح چڑھائی بھی کسور الاخر سے سمجھائی الف کے بعد  
 عرف ایک بے ہے جو کسو کسرہ ہو اور اس کسرہ کا اشباع کیا گیا ہو وہ قافیہ ۱۱۶ الینحاج

اور میں بھی پہلے او نہیں کا ہنجیال تھا مگر تحقیق و تنقیر سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مستقل طور پر  
 ہو یعنی کسی حرف پر نہ ہو جیسے عطار اللہ ضیاء اللہ تو اس کا ایک عدد لینا چاہیے فائدہ  
 جو تھے تے دراز لکھی جائے جیسے رحمت وغیرہ اس کے چار سیکڑے لینا چاہئیں اور جو تے  
 گول یا شکستہ لکھی جائے جیسے زبدۃ العلماء ہدیۃ الشعراء تو اس کے پانچ ہی عدد لینا چاہئیں  
 فائدہ آئے جلسے بہ وزن فعلن کا اطا دوطح مروج ہر ایک یہ کیے طرح آؤ جاؤ میں واو پنج  
 ہجرہ لکھتے ہیں او سطر آئے وغیرہ میں ایک یے لکھ کر اس کے اوپر ہجرہ لکھ دیتے ہیں ایسی  
 حالت میں صرف ایک یے کے عدد لینا چاہیے مورخین ہند نے جا بجا ایسے الفاظ میں  
 ایک ہی یے کے عدد لیے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ دو یا تین لکھ کر پہلی یے  
 پر ہجرہ لکھ دین فی الحال اکثر اس کا اطا دیاؤن سے دیکھا جاتا ہے ایسی حالت میں دو  
 یاؤن سے پیش عدد لینا چاہیے کیونکہ تاریخ کی نیا کتابت پر ہے۔ تمام مستند

کسی حرف کے اوپر ہونے کی مثال آؤ یاؤ وغیرہ ہو کہ دو پر ہجرہ لکھا جاتا ہے ۱۱۲ ایضاً ۱۱۳ ہجرہ کے  
 عدد کی بحث مولف نے تذکرہ یادگار وطن میں نہایت بسط کر ساتھ لکھی ہے مگر فی الحال غیر یہ ایضاً ۱۱۴  
 اس سے مدد و طول کی بحث اگرچہ از حد الاغلاط و غیرہ میں مولف نے لکھی ہے مگر تذکرہ یادگار وطن میں اس بحث کو اس  
 محققانہ طور پر معالہ و ما علیہ لکھا ہے جو قابل دید ہے مگر فی الحال ایضاً ۱۱۵ عجب نہیں کہ کسی کو  
 پیدا ہو کہ جب جائے آئے میں ایک یے لکھتا اور دوسرے ہجرہ پر لکھتا جائے تو اس کا فائدہ قدر کمزور دست ہوگا  
 اس میں بھی تو ایک یے پر ہجرہ لکھا ہے جب آئے اور عدد اس کی کتابت اور حفظ کیسا آسان ہے تو انکا تقصیر بھی درست  
 ہوگا اب میں لکھتا ہوں کہ غالباً لوگوں کو یہی ہوگا کہ ایسے تو انی استعمال کیے گرباں یہ ہے کہ آئے جائے میں  
 الف کے بن میں ہجرہ ہو اور ہجرہ کے بعد یا ساکنہ ہو اور اندازے میں الف کے بعد صرف ایک حرف یہ ہو

بے میں ہجرہ سے بد لکھی ہو دمان یا کتونی ہو جو ہر اور یہاں وصل کتابت میں بیان خروج کا نام نہیں دیا ایضاً  
 ۱۱۶ یہ تعداد مسلمات سے ہے کہ تاریخ کی کتابت میں ہر حرف کو کتبی ہو گا وہ بڑا نامہ جائے جیسے خود خوش  
 کے داد اس کے عدد خصوصاً ہونے اور جو حرف کتابت میں نہ ہو گا تو طوطا جیسے خرم اور ذرہ کی ایک ری اس کے اعداد  
 یے غائب ہیں۔ اس قاعدہ پر مشتمل دار ہوتا ہے کہ مولیٰ جیسے پر الف بھی لکھا جاتا ہے اس قاعدہ کو لازم آتا ہے کہ الف  
 اور یے دونوں کے عدد لیے جائیں حالانکہ الف محسوب نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کتبی ہو وہ حرف کتبی ہو اور ہر حرف مستحق ہو  
 کسی حرف کو اور پانچ ہونے جو کہ الف علیہ وغیرہ میں یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ میں ہوتا اور ایسی جگہ الف مدودہ کا پہلا الف ہو جگہ  
 لکھا جاتا ہے یا نون ثانی جو نیچے لکھا جاتا ہے اس کے بعد محسوب نہیں ہوتے ۱۱۷ ایضاً شرح اصلاح

# از اسامی الاعطاف

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمه دانستی است که غلط بردو گونه باشد اول غلط عام و آن اینکه به زبان  
 با اینکه از چگونگی الفاظ ما بر باشد در آن تصرفی کنند همچون کافر که بکسر فاست و با و لبر و خنجر  
 قافیه آرند و این قسم میوه نام نیست دوم غلط عوام و آن خلوف قسم اول بود چون  
 تالاش بر وزن شام باشد که محاوره و اوقاتان است پس کسانی که غلط عام فصیح را در جوار غلط عوام  
 آرند فرقی در هر دو قسم نه انگارند و از پیغمبری غلط اعام و غلط العوام را نمیدانند پس پندارند و حتی  
 مباد که آنچه در عرصه عوام مشهور است که بهمت ضرورت شعری تغییر لفظ از بهدلت جمیله جایز باشد اعتبار را  
 نشاید آورده اند که یکی از زبانان چرا را بتندی را استعمال کرده چون طعنه کرده اند که تندی و در هر سخن  
 بود تندی بر تکرار نه جائز شود و در آمايان از تشدید تشدید ترا نهند و در تندی در و درین باب نقیضه یعنی شعری  
 گفتن چه ضرورت مشهور است با اینکه تندی تندی ضرورت شعری را در او استند بهیچ وجه درین سخن که  
 متجان را نمیرسد که لفظی خلوف است و بهیچ استعمال فصحا بکار آرند آری در اعلام و تندی که در تلفظ معجزه  
 ضرورت باشد مضائقه ندارد و بدانکه تعلیل الفاظ با اعتبار همان معنی است که درین کتاب نوشته شده و در  
 یکم که معنی دیگر صحیح باشد و نیز خطبه با اعتبار و بهیچ فارسیست و در آنجا می آید الفاظ معتدله و این محاوره  
 اهل زبان بهندیابی متصرف فیبه بندیان پنداری حاصل الفصاحه - آتش - آنچه اینجا از فرنگ نگار  
 تعلیق فیه تا کرده اند و نوشته اند که بکسر فاست و با و انش و غیره قافیه شده است درین شک نیست که  
 تخلیه ایشان محض بیجا است اگر در کلام پارسیان لغزش کنی صد هزار حالتش با غشش و گشش بی نام بریکه  
 اکثری را در صحت کسر آن کلام است و دیگران یکسوی میرزا غالب که در فارسی بدلولی داشتند بی بکار و قافیه  
 آتش و انش و عاصیت و او نیز بهیچ وجه ضرورت دیگران درین باب تجت میرزا کرده اند و گویم که فغشای  
 آن عدم تفحص باشد نظامی گوید همه کارشان شرف آتشگری نوشته شدی کرده چالشگری و و لا الهی فیها  
 در تطحیرین بیت نوشته - چون آتشگری است با شش و چون کسر حرف تایی آتش پیدا است که این شعر  
 مطلق است بر کسر تایی فوقانی اکنون کسی را مجال انگار کسر و فاعله تایی حقیر است که کسر از عالمش  
 است آورد و اکنون رای مملکت آسپاه کرده اند و مملکت افغانه و مملکت هرات و مملکت شید و مملکت و مملکت

رای مملعه خطاست فیضی فیا ضی گوید - چون دید که آزدگشت ابا و له آن آزد و بد چو خاک بر باد یا آزد  
 بفتح زای مجله نه بضم آن چه مخفف آزاردن است نظامی گوید - در آن یکال کو فرماندنی کرد که نه مرغی  
 بلکه موری را نیاز زد و در مورد الفصلا نگاشته که عوام که برای مضمونه خوانند غلط محض است آستره بالف  
 مد و وه ضدا بره شیخ شیراز گوید - شنیدم که فرماندنی داد که تبادا شتی هر دور و آستره و آستره تخفیف  
 مسجوع نیست ندانم که در کلام فارسیان آمده یا نه چنانکه دیده ام آستره بالمند دیدم بلکه صاحب غیاث  
 اللغات تحلیله آستره بالف مقصوره کرده و از غرائب اینکه بعضی اجد عصر با ستناد این شعر خاقانی - زینان  
 همه ساکنانش منکره چون آب بره چو آتش آستره تغلیط قول صاحب غیاث کرده یارب کاتبان  
 چنانکه نوشته اند میخوانند و مفید ما امید اند و بنیقام ابره را چه نسبت است و آستره را چه ضرورت سخن  
 کوتاه مصرع ثانی بدین پنج است ع چون آب تر چو آتش آستره هر کس گفتار را باور ندارد و نسخ  
 تحفته العراقرین ملاحظه کند ابریشیم بضم شین مجله از برطان قاطع و غیره بفتح آن خطاست نظامی  
 گوید - بسامع را که ز چین گم کنند ناقص عاج و دام از بر شیم کنند و قافیه آن با معلم بفتح لام که درین شعر  
 طاقوتی نزدی و واقعه شود - توان صوف سخن را بافت معلم که ششم خایه شنبو و شیم از عالم  
 اختلاف توجیه نموده اند اچنه جج جین است بمعنی بچه که در شکم مادر باشد نه جج جن چنانکه عوام دانند  
 فی الصحاح الجین الولد ما دام فی البطن و الجمع الاجته و در منتخب اللغات نوشته که عوام اجته را در جج جن استعمال  
 کنند و آن غلط است احمه بضم حین نام کوهی بدین طبعه از صرح و منتخب اللغات و مثنی الاراب بفتح ثانی چنانکه  
 شهرت دارد و خطاست احوال بالکسره و بضم بر وزن فعلان جج رخ از صحاح و قاموس مصباح منیر  
 و تاج اللغات و غیره و عوام که با فتح خوانند و جمع بر وزن افعال دانند خطاست او عیبه به تخفیف  
 تحتانی است نه تشدید این چنین قلمت است بر وزن افعلة اگر چه مند بسکون هم کسب است از نظر  
 ارج که بمعنی نذر و مته باشد و از کلمه مند که بمعنی صاحب یا از فر هنگس بها گیری و غیره و در کشف اللغات  
 نوشته که بضم حیم غلط است چه در مرکبات اظها حرکت حرف آخر کلمه اول نشاید ارقام آنچه چندین بمعنی  
 نوشتن نگارند و این را مصدر از باب فعال انگارند بعضی اجد عصر نوشته که در کتب لغات یافت  
 نمی شود درین و ادوی فقیر هم با ایشان هم زبان ام بر چند در صحاح جوهری و صراح و قاموس و  
 تاج المصا در بهی و مصباح منیر و منتخب اللغات و مثنی الاراب تاج اللغات و کتب دیگر نقص کردم  
 بناتخم نا در فعال فارسیان نه اقرار است نه انکار ارم از اولام بعضی خواص است که ارم با ع  
 شده و انا مند و بمعنی بهشت در است نیست گویم که بمعنی بهشت هم استعمال کرده اند مولانا جامی در

دیوان غیر منقو گوید - داوراده وصال چهارم یک کلام سرمد اسرارم و لیه مسل عصر رسول الله  
آمده سرمد و در آمده و در ره اسلام هر کوزه که کار او باشد حورارم و از و حاتم بیای بود  
و جای خطی است نه از و حاتم شریقی نویسه و دای و لیه به این مصدر و چیست در و بی برای ای می کشی  
او داده نش از هم بجای صحیح است نه سهای بود است از رزق بتقدیم زای مجله بهای مملکت و دیم و با کسر  
خطاست هر ماده اش از رزق یعنی که به ششم شدن بتقدیم زای مجله است اسرار حج کافحه و با کسر  
خطاست حطبل بالکسر و سکون با مکان استن اسبان از صراح و قاموس و تاج اللغات و فنی  
الار و فتح اول یا بحرکت با چنانکه شهرت دارد خطاست فیضی فیاضی گوید سه انگشت است سوی اصل  
بر عقل که شناسن حطبل یا آتی گوید سه که رفت حطبل و گشت نه پوش یگانه ی نضاض شکوه  
کاهی ز قدیم کرد و لیه عدوی هر یک از این پنج تن را تا بد با و با مکان در کفن و حطبل و قید و منقل و میزان  
ناخدای شیرازی گوید سه ز حطبل و ز غکاوه و ز نوبت و ز نوبت و صلح طبل و درایت و آنچه به چشم بهره  
و سکون عین یعنی عجزه قاموس و غیره بدانکه این لفظ بهره در کلام اساتذہ کثرت آمده و بدون  
بهره اگر چه بعض محققین خطیه اش کرده هم به بندرت دیده شد مثال اول جای گوید سه ز حد و سه  
به از آنچه به سازی به نه خند و طبع کودک جز به بازی یا میرمس الدین فقیر و شوی و الله و سلطان گوید  
عجزه به عالم خیال است یا آینه طلعت کامل است یا مثال ثانی محسن تاثیر گوید سه ای شیخ شهر که  
توان این عجز به گفت بی بی پرده گشت راز نهان اندر دای لیه چون این همه داشتی بدانکه اگر چه به خط  
بهره خوانند عین با حرکت صمه و به بندت فقه و عرابی با فتح منسوب با عواب که تازیان بیابان باش  
را گویند از صراح و غیره و بالکسر خطاست اقر بالکسر برای مطلق جمع قریب بضم آن که به لسان جاریست  
از صوت عاریست اقلیم بالکسر خطی است بهفت بخش زمین از پنج اللغات و متوج اللغات و کشف اللغات  
و خیابان و غیره و با فتح در کتب نیست الکسر بالکسر کیمیا از قاموس بهار جمع و بهفت قلم و با فتح خطاست  
و این لفظ صحیح بسین است کسانیکه غیر بنیای متشابه نویسد خطای فاحش کند الا انه نظری است که به خط  
آیاتان کتب نویسد همچون لاله ام به سید المهر و م و این خطا محض است چه بعد از این و در وقت  
نفعی نمی آید بجای لاله صحت لاله نوشتنی است احوال با فتح مرکب است از الف و بهم و کله  
حاصل و بلکه بهره محاذیه جمال است الفط لیل که بکون ثانی نام کتابی است مشهور و عام که بحرکت  
آن خوانند خطا کنند و کما شستن بکف فارسی تصور کردن و پیدا شدن از فرنگ جهات گیری و به  
قاطع و بکوت تازی که مشهور است از صحت و درست فصل با می تازی به باطل است لاله و

از این آئینه در هر هنگام است اما بعضی اجله عصر نوشته که از کلام اسانده و از نظم محقق نیست چه جائز  
 با گل دل امثال آن ناده و صاحب بهمانچه که باست لال جو ترجمه آن این بود و شعر آورده ظهور  
 سه در دکن آن چه پیدا میشود بواج نوازه ساحران بابل است سلیم سه دره و عشق می دل و  
 و فسون غافل مباشرت بیانه هر مور این صحرای چاه بابل است ایچو البشر نوشته که ثبت در عیانت چه  
 وقت تحریر وی اختیارات ماقبلش چار و داشته اند گویم که بعضی اتصال روی هم بابل با گل و  
 نه آورده اند شیخ شیراز گوید که چون بید که بر جوتی کند و دل اگر تنگ شود و هر تبه آن کسبه چه گویند  
 حرام است درین عهد و وقت چه است آن کرد که در بیت بابل کند فیضی فیاضی نوید سه دره  
 شوی درین سلسله و باروت توئی بچاه بابل و قاتانی که در قصیده که مطلعش اینست سه ای  
 تو عیده تر از خط قرص بدردامن زلفت تو مرا دست تو سل سه این شعر نوشته سه باروت بخرم تو  
 معقظم آید پیران سوی عیش چه از چه بابل ناخدا ی شیرازی گوید و دو چشم سر سازش از طاول  
 فکنده عا که بر چاه بابل نه با یکدیگر بابل بضم با سه ثانیه هم متعل شعر است و این سخن دیگر است که  
 کسره و ضمه فصیح باشد باز در گان بفتح زای معجمه مخفف بازار گانست و بضم این احوال  
 زای مخفف عهده محقق است بضموم بالشت بمعنی و جب هندلیست نه فارسی بدیشان بفتح او  
 ثانی نام ولایتی است معروف که اعلان و منسوب است از مخفف اللغات و بر مان قاطع بضم ثانی  
 خطاست بیرون بکسر است بضمین چنانکه در عوام شهرت دارد و یا آنچه در بعضی فرنگیان  
 خطاست چه این مخفف سیر و است که بکسر است بضم جانور است که در مندی بکسر گری  
 و عوامی مغر نمند و آنچه نیز با مخفف بعضی مغر و گویند را معنی میخواهد اند مخفف خطاست نه  
 است از آنکه نه باشد یا مده گویند که بضم است شامل است بر پیش را نه باشد یا مده چنانکه در عوام  
 و شاه نعم شامل است مغر و صان را بر و چهار بضمین و سکون را مملو و وقف و جمعی بکسر  
 و سکون ای بوز نام وزیر و شیر و ان از هفت قلم و غیره و در عوام که بکسر فارسی و حرکت است  
 مخفف خطاست بسفاح بفتح نام و دوانی است معروف از منتخب غنثی الارب بر مان قاطع  
 هفت قلم و بلکه خطاست بشارت بر هر حرکات باقی موده مرده بکسر غنثی الارب  
 فی علوم فیما کلمات لغات فتح ابله و صمد و کسر و ایلی ای صاحب غیاث اللغات  
 و دیگرین نوشته اند که با فتح خطاست منشای فن لم القالی و عدم بکسر باشد بضاعه  
 بکسر نه یا به تجدد از صراح و منتخب مصباح منیر و تاج اللغات و غنثی الارب مؤلفه و بکسر

در سر قسبت بعد از بافتح نام شهر سیست از عراق حوین اصل باغ داد بود بخت و تکیه مش ازین  
 باغی بود که نوشیروان عادل هر هفته یکبار در آن باغ باغ عام دادی و بداد مظلومان رسیدی الحاکم کثرت  
 استعمال لغت افتاد از کثرت لغات و برهان قاطع و هفت قلم و غیره بعضی از محققین نوشته اند که عرب  
 است از باغ بافتح که نام بی ست و کلام داد یعنی عطیعت به تسمیه اش اینکه سالی قوم مشرقی که عبادت  
 بن بست میکردند غلامی نزد کسری هدیه فرستادند پادشاه آن غلام را ملکی فرمود گفتند نه یعنی این  
 ملک و باغ است پس آن ملک باین اسم سببی شد باجمله عام که بعضی ادل گویند غلط محض است بکار  
 بافتح و دشواری از تصحیح و طرح و قاموس تاج اللغات و مصباح منیر و منتخب اللغات و منتقی الاراب  
 لغات و لغات و بالکسر درست نیست بل بیکون ثانی نام شهر سیست از خربنگ جهالگیری و غیره  
 و تحقیقین خلاصت سعدی شیرازی گویند که لغت قدسی حدیث خواجہ بلج در مرگ بهتر از زندگانی تلخ بقا آتی  
 گویند که نمایه انوری را سخره او باشد و سخره را می روشنش را چون شب تامل کند و بقلوب  
 و اصل لغت قاف و لام است اما بسکون گمانی هم استعمال کرده اند ناصر خسرو گویند از کلام و لغت  
 بر ش ساری آتیب خاک خشت هم بود و چون آنرا در سبب قلوب کنی بدینو چهری گویند که قرآن  
 شیخ دین هنگام بیجا چنان دیبای بوقلوب نماید بهتر مرکب است ازین و نه که برای تفصیل آید از  
 و سخره الامانی و غیره و چون از تحقیق بهره نداشتن لفظ را یک نموده نگارند و محب است از بعضی مؤلفین  
 که به ما مختلف بهتر نگاشته پس غیر از این جمله در لغت مشرق و غیره نیز کیفیت سی استعمال  
 کرده اند سالی چند میگرد که خواص بعضی این لفظ کرده چون در کتب لغات و کلام شعری و غیره یافتند  
 گمان بردند که این لفظ بهندست علیهم یا فنگان خود را منسوخ کرده که کشاید که این لفظ بترکیب فارسی استعمال  
 باید بر چند بعد از آن بعضی این شعر در کلیات میرزا جلالی امیر یافتند سه طفل محو می کرد  
 شیر آینه و سیم و سگدلی بے لقم بے پیر آینه پاکشیکه ازین واقعه خبر داشتند و مثال گوش  
 گزاشه هنوز در فارسیست آن کامل دارند آدم برین که فقیر نزدیک وادی بخار با انگیزه ام  
 و خاکسایه این بیت در کلیات خج علی حین بنظم و گذشته که بجای پس بجای از ابد بے سرب آید  
 تا میخانه هم با خرقه تدویری آید و چون تحقیقش از شیخ محمود قرظی و حاجی عبداللہ رشتی حاکم خلص قاسم  
 هر دو بر گوران فرمودند که این لفظ شکر از دشنام داده و در قافس شائع است چنانچه کی از شعری  
 هم گویند بے بی پیرم آید و خوابات و هر چند سنگد زمانی پاد و این شعر در کمال شهرت دارد و بیکم بجهت  
 فارسی لقبه فلان میر نفس الدین فقیر گویند با حسن بی خند یکم گل مالگردند بلان هم بدو که برود



خبر از بهر یکم پای غیرت ماه و شش نجم و طبع کاف لجه هندیان ست فصل بابی فارسی پارس  
 نام ملکیت عوام بحرکت در خوانند و خواص دران تامل دارند و حق اغیت که سکون رای نمائند  
 آمده و بحرکت آن شاذ و کمتر برای سبب برین چند ابیات قافانی نقطه انتخاب دم مثال سکون  
 چون عقد و لم کشاید ملک پارس بایک شید رشت سوی کا شفره اسه ما تخم چرا پارس که نبود دران و بار  
 نی آب خاک که شتر و گا و و خمر اسه و رت هوست که در پارس فتنه بشینند یکی از خلق میوشن و چشم  
 قتل از اسه ای اهل خلدس مرده که از فضل که و کار و آند ملک پارس امیر نیکو اسه شهنا و دشتان که وید  
 و ریح تو قافانی بگو و خاقانی ایام و خاک پارس شروانش به بشارت خمر رسد از بام و در که قافانی بایک  
 بوس ملک و مکن پیارس و رنگ اسه اگر پیارس گلستان عشرت ست ولی بچونیت بخت چه  
 شادی دنگ گشتا تخم اسه مراد ملک یزد و پارس بخشید لقب ادش بصاحب اختیار می مثال خمر  
 اسه ز جلدت الب همچون ز طوطی پارس بوز پارس تا در ششی ز رشت تا شستر و دینر دشت  
 که پارس بمعنی سنگ محروک گویند که سبب است در کتب لغات اثری از ان یافته نشد و از ایرانیان  
 هم منقول نشده و در کلام اهل تخم بجز نقطه نوشته نگردد کتابی قطعه بنام یکی از شعرای سمرقند و از او  
 بود و ان این دو بیت یافته شده گویند که آهمن شمول از صحبت پارس باز در این سخن است که ان  
 و را فوا و پارس نبود هیچ خمر دم بخور تا آهمن نبود هیچ خمر دم خود خواهد بود بگو شعاع از بهار عجم و غیره و بمعنی  
 که مشهور است از محبت و دوست چه فلسف شعاع نیز دیگر است و سایه شی آخر پیر سستار غلام و کینیز از  
 خربنگ جهانگیری و بران قاطع و هفت قلم و در سراج اللغات نوشته که اینک بعضی مردم هند و ست  
 مخصوص بکینیز و اند خط است پیرستان بمعنی جای پریان و کلام فارسیان یافته نشده و از  
 ایرانیان و اردو هند منقول شده کس گویند که ستان برای ظرفیت ست در اسباق حاجت سبب جزئیات  
 از اردو پس بهر ممکن چون در ستان باشد چه در حذف یا بی بری و تبدیل حرکت و از کسر و لفتح  
 از تحال شعاع بر ضرورت با جمله مختصم گویند که هندویت در اردو و بر کسب هندی و باطلان لون  
 آوردنی است و کسایک از خط اردو و خطا آورده اند لفظ هندی دانسته باشد پیر کار بکاف خامی نام آل  
 است که نقاشان بدین دانه کنند از فرنگی و کسری و غیره و بعضی گفته که کاف ازای است  
 نیست چه مصرعش فرج آورده کاف فارسی بر آن عجم را کنند که کافست تا از آن را از آن و نیست که جدید  
 مرد و در کاف عجم بکاف عربی تغییر یافته است و کاف عجمی که در حال فصهای ایراس چه کار بکاف تا از آن  
 پیر و در کاف بدین موقوف خداوند تعالی که پرورنده ملکایان است و بمعنی پرورنده نیز آورده و انظار

حرکت دال غلط محض است از کشف اللغات و غیره پلنگ درنده ایست دشمن شیر که بر عری نمراد  
 و آنچه در عرفت عوام یعنی پوز که بپندی چنیا گویند شهرت دارد و محض غلط است چه پلنگ از شتم نیز نیست  
 از سراج اللغات و خیمایان و غیره پنجا و بافتح عذیبت معروف است و از برهان قاطع و سراج اللغات  
 هفت قلعه و دوازده در بسته نیست پنجه بحرکت جیم نفس هر چیز که شک باشد از هفت قلعه و غیره  
 مولوی جامی گوید سه بگرد و نه است که نیم گشت بدلم چون پنجه سوراخ سوراخ و نفوس کون جیم محاوره  
 بپند نیست پوشتاک بعضی لباس بعضی اجله عصر در فارسیست آن تا مل دارد گویم که صاحب بیابان  
 نوشته که پوشاک جزای بدوشین و اطراف و منشآت خود استعمال کرده اگر گوئی که طاعن اعتماد افغانی بپند  
 استعمال می آورد گویم که حاجتی از ایرانیان تحقیق پوست کدر یا راسی شاک یا بنیعی مستعمل است فصل  
 نهای فوقانی تبارک بفتح رای محله فرق و میان سر آومی و چیز که صد و پنج بزرگ بر سر بپند از برهان  
 قاطع غیره طاعن در لیلی بخون گوید سه کوتاج و فائز تبارک بدلد و انوت بود مبارک بدمنیر و قنوی  
 رموز یا گوید سه بیابان بخیم نه تبارک بود و خود نیز چنان از ان مبارک بود و پنجم ثالث دست نیست  
 شب یعنی حارمت و بی و فارسی بیای تازیست و آنچه بیای فارسی شهرت دارد و محاوره بپند  
 شعرائی هم جا تبارک را باللب و غیره قافیه کرده اند چنانچه سعدی شیرازی گوید سه براندیش از  
 ارقان و غیره ان تبارک که بر بگرد و اند در از بی شب و در پنجا از عالم تقیه اسب و کسب نیست چه از  
 کتب نجات هم بیای تازی مستفاد می شود و نیز از قجی از ایرانیان تحقیق پوست که گوید اهل یارس  
 تبارک بیای عربی سنت ندگاه بافتح و کر نمودن و بالکسر خط است چه مصدر بگردن فعال آمده  
 مفتوح التا باشد چون تصاد و کراد و آنچه بنیان و لغت بالکسر آمده خط است فی بعضی قوالوالم بھی  
 تمنعان یکسر انا و الاسته عشره اسماء ثلث یعنی المصعد و هما التیان و التلغار ششم بفتح تاست  
 و بالکسر خط است سعدی شیرازی گوید سه کی و در بیابان یک تشنه یافت بگردن و در حق و حیا  
 نیافت و درین شعر قافیه تخیلی است نیافت ردیف و قح شده تعوید کحد و نستی کیون این تعوید  
 در کلام پارسیان یافته می شود بعضی اجله عصر درین ترکیب که بطور فارسی است و در گویدان آورده  
 اند تا مل دارد گویم که رسم هند است که بر نواف کحد چیزی سازند تا به تعوید و اینجا است که اورا تعوید کنند  
 و در پارسی از این نیست تا استعمال چه رسد چون فارسیش نیست ایادان بترکیب فارسی خط  
 ندارد و این بحث را در نجاته ذکر کنم انشاء الله تعالی لفرقه بفتح فوقانی سکون فاکسر نای محله  
 مردن و بفتح ثالث غلط است چه این مصدر است بگردن فاعله که سکون فاکسر عین باشد تمخا

یعنی معروف بتقدم یکم بر غیرین و در آخر الف مقصوره و تنها با تمجید بها خطاست تو تیا بمضی سبک  
سر بر هر دو جات است فوقانی است و بطای مطبوعه نوشتن درست نیست تیمور بادشاه مشهور  
صاحب غیاث اللغات و بعضی جاهه عصر نوشته که این لفظ ترکی است و چون در ترکی بعد کسره  
بعضی مضموم و او نگارند و بتلفظ در نیارند کتابت یابد و اورداست و تلفظ آن خطاست و غیره  
کرده اند برین رباعی سلطان تیمور که مثل او شاه نبوده در بعضی دسی و مند و آید و بعضی در بعضی  
هفتاد و یکی که در خرد و پنج شده هفت کرد و عالم پدر و در و شر که در قافیه مقصوره است و در آن  
اشباع و تصرف شمرده گویم که حق تحقیق بر عکس است اصل نام آن بادشاه باظهار یاء و او بر  
ذی نوبت قاضی شهاب الدین آنکه که معاصر شاه تیمور بود در تاریخ تیموری که موسوم بحاجب المقدور  
فی اخبار تیمور است نوشته اسم تیمور بتاریکسوره ثمانية فواد یا یا سالکة مشقة ثخاد و او سالکة منیم  
مضموم و در اصله بده طریقه اطمانه و فی التصریف زنة ثمانية لکن کثرة الالفاظ الالهية و اذ او با  
صوبان اللغة العربية غلطها فی الدوران علی انباء اوز الهمة و در حیا کف شانی میدان است  
نقاوانی بذا تارة ثور و اخرى تمر لنگ پیدا است که اصل نام آن بادشاه تیمور بر وزن ذی نوب  
نگاشته و مکرر و غیره از تصرفات نگاشته و بر ظاهر است که تحقیق چگونگی اسم احدی چنانکه موضح معاصر  
داند بگیران برسد اگر از پسینان صدر از رباب فرنگ هم خلاف صاحب کتاب المقدور و نویسنده  
اعتبار نشاید و اینکه گویند که در ترکی بعد کسره یا و بعد ضمه و او غیر مفعول باشد قاعده کلی نیست در  
رباعی شاعر مکرر و او از قبل تصرف است چنانکه در تحقیق قاضی دریافتی با کماله شوا این لفظ  
را بر اصل خود بتلفیه مقصوره و مثال آن که در دهانه در اشباع ضمه یا تصرفی کرده اند م بریکه انچه تمویض  
فوقانی شمرت گرفته می اندازد فصل شای مسئله که بعضی نوشته است اسکان تیمور نیست  
چند در اصل تحقیق است بسکون نالی می آید و گوئیم که بقاعده که در خانه ذکر کنیم انشاء است و اسکان  
شانی مضائق نیست فصل چهارم تانوی حده العظم اول نام شهر بیت مشهور برکناره بحر که عظم  
از صراح و قاموس منتفی الاربع است لغات و در بعضی لغت با کسره نوشته با کماله این مضی با کماله  
غلط است جبراحت با کسره بیش از صراح و متغیر لغات و بها تخم و غیره و باقی خطاست  
جبر خانه یضری که از جرم غیره مرکب است و در مود آنکه کلمه نسبت است چون سالان و خانه و  
برای آن جبر خانه و جبر خانه محض غلط است جبر یان انچه حجم درون شدن آب و غیره از بهر تخم  
با کسره خطاست جبریه با کسره انچه از ذی گیرند از صراح و قاموس منتخب لغات و منتفی الاربع قاج

اللغات و مویده الفصلا و بالفتح خطاست جلیاب بالکسر جماد و قمیص از منتخب اللغات و قتی  
 و غیره و بالفتح خطاست جمادی الاولی و الاخره بضم جم و فتح دال و دو ماه از شرح  
 و قاموس منتخب اللغات و تاج اللغات و قتی الارب اکثر نوشته نگار جلیابی الاولی و کجا الاخره  
 الاخره نیاید چه در توضیف جمادی که مونت معرفت است یا کلمه الاول و الاخره که برود مذکر است  
 صفت و موصوف و تذکره و تائیت بخوابد ماند و شیر گویند که اطلاق کلمه ثانی آنجا باشد که برای آن  
 تائیت نیز باشد پس بجای جمادی الاخره جمادی الثانیه درست بنامند و غیر بجای جمادی الاخره  
 جمادی الاخری درست ندارند فی المصباح المیزان لایقال جمادی الاخری لان الاخری بمعنی  
 الواحدة فاول المقدمه و المتاخره فیحصل اللبس فقل الاخره فیخص المتاخره کویم که اگر در عربی  
 درست نباشد گویم یا ما فارسیان کما ظایرین قاعدند از جامه در تشریفشان جمادی الاول  
 جمادی الثانی و جمادی الاخری دیده ام و جمادی الاول در نظم هم بنظر در گذشت بلبس شیراز  
 سرآید بر وز کاند و الف از جمادی الاول پشرفت الدین بخاری گوید نیمه از جمادی الاول  
 بود کاین نظم گشت مشکل بود درین لفظ تصرف دیگر هم هست که الفی که بصورت یاست و  
 آن بجهت اجتماع سائین ساقط افتد آنرا بیدل کردند و نیز دانستی است که در اشعار و غیره  
 جمادی بصفت مذکر جائز داشته اند تا فارسی چه رسد آدم بر بنیکه جمادی بضم جم چنانکه برسانند و ام  
 جالیست از حلیه صحت عاری است بجمه بضم بر و جمیکانه سر از صراح و تاج اللغات و منتخب اللغات  
 و بهار جم و در کشف اللغات و مویده الفصلا نوشته که اینک مشهور است که بجمه نام باد شایسته بود و غلط است  
 و در قصه بجمه که بهیسی علیه السلام تکلم آمده بود و حال باد شایستی و مرگ خود باز نمود مراد از جمه  
 کانه سر باشد جنوب بفتح هاء جهت معروف از منتخب اللغات و غیره بصفتین خطاست جنیبت  
 بفتح جم و کسرون اسپ کوتل از بهار جم و غیره و بضم اول و فتح دوم چنانکه ثبت دارد و خطاست  
 جوا و بضم ج و موحی مذکشف اللغات و قتی الارب و تاج اللغات و جوا و بضم ج و موحی بضم ج  
 است عربی غیر از گوید هدی جواد که بخر نام جان بخشش باشد گوید صحت بحرق جلیابی  
 جوارب بود و نوعی از نقش موزه از بلاد بجمه و غیره و جوارب بخذف و موحی و شدیده نام درست نیست تنها  
 بضم ناواستن از تاج اللغات و غیره و بالکسر خطاست بجمه بالفتح و کشتن از صراح و منتخب اللغات  
 و قتی الارب و بهار جم و بالکسر درست نیست نظامی در مخزن اسرار گوید هم دست و فارسی بجمه  
 همان شوی بجمه بجمه و امیر خسرو در لیلی بخون گوید صفت بجمه سخن و شکر و شدیده نام درست نیست

جدید مولوی جامی در یوسف زلیخا گوید سه بشیرینی کن همچون گیسو بهدی که آفریند بر پایت مندرش  
 ناظم هر دی در یوسف زلیخا گوید سه که سن کردم درین اندیشه چون جدید شدم آن شاه معنی را  
 و بعد از جهل با بفتح نادانی از انتخاب اللغات و کشف اللغات و تاج اللغات و بالکسر خطاست طاعت  
 در لیلی مجنون گوید سه علم همه پیش علم او جهل یک کار همه پیش کار او سهل چشم بفتح خون مشدود و فوخ  
 او کاموس و مفتی المذهب و کشف اللغات و تاج اللغات و بفهم خون خطاست شیخ شیراز در پندنا  
 گوید سه سرانجام جاهل چشم بود و که جاهل نکو عاقبت که بود و ناظم هر دی در یوسف زلیخا گوید سه کیا پیش تم  
 نوش ز بهر و چشمم بزلال چشمه اش در چشم حبيب با بفتح گریان و بالکسر خطاست شیخ سعدی شیرازی  
 گوید سه زرخدان فرد بر و چند یحیی که بخت بد روزی فرستد ز غیب پیشین علی حزمین گوید سه از آتش  
 بتوان ز غیب جلوه ایداع برد از حبيب فانی گوید سه هر که غیب خویش بخت پیوستد پیوستد و گران شماره  
 عیب و جرم بیچارگان چرا شکند تا آنکه دینای می نهد در حبيب پز آری بمعنی کینه زید امن بالکسر باشد  
 فصل حرم فارسی سیزدهم با بفتح پوست از موند الفصلا و هفت فلزم و غیره و بالکسر خطاست نظامی گنجوی  
 گوید سه بسا گردن سخت و بخت چرم بد که شد چون بودال بر کاب تو نرم و که که بر طاس سازد این خام  
 چرم بر طاسی من شود پشت گرم چهل کسبه اول و ثانی عدد و حروف و بفتح ثانی چنانکه شهرت دارد  
 درست نیست فردوسی در یوسف زلیخا گوید سه وزیران فرزانه پاک دل بدین و یارش رونده  
 چل و ظهوری در ساقی نامه گوید سه بیزان و فقر کشایان دل به شادش چهارست و در پس چهل فصل  
 حای حلی جمله بفتح چاپرده که برای عود پس سازند از صحاح و قاموس و تاج اللغات و مفتی الارب  
 و بهارجم و باضم درست نیست خرج بمعنی تنگی بجای حلی و فتح راست و باین معنی بروج بهای بوزر  
 سکونهای ممله چون در کلام اکابر بنده آمده اگر منصرف فیه بنیدیان گوئی سزا است حرکت بسکون  
 را از تصرفات اکابرست فوقی نیردی سه نیرس خوش حرکت و خیرین ادا بود و اگر میداد تیزی خوشنا  
 بود و امیر خسرو ع لاجرم همانند کنای خیرین پر بنده است از اصل الاصول خان آید و باطل  
 ضرورت بهار تعارفات با بفتح نواری از انتخاب اللغات و غیره و بالکسر خطاست حلایم و  
 حلان بره و بزغال از صحاح جوهری و غیره و حلون محاوره بندیت معنی و فارسی حافیت  
 با بفتح ندان شدن از انتخاب اللغات و غیره و بالکسر خطاست حمل بفتح اول و سکون ثانی بارجم  
 از صراح و کشف اللغات و موند الفصلا و تاج اللغات و مفتی الارب و حرکت ثانی محاوره بندیا  
 ست حوالیه مرکب از حوالی که بفتح لام ست و از ضمیر غائب آید ان مکتب که درین شعر سعدی حوالیه



تا خدای شیرازی گوید تو هم ساقی ز عکس چهره شمر و بنگین در ساغر سیاهه پر تو خضر با کس  
 بفتح اول و کسرتانی نام بزرگ معروف از صیغ جوهری و غیره و کس اول و فتح ثانی از تصرف  
 همه و انان هم است قاتی گوید صد مرتبه گردید از هر لامل یا گردان که فتنه عکس در آب خضر  
 و لکه مرا که همت خضر است و چون تو خضر است بگو شم از دل و جان تا بر شتم آب خضر به هم او در قصیده  
 دیگر گوید ششم آب درش مصطفی ز چشمه نوش چنانکه سوخت چو آتش ز رشک آب خضر بداد  
 تاقیه بر تیغ با قبل روی است چون اثر و شجر و نظر و امثال آن و شعری هندی هم خضر با سمنو غیر  
 جاها آورده اند و آنچه بعضی جمله عصر بفتح ثانی درست نداشته اعتبار از شاید و اینکه نگاشته که دکلام  
 شعری یا سبکون ثانی است یا کسرتان و بفتح که طریق شده و آمده در قبیل تقفیه غزل بزرگ  
 است گویم که اختلاف توجیه از عیوب است قدما بعضی جا از تکابش کرده اند اما متاخرین بوجهی  
 جائز نه دارند تا به قاتی که از تفحای متاخرین است چه رسد با بحکه خضر بفتح ضاد از عالم تصرفات و کباب  
 است نه از قبیل از تکاب بخش عیوب خلوت با بفتح ثانی از صراح و تاج اللغات و منتی الارب  
 اللغات و بهارجم و بالکسر خطاست خلعت بالکسر جامه و دخته کسی را پوشانند از قاموس منتخب اللغات  
 و تاج اللغات و منتی الارب بهارجم و بالفتح و دست نیست چهار با بفتح و تشدید میفروش و منتی الارب  
 و غیره و باضم خطاست حتی بفتح اول و کسرتانی کلمه تحسین از بهارجم و غیره و کس اول چنانکه شهرت دارد  
 درست نیست نیمه با بفتح خانه معروف از منتخب اللغات و تاج اللغات و منتی الارب کشف اللغات و  
 بهارجم و بالکسر خطاست فصل الهمله در بار بعضی مؤلفین نوشته که در بار یعنی مجلس سلطین و امر  
 مصطفی بنده یا نیست نه فارسیان یا رب کسی که هندی فرزند باشد صحبت اهل زبان ستم ریخته و نه سیرکام  
 رسانده کرده چگونه بود باشد که در لفظی حکم عدم فارسیست کند و بر دیگران خنده زند سخن کوتاه این لفظ بخر  
 در فارس شائع است چنانکه لسان الملک میرزا محمد تقی سپهر در تاریخ المتواریج نوشته که این قصه دانیس در حضرت  
 مهد علیا و امرای دیار محروض داشت در عهده یعنی گز خلافت مجاوره فارس است بجایش ذراع است  
 کردنی است در و و بنصتین معروف از کشف اللغات و مؤید الفضل و فرنگ جهایگیری و بر بان تواد  
 و بهارجم و بفتح دال خطاست در تیغ بکسرتان فسوس بفتح اول خطاست و کان و مؤید الفضل  
 که بود خطاست و در بهارجم آورده که لفظ کتابت آن بود و بعد الدال خط فاحش است و در خیال  
 است که لفظ و کان تشدید کاف معروف و تخفیف استعمال فارسیان است و اینکه اکثر مردم بنده  
 دوکان بود خوانند و نیند خط محض است و و است بر بدن نبات طریقه دران سیاهی کنند از

بهار عجم و غیره و دوات بزبادت الف بعد دال غلط است ای شیرازی در ثنوی سحر حلال گوید سه چیز  
 نشد از تجربه حاصل دوات به از غر و کجای کن و حاصل دوات به جامی گوید سه ز سرخی هر کی بوده و دوات  
 نوشتی از غش خط نجاست به ملاک الفی در لیلی بخون گوید سه پیچید بسان نامه بر خویش به تنه و دوات  
 و خامه در پیش به قاسمی در خامه گوید سه نه کلک در فشان از دوات به نمود و خضرت و آب جاش  
 حکیم گوید سه رشوق شاید معنی همیشه به دوات به براه عالم بالاست چشم حیرت من به غیمت گوید سه  
 ظلم نوشت جریتمانی دل بود و اتم بود خلق مرغ بسلی به دو چار ناگاه ملاقات شدن بضم اول و خفای  
 تنای بر وزن خمار از بر مان قاطع و غیره و بانهار و او خطاست حکیم قاتی گوید سه چنانکه من ز رخ ماه  
 خود تنادم مهر به لب بلا گرم عشق او و چار کند و حل بضم اول و تنای ریت معروف که در بندگی  
 و هول گوید از کشف اللغات و فر هنگ شدی و بهار عجم و بفتح ثانی خطاست نظامی گوید سه صبا  
 بلبل از دریده و حل ز نامرمان رودی پوشیده گل به سعدی گوید سه قلوب کند سیر بر بوی گل به فرد  
 ماند از جنگ از دل به ملاک الفی در ظفر نامه گوید سه دل زان فراموش کرد و انبیا به بگردن و اش  
 گردید غل جزب گوید سه ز افسون جزب دریده و حل به چار ای سنی مغر خندی به گل فصل دال محمیه  
 و کباب بفتح از بیک شدن و تیزی بفتح از بیک لافات و متنی الارب هو نه القضا و این معنی بضم  
 خطاست و انفقار بفتح فانام مشیر امیر المومنین علی رضی الله عنه خان آند و در خیابان نوشته و  
 و اینکه کبیر فاشهرت دار و خطاست انتی عامه اعتقاد دارند که دوسر و شست و این خلاف و تحت  
 و باشعرا بر قول عامه عمل کنند و دوسر بنده میرزا صابا گوید سه باخیال جنگ سرکار از نیست به درنه  
 دل و دیم کم انفقار نیست فصل برای جمله را ششی رشوت دهنده و رشوت ستاننده را  
 رشوتی نامند و ششی بمعنی رشوت ستاننده خطاست رحابا بفتح امید و هشدن از تاج اللغات  
 اللغات و کشف اللغات بلکه خطاست که شتم صاحب مخزن انفا و نوشته رستم که برای مضموم  
 شهرت دار و خطاست صحیح برای مفتوح است وجه تسمیه شش اینکه مادرش را که دختر هر گابی بود و در  
 نام و هشت وقت ندان نهایت شد و در ده جان بلب بود چون بهر بنادلی اختیار از زبانش برآم  
 که ستمی را شدم همچون نقش گردید انتی بدانکه چون این وجه تسمیه بخیه بخیه بعضی این لفظ بضم  
 اول غلط پیدا اند و خلاصه که شش باع آن بود و چنانکه در کلام قدما واقع شده بهر صحیح و اصل است بر صحت آن  
 حاقانی گوید سه قاتل صفا که است جز سیر استین به بچه سیر ع کسبت جز پدر و رستم و فرسنگ نگاران  
 هم بضم هول نوشته اند و صاحب بهار عجم به ستم بود و بعد از آنکه ستم نوشته رحابا به ستم



جمع رعیت و بالکسر خطاست رعیت بفتح اول و کسر ثانی از قاموس منتهی الارب بفتح  
 و بفتح عین خطاست رفاقت با بفتح هم ای کردن از منتخب اللغات و غیره و بالکسر  
 خطاست رفعت بالکسر بندی قد و مرتبه از قاموس منتخب اللغات و منتهی الارب با بفتح  
 خطاست رقابت با بفتح که بانی از منتخب اللغات و غیره و بالکسر خطاست رفل بفتح  
 اول و سکون ثانی نام علی است از منتخب اللغات و غیره شفعای اثر خیر از گوید  
 توانی در دل من کرد تخمین داغ بحران را بطلم رفل بطناسی دیگر ریگ بیابان ما و بحر کثرت  
 ثانی درست نیست و اینکه از منتهی الارب با فتح یک ستفاد میشود که لغت قلم جامع است و  
 صباغ در سراج اللغات نوشته که در کبریا زیادت تختائی بجای رنگر خطاست و روغن  
 از ازل زبان تحقیق پیوست که روغن زرد بجای روغن گاو و غیره محاوره فارسیان است  
 و با بفتح خلاص بالکسر درست نباشد و من با بفتح گرداختن از منتخب اللغات و غیره و بالکسر  
 خطاست فصل زامی محجه - زجر با بفتح بازداشتن دای کردن از صراح و منتخب اللغات  
 و تاج اللغات و بهار عجم و بالکسر خطاست سعدی گوید به تشنیه و شام و آشوب و زجر  
 سپید از سبب خرق کردیم چون خنجر زرد و شست با بفتح و شدم دال به نام شخص که دعوی نبوت کرد  
 و دین آتش پرستی را رواج داده گاهی دال را بتای فوقانی بدل کرده و شست مانند از سبب  
 قاطع و هفت فلزم و بفتح دال خطاست فردوسی طوسی راست به ای خواند آن زند  
 زرد و شست را به پیر دال می آورد و شست را به نظامی گوید به فریب بت پرستان بطناسی  
 فسون خوانی مکن چون زند زرد و شست به هم آه گوید به چاشکست بر سهر بدشت را به زنداخت  
 آیین زرد و شست را به جامی در سلسله الزمب گوید به بود با همیه سالها بجم پشت به تار از زرد  
 آتش زرد و شست زرد به کسرترین جمله باشد که از حلقه های آهنگین سازند و زرد و شست  
 ستف اللغات نمود الفصحا و و فریبک به انگیزی و به دال قاطع و سراج اللغات و بهار عجم و  
 اخلاص اللغات و بفتح ثانی چنانکه شهرت دارد خطاست فیضی فیاضی گوید به و در  
 که جلوه ده شد بهوشن زردنگ و زرد شد زرد به بفتح پس خورده از فریبک به انگیزی به  
 عجم و انضم خطاست زیادتی در غیاث اللغات نوشته که بسیاری تختائی زنده محاوره عوام  
 است گویم که در کلام نقی جامه در آخر مصداق زیادت تختائی است و این هم از ان قبیل  
 است میز اصبا گوید به خرم آنقدر که فردیم همچو شمع پوشد مایه زیادتی اشک واه ما و ل



تاج اللغات و منتخب اللغات و قسیمی الارث بهارجم و باین معنی یافته خطاست سبک بعضی از  
 نوشته که سبک است رشته است و بجای سدل که سندی لری نامند درست نداده گویم که آری معنی تحقیق  
 رشته باشد فی الصحاح السطحا الخطاط و ام فیه انحرز و الا فوسلک ما جازاً بمعنی سدل هم گرفته اند قاتی  
 گوید که بر نظم دل آری ترا قاتی بر راستی که بر سبک که آیمخته اند و درخت ظفر آنجا است که تحت  
 تو نه تخت بد سبک که آنجا است که کلک تو نه گام به سمت یافته راه راست در وقت شیو و جان  
 از تاج اللغات و منتخب اللغات و قسیمی الارث بالکسر خطاست مضمون یافته اول با درگرم از صراح و تاج اللغات  
 و منتخب اللغات و قسیمی الارث کشف اللغات و بهارجم و بعضی آن خطاست حسن یافته بجای  
 سدر یعنی سال با وجود و تخصص در کلام فارسیان یافته نشد و نه از ایرانیان دارد و نه مسموع شده آری  
 صاحب بهارجم ازین شعر و الهامی استناد کرده و توقیف تو درین سن بکام خواش باشد و آری  
 آنکه شوی پیر ناصواب بر آید با چون نیک بنگرند در نیجاسن بالکسر بمعنی عمر باشد و کس نامی رسد کسین  
 سنه گوید چه درین باب اشتغال فصحا بر ضرورت کتابی سخن در صحت حسن یافته اول است سوک  
 بخیر آن دانند که این لفظ سندی است قاتی گوید و آقا شایری چون و سوس گوارد بر سر از گوید شتر  
 نیکون هم گرفت به سبک بالکسر و خفای با عدد معرفت از بهارجم و غیره فردوسی در یوسف زنجی گوید  
 شنیدم ز گوینده و لغز و نه که یوسف بچاه اندرون بد سدر و خاقانی گوید بعد از سه نتیجه را و انسان با  
 بعد از سه کتب سید فرقان جامی دلیل نمون گوید چون کین سه روز جمعه کرد و بهر نفری سرخ او کرد و  
 و جانی که این مایه تحفیه در قطع محبوب و با شمع سین بایر خواند با طهارت چنانکه درین شعر بد چای  
 مهر و اهر بوی سپهر و خوا بگاه چارون در زیر این نه شوهر است و و آنکه از تحقیق بهره ندارند و مثال  
 شعر بد چای سدر با طهارت خواند و فرماید که بخیر که وجه و نه در همه جا قبل های تحقیق معقود باشد  
 چنانکه در رساله ثانویست این مایه که با طهارت را کسو خواندن و باز با تحقیق گفتن یعنی چه و ندانند که نشاید  
 عدم تدبیر است و بدین است که شمس خوارزمی در جید البحر چهار کلمه را ازین قاعده اشتباه کرده و  
 بعضین آسانی از صیغی و غیره و یافته اول یا سهویست بر بیاد و تحتانی خطاست سسی یافته اول که  
 دوم راست از فریبک جهانگیری و بر میان قاطع و صراح اللغات بلکه تن خطاست فصل اول  
 مجمع شارک یافته وای محله برنده ایست که مانند طوطی سخن گوید و از اراده و سستی  
 میثا مانند و نظم ثالث که شهرت دارد خطاست منیر گوید سخن چون سر کیم از وصف شایر  
 بود بر من سخن سنجی مبارک شایق فی المصلح و شایق هو المحشوق و المحشوق هو العاشق

و از بیاض است که گفته اند در علم در شایسته معنی شوق و در اندوه قاع و دارند و بعضی اجله عصر هم نوشته که  
 شایسته عاشق است نمیتوان گفت چه از کتب لغات و کلام اساتذہ پارس جواز اطلاق شایسته بر عاشق  
 مستغایمی شود گوئیم که در معنی لاریب ترجمه شایسته از بند علم نوشته از اختلاف لغات و دیگر باشد گویش  
 اما در استعمال فارسیان شایسته نیست شیخ علی آخرین نوشته نشر اگر چه خود نمی گفتند با بجهت آن بغایت  
 شایسته قافیه گوید سه شاه پرستم نه مال و جاه پرستم به عاشق گنجینه ام نه شایسته از دور و که شایسته نزد بر  
 نیست عاشق یزدان تا کمال اسارت حال افسر و که مطیع در که در زمانه شایسته خدمت بگدای حضرت  
 او را ستاره عاشق فرمان سجاعت بافتی و لیری از منتی لاریب و غیره و باضمح و یا کشته و در وسط  
**فصل** در بحثین بزرگه یا نمین بسکون ثانی چنانکه مشهور شده خطاست حافظ شاعر از فرماید سه طایع  
 اگر در کند و انشاد و درم بکت و اگر بکشتم ز بی طرب در کشد ز بی شرف **شست** بافتی بر وزن  
 قلبی باشد که بدان مایی گیرند از کشف اللغات و فریبک جهانگیری و فریبک شیدی و بر زبان قاع  
 بسراج اللغات و بهار نجم و نظائر اللغات و مهفت قلزم و با کسر خطاست نظامی و شیرین جسم  
 گوید سه در آریه لیوان انداخته شست بزم مایی بلکه ماه آدوده و در دست به طرح بایست مشهور  
 دانستنی است که فارسیان این نظار بافتح شین خوانند کما فی موند الفضلا و در عربی با کسر صاحب صراح  
 و قاموس تاج اللغات و دیگر اهل لغات عیبیه قافله در قافله خطبیه بفتح شین کرده اند اما بعضی بافتی  
 هم جائز داشته اند شفا با کسر حجت از تنوع اللغات و غیره و بافتی یا نمین خطاست **شفت**  
 بسکون ثانی مستعمل فارسیانست سعدی گوید سه نظم بر آرد و فریاد خواند بیک رحمت برافت و شفت  
 نماند شکوه در اصل شکوی بر وزن دعوی بود فارسیان الف را به بدل کردند و آنچه صاحبیات اللغات  
 نوشته که شکوه بها نوشتن خطاست اعتبار از انشاید شریف طهرانی گوید سه دل غمت لب بشکوه و گفتند  
 شیشه تا نشاند صد انکند بود صفت مشهدی گوید سه و لم ذلغ تو میسوزد از که شاره گنم با نجس نه  
 آتش از شمع محفل افتاده است به شفا فی انهمانی گوید سه یک خطه نیر داشت مراد او در شمر بزم  
 شکوه جانسوز بچیز و گراف و قاسم دیوانه گوید سه لب خموشی شکوه در دل چاره ما کردنی است  
 مانده و غزل کبیر و در و اگر دنی ست به ملک نمی گوید سه صدستم ویری ملک یکبار سمرک شکوه  
 خستی شمرنده لفظه زبانت لال حسنه یا سلیم گوید سه از امر محلیت نیست آتشک شکوه کردنی  
 چون دشت بملقه مایه و آرد و گوشت و آرد و ظهوری گوید سه منحل کرد چشم و نه معطر شد دماغ شکوه  
 بیرحمی باد سبا خواهم نوشت یا عربی گوید سه چون زخم تازه و دخته از خون لبها بمجمد ای دای گرشکوه

شود استخوانی که شمشیر بدین احوال در نوشته که شمشیر بیایم همچو این است و این شعر سجده  
 بند آورده چون شاه گریه و بکفت اندر شمشیر و این شعر بدین احوال که شمشیر و این شعر بدین احوال که شمشیر  
 شمشیر با تیر و زنجیر کرده اند از قبیل عیوب پیدا شده که گویند که در اول بیایم همچو این است و این شعر سجده  
 از شمشیر و تیر چنانکه فرزند گنجاننده اند با چوب در راه که بیایم بیایم معروفت فیض یافت چنانکه  
 با تیر و غیره آمده جلالت میره هم را ترک عالم کمتر از سنج نیست یا عشق بی طالع کم از اقبال عالمگیر  
 کعبه جوگر دیده ام میخاکم از سر طعمم به راه محرابی کمتر از دم شمشیر نیست یا قاسم دیوانه به عشق در  
 دیرانی دل تاسر تعمیر داشت یا خانه ملکوت از جوهر شمشیر داشت یا کلیم به عشق کیمی از چاه و تیر  
 نداد و در گرمی تب و روح تشر نداد و دید ایمن نرم از شمشیر تو تاریخه تر گلان بیمن بنده آن ترک شمشیر ندارد  
 میرزا صاحب به بهل شمشیر تحت پیران با تیر را که کمال بال پر پر از با شمشیر را به عقل کامل میشود  
 از گرم و سحر و در کار آب آتش میکند صاحب بر شمشیر را به خیزن به شمشیری دلم از پله  
 تیغ کس آید یا غزاس در هوا صید این تیغ آید یا خضر اچتمه ساز زندگانی با دار زانی با دم آب  
 حیات از جوهر شمشیر آید یا دور در دو گویان از تیر و مو و دنا سخ و آتش تا آتیر و نسیم و دنا سخ و شمشیر  
 کسی نیست که شمشیر را با تیر و غیره آورده اگر گوی که اردو گویان از تقیه مجهول با معروف  
 از جناب دارند آتش یعنی هر گویم که چون در لجه صحای بهنیم بیایم معروفت و تقیه آن  
 از خیر و غیره مضائقه دارند شمشیر فتح اول و تشدید میهم مفتوحه بوی اندک از تنجی لغات و غیره و معنی آ  
 مجازت کمانی بهار نیم و اینج و در حرف عوام بالکس شمرت دار و خطاست شنبه یکسری می  
 و اظهار با نام روز اول هفته از فریبک جهانگیری بر بان قاطع و سراج لغات و بهشت غلام و غیره  
 و خواش هم بهین پنج باشد نظامی و بهشت یکسری گوید از دیگر روز هفته آن به بود و یاف هفته  
 شنبه بود ظهوری و رسائی نامه گوید از عید هم ایام زندان به است که سال و سه و هفته پر شنبه  
 است یا صیر و رنوی بر و ایام گوید به گویش عید که و سه و شنبه شود و صبح شنبه بود و جفا  
 تا جاوره بهنیدانست شنبه اول تیغ اول سخن را گوش کردن و بوییدن از مودالفضل و بران  
 قاطع و بهشت تارم و بهشت شنبه چنانکه شهرت دار و غلط است و تیر و آتش است اما که از دستهای خ  
 ندارند اندرین شعر عید شمشیر از می گوید به زهر شمشیری بر این شمشیری با چوب و چاک و آتش  
 ندیدی بجای شمشیری شمشیری میگویم خوانند و ندانند که شمشیر در دم شمشیر به شمشیری با چوب و چاک و آتش  
 درست ندارند اما درین باب حق است آنچه خان آرز و در رساله از اندالغوا بدو نوشته که معنی بوییدن



[illegible]

طویل القامت سے  
طالعہ محرق کونج و الدرج الطویل ومن قال عوج ابن عث  
تقد خطا و در منتخب نوشته کونج بالضم نام معروف است که در زبان آدم علیه السلام بوجود  
آمد و از زبان موسی علیه السلام نام زد و نام پدر او عوج بن عیسی است و در جمله مشهور شده کونج بن  
عقوب است خطاست عوج بن عقیق است چون انهم و انستی گویم که شعر الکافی فی قبول علم  
علی کثرت عوج بن عقیق آرد تا آنی در کتاب پریشان گوید عوج بن عقیق که با حکیم گفت  
ای کونج جایش کش یا از حکیم عورت بعضی از عصر نوشتند که بمنی زن در تعجب لغات نابد گویم  
فی المصباح المیزبیل لفسره عوج بالفتح النظر الیهما علیا بالکسر زن و فرزند غیر از منتخب لغات  
و بالفتح خطاست عیسان بالکسر ظاهر و بالفتح خطاست کیدا ضحی نام روز معروف چون ضحی  
بمنی قراینماست بدینو بدینو نامی را بعد فحی نامند که فی القاموس و غیره و عید الفصحی چنانکه شهرت  
دارد خطاست قانی گوید خطاست کوی عید الفصحی را که بالبرق نیایش نویسی از حجاب  
و که اسمان عید فحی بالشرع و طغی یا کوکب میر نظام آمد از سفر فصل عین محمد عظیم  
بعضی از عصر نوشتند که کونج نامی صحیح است یعنی گوید عده نه نام صحیح است دست یافتند که  
نه در دواخ کے بلکہ در دوت خواب غلط تحقیق خطا کردن از قاموس و غیره لیکن لازم  
یہ کہ بعضی حضرات یہ تکلم نہ کنند خطا کنند اشرف با آرائی دیوان سر نوشتیم و منتخب  
اعلیٰ بر چند بدوشت است اما خطا در فصلی قافیه معروف و بجای آن قافیه تنقیدیم  
لام بر تختی در دست نیست فرار بالکسر بخشن از منتخب لغات و بالفتح خطاست قرعہ کمر  
باست و بالفتح آن خطاست شیخ شیراز گوید کہ آن شنیدے کہ لانا و نانا گفتند و طعی بدو بل  
و یہ بہ است زنی اگر ضعیف و بدمعاش از طریق خبر فرستادن عوام و بعضی مشتاقان شغلی فاش  
کنند بجای فرستادن در شہر فرستاد و بدمعاش متعالی کنند و مخصوص بچین و دھنہ نیست بلکہ صحت مفاد  
حالیہ چنان موافقہ ایک اگر کسی صحیح گوید خطیہ بنش گفتند فرستاد بکسر تین کرا ز رشیدی در بیان قاف  
و صحت ظہر و الف و قاف خطاست فساد خطیہ سرگشت و ماجرا از بران قانع و بشیر و بالکخطات  
فغان تار زد و بر عیسی است آرد کہ فغان فغان فغان و دن بکسر شهرت دارد و بوجہ احتیاج  
ست و صاحب بہار نظم نوشتہ کہ فغان بالضم الشہر بکسر فغان کہ فغان کاف زکام است و  
دخندہ زندہ کہ این لہجہ سوریان کہکبوت و داندازد است و فغان فغان فغانی گوید  
سرودش از نواد بر لوح ترسیمی پاک نقش می بندند بر خوان بلوح فکر و ای معدن تنی بدو است



کرد و صفت ذات تو عاجز بود و فکر طمان یعنی سرودن با نظم آدمی از صرح و قاموس تنج اللغات  
اللغات و نیتی الارب سواد الفضا و بر مان قاطع و بهفت قلم و با پنج بافتی شربت در دست  
محققین و نیمی اش کرده اند اما حق نیست که فارسیان بافتی هم نهند و گاهی شکری از زبان  
طمانی گویند **فصل ثانی** - **قالب بعضی جمله معصوم است لغت خفیه و شکر آید** به  
بکسر لام - نخست نامه و درین شعر نیم از سه چنان میگردد که درین بر سر آمد و درین  
قالب بعضی اللغات و نیتی الارب و او داشته که نیم نه خلاف افست است و نه از عالم اختلاف و قبل از وی  
منیر و نیتی اللغات و نیتی الارب و غیره و با خطه و مانند ویدنی است که بکسر هم نوشته اند و در قافی  
شعرا و متأخرین است و بچگونه در قصاید هم اختلاف و جیمین پسند و گوید که گویا شکر بی اداء  
صاف ساخته بر آنسان که بیجا از خنده قالب به هم او در قصیده دیگر گوید به هم همیشه در قافیه  
چونیم و گویند گام سختی از روح قالب به در امانه بر کسر و ماضی روی است همچون قالب سالب  
و غیره قسط طینه به نیم تخانی بر نون ثانی نام شهر است از ملک و هم که با کسر اول لغت  
دارد و بنا کرد و شکر قسط طین از قاموس و نیتی الارب بهفت قلم و قسط طینه به نیم تخانی  
غلام است قطار با کسر جیمی از هر جنس از بار عجم و غیره و بافتی خطاست **فصل ثالث** - **قالب یابوسی**  
کار و بسکون رای موهب سکین از بار عجم و غیره و بحر کت و خطاست سعدی گوید به شکر  
بر حلقش یالیده روان گویند از وی نیالیده کسی وضع این فقط برای دودخی القول است  
کسی نیست یعنی آدمی نیست و استعمال آن در تحریف و خیال چنانکه گویند کسی چیز را نوش  
آید درست نباشد کلمه بعضی جمله معصوم نوشته که بسکون ثانی نامه گویم که مولانا بجای رید و در آن  
بے تقاطع فراید و اگر دوم اهل کلمه به رود که در حرم طاهر محمد و له الامام و علم کلام  
مراد از سبع سامع کلیسا بکسر اول و ثانی مجید ترسیان از موهب الفضا و بر مان قاطع و بافتی اول  
درست نیست کنار به بافتی معصوم از فریبک جهالگیری و بر مان قاطع چنانکه باریت و بهدیم  
بهفت قلم و با کسر خطاست کندون صحیح بدون تخانی است و کندین بزیات و مجاوره  
واقعات گذشته یعنی کاف و کسر نون از فریبک جهالگیری و بر مان قاطع و سواد اللغات  
و بافتی اول درست نیست بکسر و بهضم اول و ثالث و پنجم و یازدهم و غیره و سواد اللغات  
اللغات و بر مان قاطع و بهفت قلم و بافتی خطاست و در دست نیست گفت  
بهضم اول و سکون ثانی فرغ تخانی نامیکه در اول آن اب یا ایم یا این یا نبش باشد و عوام

بسروان شده و خوانند و غرض از اینست تا آنی گوید سه بستم از نشان نام نیست من  
 ستمم سر بر بندوی نیاز گزینش بستم کانه و دادیم غنایان را و غنایان را و غنایان را  
 حلاست حلیت گوید سه بکفا کورنش و کشیم میکرو و نه تر از رانده یکم میو و گیاست  
 است تازی مستی چیم این لفظ عربی است آرزو و زنجیا این نور شسته که کجاست که کجاست تازی  
 از زبیری و انانی و اینکه کجاست فارسی شهرت دارد و خطاست که قیبت بر خشدیدار  
 بستم استغفال کرده اند بخبری گوید سه می کوزه و سب ساقی شکین بکرا نیت بدو صد  
 دش که نیت یک پیاله نیت فصل کانت فارسی بکج تر جاره شوب برای جویت  
 که بعضی بدال نهند خوانند خان آرزو و در سراج الغات تجلیه اگر بدهد حق بجانب است  
 قین چون بدین خلق و گزاردن در افای آن اختانات کرده اند که و بکسر اول فتح تانی  
 ن از بهار بزم غنیمه و بستم ثانی چنانکه شهرت دارد خطاست سعدی گوید سه غنایان  
 با و گوید و که دارد چنین سید شیر و امیر خسرو مطلع انوار گوید سه مرده به آن خر که ز بهر دو  
 بهر جا دم میس گر و بجا می گوید سه تا هم خرگوش باشد و کاس مینویس بهر جامی بودم خسر  
 که کرد و بیستی غیاثی گوید سه تا چند نال بخشو خوابان کرد و نهم این بول بسوزم و دال بر  
 هم گرو و بستم اول و ثانی جماعت مردم از بر مان قاطع و بهر دم دهفت تکریم و بستم اول  
 است نیست که بکسر اول و ثانی عقد از لیه بدلفظ و بران قانع است از لغات و بهار  
 بفتح ثانی چنانکه در عرف خواص شهرت دارد و در دست نیست نغای و در مخزن اسرار گوید سه  
 و که بیوقت کشاید کرده اگر به اذان خنده بیوقت به بسجده شیرازی گوید سه ترنمان قنوی  
 و به که در خانه دیدن با بر و گره به امیر خسرو و در مخزن السیدین گوید سه از غنایان فکند با بر و  
 که کین کرد کمان را بر نه به مولوی جامی و بهر لیلی جنون گوید سه آبی که سینه اش گره بود  
 من صبر شعله نبود و طمانی در خلف نامه گوید سه کمان کیانی در آید بزه به و بعضی میان دو  
 و به عرفی شیرازی گوید سه سوزن عیسی سیمه بند در که نیک شمس بر هم ناسورده خرین گوید  
 خرا بسته کارش گره و عطارد و قلم را زو بهر نعت زه گزاردن او و کرون بدانکه تر بعضی  
 ن املای آن برای بهر دست و بدال نهند غلط چرا که در اصل لغات فرس و ال نند  
 نزد بعضی در دست است بخت آنکه نزد سیبانیان فارسی و ال نند هم دوی دارد و  
 است هم مفا نند و چه در اکثر کتب مطبوعه ایران و نسخ خطی کتابت اکابر همچو بدال دید



نه شده و بهار هم و عوام که بر مضمی بفتح لام و هم خوانند غلط کنند و او را با کسر طاء از قبیل لغات  
فحشیه المار که گفت لغات و در بعضی از خطا است فصل مضمی و ماضی بفتح تاء است  
فکریستند که فاره معنی تشدید کند از بهاء و غیره و کسر تاء اول که حرف کیم است و سطر است  
و الا نثرهای گوید به تعالی التعلیل و التعلیل و مانند این خوانند و این ندانند و سومی بفتح  
در باب ماضی را که بودی و می دانند و سیمین میمان و از این پیوند با ماضی سراید و آن سطر  
بها مانند تاء تخیل شدند و تتری چند مبرهن بضم میم و فتح با و سکون رای محله بر آن آورده شده  
سکون با و فتح را چنانکه شهرت دارد و خطا است چه صیغه اکم مفعول است از باب و ماضی و حرک و سکون  
مشترک و تری بی گوید یک خبر با کسی بفتح کربان کخه صد لاف و در میان مبرهن و آدرم سطر جم  
بضم میم و فتح و قانی و سکون رای محله و فتح حیرت که کرده شده صیغه اکم مفعول است از تری و عوام  
که حرکت را و تشدید جیم خوانند غلط باشد بفتح میم و دستی از ماضی الارب و بیست و یکم  
و بضم جیم چنانکه شهرت دارد و غلط محض است بدست با کسر تاء و فحشیه المار و غیره و بفتح  
خطا است هرگز را بفتح پای سبزه از برهان قاطع و غیره و با بضم با کسر خطا است چه در کتب  
است از مرغ با فتح و آن نوعی از سبزه باشد که هندی و دب مانند و بکسر از هر دو است بفتحتین  
و فتح و دو باشد و مردی کردن از انتخاب لغات و غیره و بفتحتین بدست نیست هرگز خطا است  
بضم اول و فتح ثانی و سکون خانی بفتح و فتح رای محله در و نه میماند مثل است آورده باشد و سکون  
رای محله و فتح خا و کسر را چنانکه شهرت دارد و محض غلط است چه این فتح بفتح است که صیغه اکم  
مفعول باشد از بابی بفتح و سکون و در مفعول هر دو بضم میم شمس که کار کنند و اجرت گیرند از برهان قاطع  
و غیره و با بفتح جیم چنانکه شهرت دارد و درست است چه یک است از هر دو که با بضم باشد و کسر و ک  
افاده معنی صاحب کند و او را ساکن کردن بچون بخوبی و این لغت را بر صندوق و زین و قیاس  
کردن و دانها شد چه از اول بضم بفتحتین چه بدست که بفتح و سیمین بضم میم باشد و هر دو بفتحتین  
و با خطا است هرگز فطرت صفت و تشکیک است بضمی نه من در نظاره محض است بضم میم و فتح  
و القاب کردن با بضم بیرومی به رتبه حسن بلند است چه حاجت بفتاح یا به فتح نمی کرد و ک  
ترست به صحت و همانی است در مضمی که آن فرقه بر میز میگذارد و هر یک سر میزد و میگذارد  
و صفت شهدی است در باب مقام که دل مرغ خیزد بر آتش و فرقه سطر اخر بال و بر مانند  
بضم میم و فرقه را و او اکت بضم تو در آخر من با ترک محض و غلط و فتح بیدار بر در حاجت با کسر

بودن زمین از بهار و بافتن خاک است مسرت یعنی خوشی از تاج اللغات و غیره و به  
 چنانکه شهرت دارد خطا است بر سواد و بضم میم و فتح سین و تشدید و مفتوحه سیاه که در  
 حینه ام مفول است از سواد و سواد و بضم میم و اول و سکون دوم و فتح سوم و تشدید و اول سیاه حینه ام  
 ذیل است از سواد و با جمله و پارس یعنی چیزی که سر سری نوبست تا بار دیگر بخواهد بهره و  
 طور مستقل است اما اول فصیح است از ثانی یا می گوید در سواد و طریقه که کرده ام مسوده بود علام  
 کرد در همه عالم هر امر و مسوده با فتح و تحفیف و او چنانکه برالسه عامه جاریست و درست نیست  
 مشاطه بفتح اول و تشدید شین مجرئی که عروس را آراید و شانه زدن و سر که شد از فحش اللغات  
 و کشف اللغات و خیالان و نقاشی اللغات و هفت فلزم و با بضم خطا است مشکور شنوده و  
 پسندید و بمعنی شکر گزار چنانکه گویند از احسان فلان ممنون و مشکور ام درست نباشد چرا که  
 مشکور است محسن تواند شد صفت محسن الیه مضاعف بفتح چهارم نه بکسر آن چه مصدر است  
 از باب مفاعله که بفتح عین آید محاف بضم عفر کرده شده از متجرب اللغات و غیره و با بفتح  
 خطا است مگر صفت بضم برای تملک بزرگی از صراح و قاموس تاج اللغات و مصباح منوشتی  
 الادب و بفتح آن غلط است مکنش بضم قدرت و توانگری از متجرب اللغات و با بفتح خطا  
 مکنش بفتح مواضع که و ملکه آید از پستی الادب و غیره و با بضم غلط است صفت بمعنی  
 احسان کردن و نهادن در کلام فارسیان شایع است اما بمعنی عجز و خوشامد که اردو گویند  
 ترکیب فارسی استعمال کرده اند و فارسیست آن اکثران را تا مل است چنانچه بعضی اجله  
 عصر در کتاب خود انکار فادسی بودن آن کرده و باین معنی لغت هندی انباشته گویم اسناد  
 که بعد از شخص بلخ بهر سید نبی افند امیر خسرو گوید رخ خلق بمنش یکطرف آن شوق تنها میگرد  
 وصال که یکی از نامهای شاعری نظم است و در همین کتاب است امیر خسرو گوید رخ در آن رضوان بمنش گشت خرو  
 ملاحت باقر فاضل زنده رانی گوید ماه من لطف کن از خانه بردن آبی دمی که بجان آدم از مت  
 در بانی چند منصب بعضی اجبه عصر غلط فتح صادر کرده و صرف کسره روا داشته و ندانند که  
 فارسیان صرف کرده ببالب و تب قافیه کرده اند میرزا صاحب گوید مکن در به احسان گویتی گر  
 سیه داری تو که باشد بدستی لنگ آرام منصب رای میرزا اجلا سیه گوید غزل و نصب  
 بدو یک منصب دل است یزدنی در عدم این شوق که منصب خواهی مشکور بضم میم و فتح کاف  
 و بضم میم و فتح کاف و بضم میم و فتح کاف و بضم میم و فتح کاف و بضم میم و فتح کاف و بضم میم و فتح کاف



شنبه با خود در خوش در خیابان شیرین گلستان نوشتم که بجا نشد فانی خطاست فاشتر  
 بر کف از نشیای ایران سمیع شد که گشت بجا نشد فانی خطاست فاشتر  
 و انان ایرانی نو با برقی بالیدی از موند الفضا و غیره و با الفضا خطاست فاشتر  
 و در جنگ جهانگیری و فرنگ رشیدی و بر جان قاطع و در جنگ رشیدی و بر جان قاطع  
 و اوله کسر لام و ظهور با شیفه و سرشته صیغه اتم فاعل است از اول و بفتح لام و فاعل  
 با از نه رفعت فارسی است قاتی گوید به سحاب رحل از اوله و ریاض شرح و اوله با خود  
 همراه و اوله در آن از نه و او شید از نه ای شیرازی گوید به سن از حیدر و در آن رفعت و اوله  
 که شیه با از چه شدن خود ساله بپس انچه صاحب غرات اللغات و دیگران تعلیقه کسر لام و فاعل  
 با کرده از بهیست و جاست بالفق در شاخته و با قدر شدن از تین اللغات و غیره و با کسر  
 خطاست و صلیت باضم یوستگی از تین الارب و غیره و با ففتح خطاست فصل یای  
 جوز - با جزم بضم یای نام مادر استعیل علی بنیا و علیه السلام از قافوس و غیره و با جزم  
 با غلط است بهر بفتح جادای از قافوس و تین الارب و بهر عجم حاقانی شیه وانی در خطا و غیره  
 گوید به آواز خود و در شب بحر و دوستان تیره زن که بخیر حافظ شیراز گوید به شرب  
 قدر است و طعنه نامه بحر به سلام می حتی طلع البحر استیلا در این گوید به و صیل آونید  
 قصه بحر و چرخ شام به نور است و در بحر و با کسر حقا نشسته و در بعض خطیست  
 کرده اند اما از خط اول ایران سمیع شده که محاده صحای یا بر سر بحر با کسر است و اینکه در قافیه  
 بحر و جز از اعتبار اصل لغت کنند بهر بر کسر اول و فتح شانی شیر در نه از قافوس و منتخب  
 اللغات و تین الارب و کشف اللغات و موند الفضا و کضم اول و خاتمه شهرت و در خطاست  
 بهر که بضم اول نام بادشاهی است که در نظم معروف است و اول خطاست با اول کسر  
 تانید هر قاف را گویند از کشف اللغات و فرنگ جهانگیری و فرنگ رشیدی و بر جان  
 قاطع و در خط اللغات و بفتح یای تانید که شهرت خطاست ملا نوعی انهنای گوید به رزب  
 طعنه زهر با بل نبوی یا به و بال این مرغ بصل نبوی یا ملا تانیدی و بیلی مخون گوید به و کسر  
 باطل با بل نبوی یا به و بال این مرغ بصل نبوی یا ملا تانیدی و بیلی مخون گوید به و کسر  
 سینه با بل نبوی یا به و بال این مرغ بصل نبوی یا ملا تانیدی و بیلی مخون گوید به و کسر  
 میرزا متعیل هم در نه انصاحت و خطی که ده به حاقان فاعل با بجای نه ای و گوید به شایه بنده الفضا





و تفصیح بود و سرش را بیکه در نیمه دوت قوالی اربع حرکات لازم آید و این بر پیشانی زبان و گویان می  
 افتد اکنون شوق بچشم زده سحر از آن حضرت که بخطیبه سکران حیات دوم ترک کرده و شنبه و یکشنبه و  
 غلطت و حرکت و شفقت کرده اند می پرسد که بدون تحقیق و تتبع کلام استاد وین خامه فرسایها  
 یعنی چه بهمانا خطیبه کار آسان شمرده اند و در پرده تین در قفس محترفات بر سائده بندگان اند  
 دیدنست که دعوی این بزرگواران بود که فلان لفظ هندیست و فارسی نیامده و فلان کلمه  
 بدین گونه باشد هر کس که چشم بینا دارد و دل و دانا و دین کتاب را حفظ کند که چه قدر بر او باطل ایشان  
 کرده ام و مردم را بر راه راست آورده ام با اینهمه ادعای من نیست که بچشم تحقیق کرده ام و به  
 تسلیم کردنی است کتاب سماوی نیست که در آن خللی نیافتد می بگویند ایشان بلا تحقیق و تتبع چیزی را  
 نگذاشته ام و در مسلک تخلیط طبعی با قدم نه بر داشته ام اگر گفتار مرا یاد و نداری لفظی را که خواهی بپزیران  
 نظر سنجی تا حقیقه الحال بدید آید فایده بسا الفاظیابی که در معنی دیگر عربی یا فارسی است و بمعنی دیگر  
 هندی همچون مهریست که معنی خادم دارد و در ادوار و در می را گویند با بکل بدین معنی یا اینکه لفظ و کرد  
 یارسی شارح است از این کلمه ترکیب فارسی چه در آورده چه فارسی و او نباشد اما اکثر اوقات  
 پنجین الفاظ را که به ظاهر فارسی یا عربی نماید و بمعنی مقصود هندیست استعمالش ترکیب فارسی کند فایده  
 لفظیکه ارباب لیب و غیره باشد یا فارسی پیش در علم شائع نباشد یا کسی که با تفهیم مطلب مقصود بود  
 ندانسته باشد یا در آن لفظ هندی باشد یا اگر نری مضائقه ندارد و سفر نامه شاه ایران دیده باشی  
 حالا بچشم الفاظ استعمال کرده و اینجا است که در استعمال ترکیب توفیق بحک احتیاج شد و اینم فایده  
 کلمه مرحوم و مقهور و امثال آن که در صفت موئے باشد اهل زبان بیشتر بر آنم متونی مقدم از مثال  
 شیخ علی حارین نوشته که سید عالی شان میرزا داود خلعت مقهور میرزا عبداللہ مستعد و هم او جای دیگر  
 رنم زده که مرحوم میرزا صاحب خطابه نفس با وعظا فرموده با جمله تقدیم مرحوم و مقهور و فرج است نه  
 قبح چنانکه زعم نادانانست آری تا آخر هم صورت و از وارد و لا حدر اید میلی گوید به تاریخ وفات  
 فاضلای مرحوم بگوید و در تم که شد بر حمت و اصل فایده میرزا قسطلی در الفصاحت نوشته  
 که که با پنج لفظی شده سوای آن سمع نیست تنگه و غمگده و آشکده و مسکده و کلان که کلام  
 که این استقرا روحی صورت صحت ندارد و احاق کرده با بسا الفاظ بنظم در گذشته و مخوفه فایده  
 دارم ثبت می اندازد اشکده تیزین سه گره در سینه صد اشکده آتش دادم بداند آخر که با سوز  
 دل خوش دارم تنگه حارین سعدم از جمله هندی نورست نور و تنگی سینه لب آدم از ناله



کرده میگرد حافط شیراز به بیابانیکده و چهره از غوا می کن به مردی به کاه نجاسه کارانند  
 نشتر و کده حزین به بخور شش حزین از نفس سینه خراشت نمیشتر که گردید جلومرغ و چو  
 وحدت کده حزین به منافق و آگاه گرفتند را تو روی ابو حدرت کده لا سواه وحشت  
 کده مغفرت به یکنفر به وحشت کده یاد ام نو باد پای بسک خیزی فریاد کجاست و بران  
 کده حزین به عشق آمد و من به سر خانه بدوشان و ویران کده و درخور سطران ام نو مانگده  
 حزین به شذر خردش لب صهاره نو زاده ساجد زان کده با سخن کوتاه اگر در کلام آسانده  
 متبع کنی هزار در هزار الف و این تبار یابی و حق تحقیق آنست که کده در الحاق حاجت  
 سند جزئیات نداد و فایده میرزا غالب و در خود هندی نوشته که سرشار معنی بر بردارد و معنی  
 مست و صفت بیالیه در صفت شارب و کلمه آگاه سرشار معنی است از میرزا بیاربعید  
 میرزا صانیاسه نمون آگاه تو سرشار میکند بود مست را خواب تو به شارب میکند با ناهای شیرازی گوید  
 هکی با ساغش بودی سرو و کله کی به باوه بودی مست و سرشار فایده بر بی برین شهر مرد  
 غالب به دراجه الف نام از نو و زخم آشکارا نمید بود و اعتراض کرده اند که این دو در وقت نیست  
 کبر زانو نشین بر تقییه اش با خود بخواند تو حید لازم میزدند اند که این فقط در اصل و در وقت خاص  
 و سائیر استخوانش کرده و شاربش در سفر نماند سائیر بقدر احتیاط که در سخن فقط در اصل زبان تحقیق  
 پیوست که این فقط در پارس به فتح ثالث و بکسر آن بهر دو طریقت نظامی فرایده به سر که این  
 پرست از و پرستم بود و در آنچه سازد و خود پرست فایده حرم طبع میرزا قالیبازم که گفتار  
 پارسى چون اصل علم گرامر و ادب و کلام پارسى آن بهیاد اتمام اینکه در خود و چند و خیر  
 اکثر کلام بهر باب الف و با کلام بهر باب و در بعضی بجای رسید که شارب عیدیل میرزا تقیعلی را علی بن  
 بنوک نام آورده پارسى آن بهر آنچه که از تیره سواد چند چون امیر خیر و دخیل و دبیل و و  
 و کدو و آواز و قیل و غالب و غیره بهر خاصه هستند و از کزن تا بکزان نوای می کنند و آن  
 پارسى آن کلام ایشان ویدند و سید تم و چندین دیگر که جاس خطا سرزد و باشد مقتضای است  
 است بهر کلامها فرید کار گفتار نیست که با یک از عیوب باشد می بینی که جان آزد و با شارب  
 علی حزین و ساد و کثرت و بر کلامش مستهانه و کتاب نگاشت موعوم تقییه الف و غلیظ بهر  
 اگر در فعل او یاد بهر است چنانکه در سطران خود فعل موعوم و مفعول و زمان و مفعول و فعل و مفعول  
 شکل نیست که بعضی جاق بجانب معرض است حامیان شیخ سپهر انداختند و احترام بختای

و درین روز را سوگند میجویم که از عالم اخلاط آن گسان که کوس لمن الملک نوازند متا اداوارم  
 و اگر دماغ که موی دماغ کسی باشد باطل اظهار اخلاط بنظر افادت عامه مضائقه ندارد و اینقدر  
 حسن و ملحق یعنی به آنچه میرزا غالب را نصیر صاحب بران قاطع و قبیلیان وید و شنید یاوشن کرد  
 دوست فاند یکی از محاسنین در مثنوی طفل باز مرده را نیمه نوشته بود بخیران با و در آنچه تذکره  
 بهر دهر را نامند نه مودوده را بختیارم چون سندن داشتت حکم و اصلا خوش فرمود حق آنکه عجیان جا  
 بیا نامه طلحات عریه ترانند این از روی قدرت است نه اثر از آن یای شیرازی در صفت تصاب  
 بچه در مرده گوید به صفت تمیض جهانگیر شد و غایت از خود آن خون شیر خورده عامه عتقاد  
 دارند که مودوده را نامی میزد و این را بر سر در کشیده حال آنکه او سپهر منصور بود و که عین  
 شد ایرتول و شهبازی کند و در او را به منظم است و هند و او را بر سرش دارد و درین  
 میکنند از عشق زخمان نقشه بود و باز این ترانه از اسب منسوب شد که در بختیگر و کریم  
 گفته و او را بر سر که در کمال بختیگر چون به نظر آید در در شکار و در آن دم دل بستگی  
 زلف ایا را بختیگر به است که عاشق ایا ز محو و سیس بستگی اید و در بستگی فی دهر مولف افعال  
 ضرورت نوشته که غوغا غم و نیز استعمال کرده اند هیچ شیراز به غوغا کردم اندکی عجمای از شست  
 بفضل خود شمشیرم در بر شست به میرزا غالب و در قاطع بران نوشته که به یار شمشیر  
 افتاده بود و گوشت روی داده بود که به ضرورت حرکت لفظ را بر گردان و نظاره میسر کنند  
 شمشیر عیارم و در غوغا کردم عجمای زشت پادشاه غوغا کردم و اما و زشت بهر در تطبیح می  
 بختیگر از جان شمشیر سوگندی خورم که شمشیر آفتابان نگاشته است که کاتب پیدا شده است  
 و بهار روا داشته است گویم که چون میرزا با تحقیق هند تصدیق داشته شمشیر خود است  
 نگاشته است منطبق به در آن یک سو و در شمشیر آفتابان نگاشته است که کاتب پیدا شده است  
 کرده بختیگر از آن است دیدنی است که اعتراف به بختیگر و بهار است که به بختیگر شمشیر عیارم  
 که به آن نگاشته و این رو انداخته گوئی اگر بختیگر صلاح رود و نه جلوه کلام استاده در  
 سندن از دانه لبش نوشته که غوغا حرکت فاجیه کلام سعدی دیگر به نامده اعتبار را نشاید حکیم ناصر  
 در قاعه و شمشیر نامه گوید اگر سوئی بود روی شمشیر بر دیده بود کاره و توکن فایده نا  
 آنرو در اصل نهاصل و بهار در ابطال ضرورت و دیگران هم نوشته اند محکم لغت معاد و سنان  
 مرا که نام و در استنسخ بسکون به تصرف کرده اند اما حق آنست که بسکون با هم قاعه باز است



در مقام تکمیل صفات الیه بر تعصاف و صفات بر موصوف هر دو یکسر آید و نیز مبدل منه و در بعضی مواقع  
 سوراخ تراشه جامی در سلسله الذهب در تعریف خود چه نقشند علیه الرحمة گوید که خواسته  
 شبنم نیکو گشای پاشش غیر از دل مرید زوای فائده در بعضی رسائل بر نظر نامه نگار در زشت  
 باشد از ده صحیح بے نون رست چه زیادت نون و جی ندارد و گویم که اگر خلاف قاعده باشد  
 اش اما در لجه و کتابت اهل زبان مع النون باشد و اگر بر فن تاج هم حساب نون کرده اند  
 کرده و او معذوله که عبارت است از او یکم بخواندن در نیاید و آنرا و او اشعار نیز خوانند با قبلتر  
 بی محجه مقصود میشود بهنجیکه بوسی از صمه داشته باشد و آنکه با قبلش صمه باشد یکسر شادست و متر  
 رتوانی این خارايت غنچه آید نه مضوم خود نظامی گنجوی در شیرین خسرو گوید که مکن در رخ خود  
 بوی بد را نه بشت دیگران کن خوی خود را بسعدی شیرازی گوید که فابا هیچکس کرد دست گیتی بیک  
 ما برقرار خود بماند چه میدانی که جاویدان غانی در واداری که رسم بد بماند امیر خسرو است  
 بیگونه مدد بدو خود را بگذارد رام دام و در را به مولانا جامی دیلی مجنون فرماید که زان گنج کرم  
 او خود یافت بگرید و مراد خواست صديافت بیضی گوید که بس گفت برادران خود را آن  
 حله رخسان شمع قدر را به خود بر در چای گوید که دوش آن زمان که خسرو زین قبای خود را  
 یکشیده خلعت عیسیان بر سر غارمی هر وی در بنوی گوید و چون گان گوید که صديا برود  
 آن مه و خود را اندر شکند و بد بزمین سر بر خور و در نظامی گوید که چون خون شد آن طشت زنگی  
 که در بخور دوش چو آب و آب خود به امیر خسرو در قران الحیدین گوید که هر که در آن ملک  
 ب خور و بگشته دل از آب خراسانش سر در خوش سحدي گوید که غریب آدم در سواد  
 ش ب دل از سر فراغ سر از عیش خوش امیر خسرو گوید که بے نمک است این فلک کاسه  
 ش ب از نمک و چه کنی کاسه خوش ب مولوی جامی گوید که کنیزان زلیخا خرم و خوش بیک است  
 و دیو بچران آن پیری دیش بملامه لقی گوید که خاطر که ز بهر شد شوش ب از باغ و بهار کی  
 و خوش ب مولانا دشتی در شیرین فرما و گوید که بساط دشت چون دشت ارم خوش بگذر بای  
 و ش دنیای دلکش خوی سحدي شیرازی گوید که همیگفت و بر تیره افکنده خوی بیکه آتش  
 بن در تو دامن بار نه فائده بظلم فارسی منادی خلص با ظهار آری حرف ندا خویشیت  
 خلص منادی عثمانی اعظم با ظهار را می ندیده باشی مگر کمتر داند که گویند که در کلام فارسیان خلص  
 سراوی حرف ندا اصلا نامیده اعتبار را نشاید فصیحی گوید که ای فصیحی خانه بے حقوق زندانی بند

هست و این سخن را بر وی فرموده نوشت یکم گوید سه امید بود ساری چه نکند است ای پیر  
 زان لب که منقصل ز جواب سلام بود و کمال خجسته گوید سه در لطف طبع سعدی شیرازی ای کمال  
 باد و میگوید که گوئی خجسته فائده انشا الله و عنقریب علی و مثال آنرا در عبارت خجسته منقصل نویسد و  
 پاری منقصل بجهت آنکه بخیران این کلمات را بمنزل یک کلمه نگارند و کما قوا و عینه نماید فائده الف متوسل  
 را بهیم و اصل اسحاق و مثال آن نیز خط عربی واجب بحدوث بود اما فارسیان ثابت بهم دارند و در  
 که بوجهی الف ثانی نوشتن صورت بوزن دارد و در کلمه حسن مختلف الاقوال اند فائده مورخین که در تاریخ از واد  
 اقتران شمس و مثال آن گویند خجسته مراد از آن اجتماع شخص جلال القدر و ازند لکن غالی اند که کت فیت و  
 علم خود ثابت شده که اقتران هر دو با هم نباشد فائده بجزه نیز بعضی تقیض حمل خود می ندارد پس انشا الله بجزه  
 بجزه گرفتن صوابند لکن حق آنست که بجزه بجای الف مست عدوش که یک باشد گر قفنی نیست فائده در  
 تاریخی که در آن تعجیه داخلی خارجی نباشد از ایراد کلمه بعد از او و از وی حساب بی تردید و احتمال آن بچون  
 بی تردید هر سال بحدیث خامه من و اس در دو هم نوشت سه بار سال تاریخش بعد از او و در دو هم نوشت  
 و او را در یغایر شد زوای حساب تاریخش و دانش آموز شد سوی جنت یا اعتقاد داند چه او  
 تردید تعجیه خارجی و از بعد از او و از وی حساب تعجیه داخلی پیدا میشود انوس که اکثری خیال این نکته  
 نکند و مورد لام و نایان شوند و از غائب نیک بعضی جمله عصر از سر الهام و سر بجهت و بجزه که تعجیه کنند  
 درست ندارد و برین تاریخ فائق سه سال تاریخ تولد گفت عقل و از سر بجهت که بر سر و در او و در  
 سه این واقعه و از وی زادی غالب و تاریخ رقم کرد که نواب در بیج و فرمایند که بدین پنج تعجیه جا  
 سنت گویم که آخری تعجیه چنانکه از باب حمل کرده اند برین تواریخ هاد و سه اعراض بی بی و بی بی و بی بی  
 مقدم همچنین بعد از او درگاه قلینان ترکمانی درگاه تخلص تاریخ تولد خود و تاریخ لیسال بکتر و یکصد و بیست  
 دو بجزی خودش گوید سه سال و لا تم زدک الهام و درگاه قلی زخان دان و لا و سر و ش و درگاه خود  
 این تاریخ پنج بجزی بود که شاه عالمگیر نور محمد علی علم آورده و زردی فضل بیجا پوشد پنج فائده نایا  
 املا این صورت با باشد تحقیق آنرا از حر و ف بک انکار ندود و در اخذ اعداد ما پندارند و از بیجا است که صاحب  
 مقامات حریری در خطیه مقاصد است و چشم که بصنعت بجزه متوقا است جاماتای مدوره آورده چنانچه  
 از فقره های دوست الصیحة کامله و السلامه حاصله و در غزیه الاشعار و دره الیثب فطاس سلطانه پنداشته  
 نه نای تو فانی پنج گرفته اند و بجزه امانا که ازین قاعده خبری نداشتند و در مخطوطه او آوند که در قفا  
 الساج و غلط و در فقره الفواتارے بخط محسوب کرد که در قفا مت الصلوٰه اعداد

طرح بمثل بحال در چون حال خواص این ست تا بگویم چه رسد مع چون از کعبہ برخیزند  
بمانند مسلمانان بواللہم حفظنا عن الخطا والاعطال و اذنا بسبیل الصواب و مستقیم الصراط و اخر  
دعویان ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی خاتم الانبیاء و المرسلین فقط

گولیاں

گولیاں لیجئے آپ کو بقائے صحت و زندگی کے لیے اکسیر کی

تلاش نہ رہی

ہماری ایجاد کردہ آشک نگرہ گولیوں کا نام شاید آپ نے نہ سنا ہو گا۔ گولیاں عجیب  
غریب صفات سے بھری ہیں بڑے بڑے نامی گرامی ڈاکٹروں ویدوں اور جمہوں نے  
انکا تجربہ کر کے اسکی تعریف میں بہکون خطوط لکھے ہیں ہزاروں سندیں اور سائنٹفکٹ  
اسکے موجود ہیں سیکڑوں فرمائشیں ان گولیوں کی نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ملکوں  
سے متواتر ہمارے شفاخانہ میں پہنچتی رہتی ہیں عصبی کمزوری کو جڑ سے کھودیتا ہے۔ یا یوسوں کو  
اسرہا یا امید بنانا مادہ تولید کے تمام نقصانات کو دور کرنا ذہن میں جودت اور تیزی پیدا کرنا  
حفاظت کو توثیق دینا جسم کو تندرست تو انانیا مردہ دلوں میں تازی روح پھونکنا اس کا  
ادنیٰ کرشمہ ہے۔ مردہوں یا بچہ تئیں اس کے ہر قسم کے ضعف دور کر کے عالم جوانی دکھانے  
میں یہ گولیاں اکسیر کا کام کرتی ہیں اگر انہیں تندرست بھی کھائے تو بیشمار فائدے اپنے  
جسم میں پائے جن لوگوں نے انہیں استعمال کیا ہے ان سے دریافت کر کے اپنا اطمینان  
کر لیجئے یا خود ایک بار تجربہ کر لیجئے قیمت فی کس جن میں ۲۰ گولیاں ہوتی ہیں عمر علاوہ محصول  
ڈاکٹر۔ لکرمزید اطمینان کی ضرورت ہو تو ہماری کتاب کام شاستر مفت منگا لیجئے  
جو اردو انگریزی ناگہری گجراتی مرہٹی بنگالی و پنجابہ زبانوں میں ۱۰ صفحہ پر چھپی ہوئی  
موجود ہیں اور ہم محصول ڈاک اپنے پاس سے لگا کر آپ کے پاس بھیج دیتے اب  
تک چھ لاکھ سے زیادہ کاپیاں ہم مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ اس کتاب کے دیکھنے سے  
آپ کو بہت سی مزید مفید معلومات حاصل ہوں گی۔

وید شاستری منی شکر گوندجی۔ آشک نگرہ فارمی شمس  
جام نگر ملک کاکتیا وار



تفصیح ۲۲۴۱ لکھائی رسالہ اردو علی علی گڑھ قیمت سالہ

چھپائی لکھائی کاغذ دیسی یعنی معیاری تصنیف اردو کا شہرہ آفاق قابل دید رسالہ جس میں ہندو گیتا قیمت ۲۰ روپے

مضامین دیکھیں ہر جیسے شریع میں زیر عنوان تذکرہ شعر اور دوزبان کے مستند اساتذہ کے کلام پر لاگ تنقید ورمیان میں انتخاب بیاض اور آ میں موجودہ شعرائے ہندی بہترین و منتخب ہوئی ہیں اور بی حیثیت سے لاریب اردو کا اور کوئی رسالہ اردو سے معنی کا مقابلہ نہیں کر سکتا

کاغذ سفید لفظ ۲۲۴۱ دیوان غالب مع شرح از حسرت موہانی

اس کتاب کی جو بی کاسب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے ذواذیشان چھپر دخت ہو چکے ہیں اور لیٹن چھاپا گیا ہے۔ ابتدا میں غالب کے حالات اور ادائے کلام پر تنقید موجود ہے۔

مکتوبات امیر علیانی معروف بہ خطوط امیر علیانی

مع تصویر و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

ہر تہذیب و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

علی گڑھ ہر تہذیب و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

مکتوبات امیر علیانی معروف بہ خطوط امیر علیانی

مع تصویر و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

علی گڑھ ہر تہذیب و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

مکتوبات امیر علیانی معروف بہ خطوط امیر علیانی

مع تصویر و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

علی گڑھ ہر تہذیب و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

مکتوبات امیر علیانی معروف بہ خطوط امیر علیانی

مع تصویر و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

علی گڑھ ہر تہذیب و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

مکتوبات امیر علیانی معروف بہ خطوط امیر علیانی

مع تصویر و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

علی گڑھ ہر تہذیب و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا

مکتوبات امیر علیانی معروف بہ خطوط امیر علیانی

مع تصویر و سوانح عمری امیر موانہ دغ و امیر حضرت نانا



آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

---

کتابخانه جامعہ اسلامیہ  
الکتاب خانہ

۱۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو

[illegible][illegible]

ایک ایسی کتاب ہے جو ہر دل پر چلی ہوگی۔  
 ہر شہر میں قاریوں کے ہاں لایا جائیگا۔  
 یہ ایک عجیب و غریب کتاب کا نام ہے۔  
 جس میں ہر ایک کو اپنے لیے کچھ ملے گا۔  
 اس کتاب کا نام ہے "کتابِ حیات"۔

یہ کتابیں گم یا خراب ہو جانے تو سب سے  
عاجز ہوگی۔  
۱۔ کتابوں پر کسی قسم کا نقصان یا سیلاب پڑنے سے  
بچا گیا جائے۔  
۲۔ بعض نئے نسخہ ادوار کی کتابیں  
یا کچھ کچھ سیکنگی خط



